

مجله

تولدت افسانه و

الله

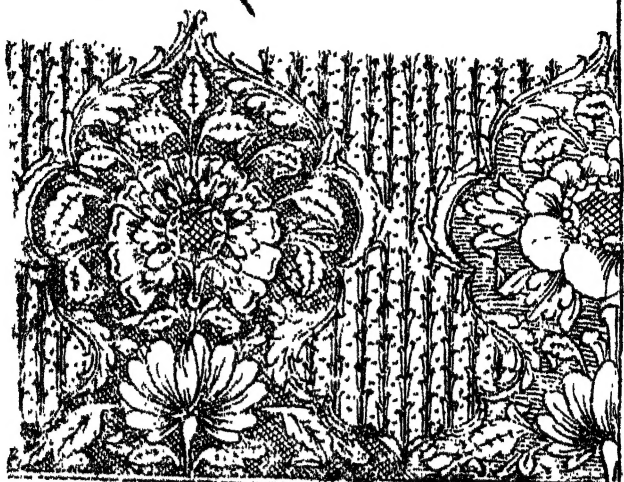
سید رستم و فرزندانش
نکاح و کشتن حق و معا اگاسی و سیم

نظامی پشته
شاهین
الافق

سید علی و سید علی
او میر قیاس و میر قیاس و میر قیاس

شاه و افسانه و افسانه

مجله



بسم الله الرحمن الرحيم



کچھ پوچھنا	ایں دین میں دیکھو دیکھو
پایا تھاکہ	خود غیب میں تھا غیب ہی الوری کا
تھا کب ظاہر	سچے جھٹ تھا اور سچے کما تھے شجیت
تھا صرف	کر سچے غیب میں تھا نہ فلم تھا نہ روح تھی
کرم	کا تھے سچے صفات بھی جہوں ہوا تھی
میں	تھا اس کا باوجود اس کا دل میں گہرا

نی خود تھا تو کہاں غنہ لیتھی
 کہ نہ تھی کہاں تھی بھارواں
 اتو آدم و حوا اگر تھی نہ تھی

تھا نہ کہت سپہ اسیر
 ملتا تھا کہ بین بانجھان کا
 فردوس تھا نہ اویس کے نشان اربان کا

ما نطق پاک گناہ ہو خواجہ عینِ دین
 مطلق ہوا کہ گدا و تیرے آستان کا

سے لکھی رات بواہر کی ثنا
 اتاحد میں کہتا رہا ہی خود
 خود خالی کر گئے صدیوں عثمان و عمر
 ہر گاہ مصحف رخ نوا بہان گیا
 گئی کہ مجھ سے نمایاں نہ تھی

ہو گئی ہے رقم اوس حسی اکبر کی ثنا
 عارف کیا ہو سکے ہم سے پیر کی ثنا
 ہی علی بالعلی کیونکر ہو حیدر کی ثنا
 سوز و الشمس ہی پوسنت سرور کی ثنا
 خوب وصل علی شہرِ موش

۴۰
مہربان اللہ کا عاشق سدا

ہر بھی خواجہ عین الدین کی ثنا

بنایز بیری

بمقدس پھر ہو گیا

نام و رکھا ہر رح

یہ ہوتا راز ہی القامری

کہ کیسے کام حلقہ ہی میرا

علی کے پاس تھا اور رات کہ

ہی مطلق راز دار اک حضرت

براہ صفا رخ ہی مجھ پر

احد کلا عشق سے جو رخ نیکو محمد کا

ہرین و جان احمد کے صفات و ایمان خود

اسی شہید کے دیر ہرین ایم یہ سدا تک

خدا بندہ کو کھتا ہوں حقائق اور محارک

قصہ گنج مخفی کا ہوا تو ہو گیا

شب و بجلی حالت بھینچا ہر پری بھی

نشاہ لایست ملا احمد کا محکو عبید

سودا سدا عین و طبع کی

یہ کہتے ہیں کہ مسافر کو

تلاش احمد کی ہو تو جادو لاں کان کو نم

سیان مجھ سے میں پڑھا علم لدنی ب

خبر اپنی حقیقت کی علی ہی کو ہی سہ

یہ غلات چون ہر سال کا کھیت

وہ جو ہر سال کا دریا و دریا

آتا نہ دیکھا بزرگت موجبہ دریا

انف ہی یہ جو انست کا اودرات احمدین

جیسے جبریل کہتے ہیں ان کی ہر ظاہر

ہنیں شریکی سہی ہن کہیں بھی گھر محمد کا

ہی غیب الغیب پر طلق معلق و محمد کا

و النجیہ دل ہی یہ سر دست محمد کا

ہو اس واسطے ہی نام غیب محمد کا

کہ ہوتا ہی ہنیں بہتا کھیتی محمد کا

وہ عطر سے بہتا محمد کا

کہ جسم پاک تھا وہ اب ہر سر

بنا اسم و سہمی سے عجب نظم محمد کا

کہ اپنی وحی سنا تھا دل سہر محمد کا

ہو اہر تارک الدنیا جہان کی چھوڑ کر خدمت

سعید الدین کا عاشقہ اس سے ہو چاکر محمد کا

حضرت جبریلین کیونکر نشان چھو کا
 ایک اسی مخلوق کیے قالب میں خلقت کا
 دایرہ تو سید کا کلمہ ادھر تک کہیم سیکے
 ستر بچوں روح احمد ہوا ہی نامزد
 احمد ذات احدین عشق کا نقشہ چھو
 چار عنصری حقیقت محمد کی عیان
 ذات بیچو کی صفت ہر عامل صلی کی بنا
 سن انی سے پڑھی ہی بین نے تفسیر خود
 نقشبندی سہروردی قادری شتی تمام
 حضرت آدم سے اب تک نثر و فقہ و فہر
 سن انہی ہر ان زبان ہو پڑا پسا

عرش اعلیٰ کی سر پر ہر مکان
 میم کی گاہ کا نقشہ ہو جہان محمود کا
 یعنی ہر نشان زمین و آسمان چھو کا
 کون ہر کچھ تھو جان جان چھو کا
 کشت انوار ہے سورہ ابوریان محمود کا
 شکل انسان میں اسے کھان محمود کا
 قل ہوا اللہ ہے کلام و فسان محمود کا
 صاف ہے اللہ ہی چہرہ عیان محمود کا
 واسطہ رکھتے ہیں اپنے دریاں محمود کا
 بس رہا ہے جا کے ہر اک کاروان محمود کا
 جانتا ہی ہر کوی رتبہ کہاں محمود کا

<p>دوستی اشد کی ملتا ہوا دوس کا سلسلہ اس کے نورانی نسب کی تلمو گرد یافت ہو جو محکو فخر خال ادسپہ یہ برمان ہو یہاں جہاں ہم بہم کی کبھی ہو کہ نہ شراب</p>	<p>ہی نجد آدم والاد ومان محمود کا پوچھے مجھے یہ کہ ہونہیں بہ خردان محمود کا ہوں میں ان ویش عالی خاندان محمود کا پی کے دیکھو جہاں دکان محمود کا</p>	
<p>۵</p>	<p>حضرت خواجہ عین الدین چشتی کا یہ ہے تو عاشق اب ہرگز نہ ترک آستان محمود کا</p>	<p>۱۱</p>
<p>معلیٰ سب ہو و جہ عین الدین چشتی کا دکھائی دیتی ہو محکو ہوا و نہیں شان مولا کی چلو ہمیر کو یار و شتابی شیر و بلبل اگر ہوتا میں جل اللہ نہ ایسا مرتبہ پاتا سہارا دوسر کا وہو نہ دین ہم کے آزاد</p>	<p>بیان کیا کیجئے رتبہ عین الدین چشتی کا بنا ہوں دل میں بندہ عین الدین چشتی کا ہمارے حق میں ہو خود عین الدین چشتی کا جو ہر سر پر سر سایہ عین الدین چشتی کا ہمیں کافی ہو اب تک عین الدین چشتی کا</p>	

جو پایہ چرخ پایا ہو گنبد سے ہمایہ
 غنی میں بقدر اب ہم جو کچھ چاہو سو کو
 عقیدہ جو ہر دل سے چلا آوہ خلوت میں
 کیوں رویت حقیقی اگر ہر آرزو دل میں
 ہر اک از او کا سربستہ ہر اک پر کس طرح تو

ہر مطلق اوج پر پایہ معین الدین ہشتی کا
 ہر اپنے پاس سر پایہ معین الدین ہشتی کا
 کھلا رہا ہی دروازہ معین الدین ہشتی کا
 وہ دیکھے صحیفی چہرہ معین الدین ہشتی کا
 ہنسن ہی سہل کچھ عقدہ معین الدین ہشتی کا

عبادت اور نماز اپنی یہی ہی عاشق اب تجھ کو
 تصور ہی جو ہر لحظہ معین الدین ہشتی کا

۱۱

۶

مراد ہی جو نیخانہ معین الدین ہشتی کا
 لکل عقل خود سر مرے اک تی سرتی
 صنم کی صورت آتی ہر نظر تلی میں جو اپنی
 میں شمع جان پر افکنی دل جلاتا محبت میں

میں ہوں شاد روستا نہ معین الدین ہشتی کا
 ہوا ہونچن جو دیوانہ معین الدین ہشتی کا
 بنی ہر گنہ گار نہ معین الدین ہشتی کا
 جو کھلاتا ہوں پردانہ معین الدین ہشتی کا

بنیے جی شکر کا شانہ معین الدین چشتی کا
 یہ کیا دربار شامہ معین الدین چشتی کا
 مر سچہ پافسانہ معین الدین چشتی کا
 بتا کیا خوب جہانہ معین الدین چشتی کا
 یہ آیا ویرانہ معین الدین چشتی کا
 او پسے در کا ہر شا معین الدین چشتی کا

لکھا ہر مرتبہ کیجے کو اور کچھ منہ ہند
 کبر سے مین اولیا سا رہے وہ کچھ متھیز
 رگ تاج بن قلم نیک لکھا خوشکلی سے یا ہی
 نکل کر شاہ مطلق حجاب بخودی سے
 جوشق لایا کجانبہ کی نئی خانہ برائی
 جو انکے اندر کچھ راز جان میں رہا

نہو شاہ جہان کو شکر کی نوکر سر پہ عاشق

۱۷

جو ہر تاج گدایا معین الدین چشتی کا

دیکھو یہ لہریں تباہ خواجہ حمیر کا
 یہم کا حلقہ ہر حجر خواجہ حمیر کا
 وحی میں یہ راز افشا خواجہ حمیر کا

جان میں یہ کیسیل سلائیہ خواجہ حمیر کا
 گنبد سیرین ہمار چست یہ وہ جاوید
 یہ سخن ہے شد او کا کہہ دینے

جسم جانین تو سعید الدین گم ہو کر سمجھ
 اہمیت میں عبدیت کے نظر صاحب کائنات
 اوکلی ہستی ہی حقیقت محمدی بیان
 جس نے دوسرے کے جہان کو دیا ہے نامور
 ہند کا کعبہ نبی ہی حب سے اوکلی بارگاہ
 عشق کے خیاں دینے کی پہنایا ہے آہ
 ظل سبحانی سے بڑھ کر فقیر من غفلت ہو
 خاندانِ حشمت کی جو گرم بازو ہے آہ
 ڈوبتے یونین میں سارا شناخت
 یو یو پر عرش بریں خود معلق او کھنجر
 اوس کے نظار کے آگے ہو گیا کس کو فروغ

کون ہی اسمِ زمینی خواہستِ اہمیر کا
 چہرہ مولیٰ کا ہی چہرہ خواہستِ اہمیر کا
 کب چھپا ہی ہمہ پتہ خواہستِ اہمیر کا
 ہی بڑا سب کو سیا خواہستِ اہمیر کا
 ہی مدنیہ اپنا روضہ خواہستِ اہمیر کا
 جسم اللہ کا ہی جامہ خواہستِ اہمیر کا
 ہی ہمارے سر پہ سایہ خواہستِ اہمیر کا
 خوش خریدی کی کا ہی خواہستِ اہمیر کا
 موج زن الیا ہی دریا خواہستِ اہمیر کا
 لاسکان ہی آج کی خواہستِ اہمیر کا
 مہر سب جا بلوہ خواہستِ اہمیر کا

روز بھری عجا ز تازہ خواجہ سہا	حرق عاوا اوس جبار اجکت خلق
سب پیرا حکم بالا خواجہ سہا	تابع فرمان میں اوس کے اولیا خاص

۱۱	میتہ بانکر ہوا ہر تارک الدنیا جواب کیون نہ عاشق ہو پیرا خواجہ سہا	۸
----	--	---

دیوار و در کا سطح عدم پر نشان تھا	جس چارہ لاسکان تھا کمین خود عیان تھا
ہستی کا کچھ خیال کیو دیاں تھا	ایسے ہم عدم سے بیان یہ گمان تھا
گل تھا نہ غلیب تھی گلستان تھا	خود باغبان گلشن بیچون تھا بے پتا
اس عشق کے سوا کوئی ورا منھا	پانی عدم میں بیکار لایق نہ اوپرینہ
اون کیلئے قیام سر اجاوداں تھا	لاکھوں فرمان عدم کوچ کر گئے
سطح زمیں پر پہلے کوئی سا نہ تھا	نکاحات سحر تو آسمان بنا
پایا جو خود کو غیر کوئی دیران تھا	معبود و عبد کا ہی حقیقت میں اک وجہ

بیت الحرم میں جبار شیخ کس لئے	کعبہ ہی خالص طالب حق کا مکان تھا
خود لامکان میں گونجی تھی ذات کی	جسم زمان فی یہ شور و فغان تھا
ہمتا تھا ہمہ یار تھے اوچے اوچے	تھے دونو کام خوب کیئی راہ گان تھا

عاشق کو عشق بس ہی ترایے عین دین	۱۱
دھونڈا جو ادس نے تجھ سے بزرگ مان تھا	۹

میرے سے الت کی ہے خم دل بھرا ہوا	قالو بلی کا جام ہو سنبھ سے لگا ہوا
جنت کا اشتیاق تو دوزخ کا خوف ہے	عاشق کو ہو مقام کھان جینا ہوا
یوں مضطر جو دل ہی ایسے کس کا درو ہے	کرتا نہیں علاج سیوا کو کیا ہوا
کسی عجب ہی جو پڑ نہشت عشق	ہی بی طلبم یا شکستہ لکھا ہوا
ہو لا مکان جدا تو مقام ادس کا ہی لکھا	کس کے لئے یہ غیہ دل ہی بنا ہوا
سردم میں آتی ہی جو ہوا سد کی ہوا	سینے میں باغ دل کا ہی غنچہ کھلا ہوا

موسیٰ کے بڑھدے بچپن جو ہم تجلیاں
پہچانا اپنے نفس کو میں نے گھلایا یہ
سایہ طہین پل گئے اپنی حکمتیں
اللہ کیے جو ساتھ نکلتی تھی دل سے

ہے کہ وہ طور سا جگر اپنا جلا ہوا
صورت میں بہ بشر کی غصہ اٹھایا
کیسا یہ درد عشق ہی جو لا دوا ہوا
ہے عاشقونہ رازیہ غنی کہلا ہوا

برتر ہے رتہ اوس کا شہنشاہ عمر سے

۱۳۳

خواجہ معین دین کا جو تھا شوق گدا ہوا

۱۰

عشق کا مانع اجا میں جب پیدا ہوا
آئینہ وحدت کا آیا ماتہ میں جیتے
رات دن خندنگزایمیں جو دل مصر و
چشم بیانی نور ذات موسیٰ کو تھی
دیر بچ پانچا جو فرین ماونکر صہنم

نور احمد کا نیا اوس سے شریدا ہوا
دیکھنے کو اپنے یا ند بشیر پیدا ہوا
کہ جو فرضت کو جب اوس کے گھر پیدا
جلیکے طور اوس کے دل البصر پیدا ہوا
جانشین بریں کو از عشق محب پیدا ہوا

ایصدم تھے پسیر قشقہ صد لگا
 وصل میں رہے نہ بندیر مقام عور
 یا رکاو تہی ہے جوں میں جلوہ گر
 دل کے بوتہ میں رکھی ہیں جو اک عشق
 ابر نیسان نگیا عشق قشید میں یا رجب
 لامکان جو قدیمی گھروں جا نہیں گئے
 مجرم الفت ہوا ملک عدم میں یا رجب

عشق میں سے تیار نہ در دہر پیدا ہوا
 عاشق و کچھو کہ ہم از دگر پیدا ہوا
 اس لئے اسے عاشقوں کو جگر پیدا ہوا
 کیا کیا کاذبات میں میری اثر پیدا ہوا
 چشم گریان سے میرے کو تو تر پیدا ہوا
 صرف دن ہی بیابا اپنا مقبر پیدا ہوا
 یہ سزا میں اس کے ہستی کا سقر پیدا ہوا

کیون نہ اسے عاشق تو پہنچے نہ مقرر مقرر

۹

جب معین الدین ساتیرا راہبر پیدا ہوا

۱۱

پوشیدہ جو کہ تھا وہاں کان میں آگیا
 ملک کلام ہستی کے زندان میں آگیا

وہ یار جبکہ قالب انسان میں آگیا
 محکوم ہوا عشق تو اس مجرم سبب

دیکھ لیا دہر کے قدرت کی نگہ سے
 نیرنگی چین پہ ہزار غلیب
 لیے برہمن تہ تیغ بنا کیوں کیا ہی بھید
 یمن میں تباہی جہاد سے کیا ہو
 بیمار بھی تھا آپ سچا بھی آپ تھا
 ایسے یار شہیدین پاتا ہوں ہر اک میں کہ تو

جسم وہ یار دیدہ حیران میں آگیا
 سنبل کا جیہ رنگ وہ یحان میں آگیا
 ہندو میں کہن تھا جو سلمان میں آگیا
 قطرہ جویم میں تھا در غلطان میں آگیا
 اچھا ہوا جو صحت و دمان میں آگیا
 ہو کر فقیر درگاہ سلطان میں آگیا

عاشق ہوا جو آپ کا سینہ امین دین
 آزاد بنے شرب رندان میں آگیا

۱۱

۱۲

نمانہ دل میں خدا تھا مجھے معلوم تھا
 ستمیہار کٹر تھا مجھے معلوم تھا
 یار کو عشق ہوا تھا مجھے معلوم تھا

یار پہلو میں چھپا تھا مجھے معلوم تھا
 اُن کا کل عقدہ کھلا تھا مجھے معلوم تھا
 اپنا یوں نشوونما تھا مجھے معلوم تھا

ذات میں ادا کی جوتھا احمد جو
 ہو کے انسانی ہستی میں فنا دیکھ لیا
 خطا تقدیر میں معدوم ہر اپنی ہستی
 دایم عشق کے پیش بھیس کے مگر طاریا
 صلیت یار کا جو نور تلے آتا ہے
 دین تباہیو جہان کے جو عدم سے پہنچا
 دوست سی کے عوض تمام ہر نہ بچتا

نکتہ وحدت کا بڑا تھا مجھے معلوم
 یار خود جلوہ نہا تھا مجھے معلوم
 یار سے یوں ہی لکھا تھا معلوم
 قفس تن میں رہا تھا مجھے معلوم
 آئینا خروہ بنا تھا مجھے معلوم
 پیشوا ایک قضا تھا مجھے معلوم
 رات بھر رنگ صاف تھا مجھے معلوم

حضرت خواجہ شہنشاہ شمس الدین خود

۱۱

دل میں عاشق کے بسا تھا مجھے معلوم

۱۲

عنوان دل پیش ہر ام اللہ کا
 چمکا جو نور احمد وحدت مآب کا

سینہ ہی باغبان شہ بوتراپ کا
 موسیٰ ہی بقیرا تھا جب طو جل گیا

جو بہترین بنان جو یار عیان تہذیب ترین
 اعمال اپنے ہو گئے محراب یار سب
 جو کہم سچو حدیث موج زن ہوا
 پہنچیں اپنے رہا ہو یہاں اپنا دست
 کا زمین پہنچے گوشتی ہو رہتے بخوبی
 لخت جگر جو کماہن بیتے ہیں خوں
 ہی منکر و نیک کی صوٹ جو یار کی
 ہو گا فانیہ کا لب خاکی اپنا جب

خاتون ہے خاص کچھ نہیں پر وہ خاکی
 اندیشہ ہو کچھ نہیں یوم الحساب کا
 قیام ہر پاسہ ہر اوسیکے حباب کا
 دل کو حیاں ہی نہیں آرام خواب کا
 کرتا ہو ست نغمہ جو جنگ باب کا
 یہے ذائقہ اوس میں شہراں کبار کا
 یہے خاتمہ بخیر سوال و جواب کا
 کس پر کھلیگا حال ثواب عذاب کا

خواجہ معین دین کا جو عاشق فقیر ہے

۱۳

۱۴

ہر کہات آفتا کا

طاق

اسے بہترین دنیا میں جلا کر کچھ اور
 ہنستیں ہونیں تراچکو تبا جیسا اپنا
 ایضہ شکر ہے اپنے کو سمجھنا بند
 نرو بازئی بنا دیکھ کے دیکھی اسی جان
 باؤد عشق سے کچھ مجھ میں نہیں ہوتا
 نفس ل کی جو گفتا رہی کا نونکو پسند
 دیدہ یار میں خود درکاس اپنی ہی عیاں
 چھو کر غل جو برباد ہو یہ میں بہکو
 بخودی ہوتی ہو گانے سے جو مجھ کو نا
 مجھ کو سفلو ہو ہر حال میں تسلیم نہ بنا

عشق میں یار کو نیک کام لگانا اچھا
 یار سے اپنے نہیں اڑنے پانا اچھا
 ذات میں جگہ ہے ایسے کہ مٹانا اچھا
 ترکہیں بقہ و نمانا رینا اچھا
 ساقیا مجھ کو نہیں مڑ کا پانا اچھا
 نعمہ توحید کا ہیرو کو سنانا اچھا
 آنکھ کا بہکو نہیں سب سے لڑانا اچھا
 لاسکان سے نہیں اپنے رہنا اچھا
 کیوں رہے جو خوش گانے کا اچھا
 حق میں سیر نہ ترایا رستانا اچھا
 نہ نہا مجھ تو کہے اوٹھانا اچھا

حضرت خواجہ چشتی کا نعتیں جو میر
عاشق زار کو اونگاہی کھانا اچھا

19

10

کیا کہوش عرسِ اعلیٰ کنیو کہ ہو
ایسے یاد کر ایشا و سیت جانکر
جسکو کہتے ہیں چوچن واک سرخا
مشہور موجودِ مطلق میں ہوا خود ہی بیان
یا ابرِ مطلق لا و بالی ہو جو کہتے ہیں سبھی
عاشقِ معشوق کی صورتِ نظرانی ہر اک
نقش یا کجا کجا ہو گیا سب ناموں
صوتِ ابر کی کہ ہر یہاں ہی کی کچھ کہ
تو کچھ کہتا ہے کہ یہ

سوچئے کچھ تو ذرا بندہ خدا کی نکر ہو
 کلمہ طیبہ داخل لفظ لا کی نکر ہو
 ایداعارف عقدہ تجوید کی نکر ہو
 احمدیہ اسماء پر خدا کی نکر ہو
 پھر عدم میں ہمارا آشنا کی نکر ہو
 اپنا آسمی وہم پر مبتلا کی نکر ہو
 اس کے غنیہ پر کیا مصداق کی نکر ہو
 زبان بیان با لقا کی نکر ہو

نک اس کی پش کو چلا ہی شیخ بھی
 چشم روی بین اگر بیانی دیدار تھی
 ربط لقی گزرا حق ہی ترکہ مجھے شیخ
 آپ کہتے ہیں کہ واحد کل شی پر محیط
 لامکان حق کو دیکھو تو نیا پاکچہ شان
 صفہ ہی پایا در تین مرتبہ نمایاں
 ایک دم تار پر ساری خدائی کا کہیں
 خواب غفلت سے جو چو کا تو غلام آیا
 بحر میں قطرہ گر اجنبی ہی دیا بن گیا

کاہر و کعبہ میں پیدا ہو سکا کیونکر ہوا
 جلے کوہ طور اسکا طو تیا کیونکر ہوا
 بنے بان کے ایچ جاری تین کیونکر ہوا
 ہکو سجھا دو بھلا اک جا کیونکر ہوا
 خزانہ لہوین پھر ہلوہ نہ کیونکر ہوا
 ایک سے دو اور دو سے تیس کیونکر ہوا
 اے تاشا بن یہ ہر شعبہ کیونکر ہوا
 مجکو حیرت ہے کہ یہاں یہ ایسا کیونکر ہوا
 مل گیا پانی سے پانی وہ فنا کیونکر ہوا

حضرت خواجہ حسین الدین کے چچو واصلو
 عاشق صادق تمہارا بیوا کیونکر ہوا

خواستے جو فتایا مرا چو نکا وٹھا
 عشق کی ٹہری جو اک نور شعلہ سے
 قصہ میثاق سے کھایا رنے
 تھی جو خوشی وصل کی ہجر کے سہ سے
 من عرایبان تو پڑھا ہے اگر
 ہو کا ہیسا بن سب بخیر نظر حسن جگہ
 برہمن شیخ کو دیرو حرم ہے کام
 کہ نہیں سنا ہو غین دہن جو کچھ میرے
 بخود دہرست کم کیوں رہیں باقی
 شہر خوشان کن ہم دیکھ کے تھے خوش

کیسی تھی وار کن فیکون سے ہوا
 جبکہ جلا لامکان آپت بھان گیا
 یا وہی روز الست اور نہ قالو الی
 ہو گئی خلوت تو کیا جنت اور میں
 دیکھ لے و فی نفسہ اصل ہی رات
 ظاہر و باطن ہی میں نسی ہر صدا
 بیٹھ رہو گناہیں بن یا جہاں تو ملا
 سکتے کے آزار میں یا رہو نہیں ملنا
 عشق کا جام شراب بہتا ہی منہ لگا
 کہ نہ ہو کنج لحد اپنا ہکانا سدا

خواجہ ہشتی ترا کیون ہو عاشق جہاں

وہیں مجھ پر کرتے تھے زبردستی

ہو اور کئی غلام سب سے کم ہوتا

ہی کس رخ میں شکل بن کر دیکھ لیتا

نظر کر کے قمر صفت دیکھ لیتا

مراد میں کسب ہندو دیکھ لیتا

تجلی طور جب گرد دیکھ لیتا

مراسرے خود دار پر دیکھ لیتا

مرالساں میں گھس دیکھ لیتا

سے جلو امر اور بدر دیکھ لیتا

وہ ہمیشہ نشہ حب دیکھ لیتا

خدا کو تو چاہے اگر دیکھ لیتا

عیان تہیہ ہو کس طرح پہنچوں

ہیں شگلیں تو ہی ہزار اس جہان میں

ہو آئینہ نو میں عکس عالم

طلب عاف کی اگر تہیو ہو

مراسینہ ہو خاص دوسی امین

انا الحق جو کہتا ہو منصوبہ بین

پرے عرش کے جگہ ہو تمہارا

ضمیمہ نگہ دہون حرم میں

مرے لوح دل پہ تہہ ہی تہہ

میرے سحر و جادو میں جو پیدا
 نکلتا ہے نہ ہن کے کس کس طرح
 دکھاتا ہوں غلوں کے گہن میں
 ہوسا رہی غلامی ان مخلوق ایکھی
 نکلتی ہے یہ کسی آواز سے
 نکل جاتا ہے اور اوی ہین میں
 ہو دیا قیاس نہ تو قطہ میں دریا
 ترے تخم سے جو بچیں ہیں پیدا
 جو سب سے تر دامن میں جنت
 نکلتا ہے انکھوں سے خون اشک
 فنا کرتے ہیں جگو ہم اس طرح سے

ہین قرآن کے زیر و زبر دیکھ لینا
 سخن کا مرے کرو فرد دیکھ لینا
 وطن میں تو کر کے سفر دیکھ لینا
 مری رمز کو سوچ کر دیکھ لینا
 ذرا دل سے ایسے سخن دیکھ لینا
 یہ اپنے میں خود خیر و شر دیکھ لینا
 ہی ہم درمیں ہم میں گھر دیکھ لینا
 تو اپنے کو اولیٰ شجر دیکھ لینا
 تو عاشق ہیں غیب سے دیکھ لینا
 میرے درد دل کا اثر دیکھ لینا
 عین اوس میں سلق ضرور دیکھ لینا

نظر کرتے ہیں کہ باہر ہی جنت	معین کے اندر سحر دیکھ لینا
۱۸	مین ہوں عاشق صادق خواجہ مری ہر نفس چشم تر دیکھ لینا
<p>ہو کہ یہ کی تو نکو شکست مری دیکھ لینا احدم حکم کو کہتے ہو وہی احمد مسیم ملی ہو نعمت کو ہی جہان میں خانہ بچ نکلی عدم سے تم جو بچے ہو تہا ری شکل کیا تھی ہا جنا بک روتہ خود کھڑا ہی آسمان بک حقیقت نہ گندم کی کیونکر عیان ہے فقر اور اہل نادان عبت تکرار کرتے ہیں فسانہ عشق ہی چو نکا نظر کر کے جو روتا ہو</p>	<p>جو میں ہر ایک کم کرتا ہوں پوچھا شکل احمد سمجھ لو ہر کامل سے ہی کیا رتبہ محمد کا ہوا ہو سنا شجب پر سر اسرار سرور کا یہاں کیوں آئے کیونچے پچھلے اپنی ادا تاشا دیکھتا ہوں عجب زین گند کا نجان ہو یا دل سارا ہمارا جد امجد کا عدم میں کشتیاں جنت و نزع کی سرکل میں نہ رس پا ہوں بل روح متعین کا</p>

سہو کو صدمہ کے کچھ نہیں ہوتی حضرت
بجلا سکونا و نمین معجزہ رحمت کے

ہو مشق و آفرینہ وار میرزا کا
نہیں کہو لاکسی نیہ عقدہ میر کے

۱۹

بنام ہند کا کعبہ تو ایسے نجوم حسین
مطلوبہ سحر عاشق تھا رہی خاص

۱۱

ایسے ناحہ مطلق و سب ظہور تیرا
واللہ الفصحی کی کتاب ہو گئے تھیں
نزدیک سے بہت تو شہر گئے اپنی ہرم
نعت انا کی مطلق ناحہ الہی جو اپنے
خلوت سے تیرے دم بھر ہو نہیں پائی
انکہ یونین عاشقوں کی مازع کا ہو سہ
جنت کا باغ اپنے زیر قدم ہو ارجا

دریائے کنت کنتا پر ہو عبور تیرا
شمس کی کرن سے بیدار ہو نور تیرا
مان سخن اثر کا مطلب دور تیرا
سیرین سما گیا ہو پکار غرور تیرا
دن اپنے ایسے ایسے ہی خود حضور تیرا
موسیٰ اسی کے لئے ہاں کو ہلو تیرا
ہو ٹھوکر و نہیں جیسے علمان و حویرا

کس کام کا ہوا دن کے روز نشو و نما
ہو گا یہ راج چو پٹا کن ضرور تیرا
بیش نظری اپنے نام سے غفور تیرا

عشاق سورہین سے ہو تجھ میں فانی
اولے نگارین تیرے ہاں عمل ہمیں ہے
بر دم گنہگار ہے نازان جو ہو ہمیں

۱۹

عاشق معین میں کا ہے شری کی پیکر
رکھتا ہی سر میں اپنے کیف سرور تیرا

۲۰

گھر کی کر سی ہر مری عشق علی تیرا
محو کرنا ہی مجھے وصل کا نعمہ تیرا
خانہ دل میں مر خاص ہی مجھ تیرا
شنش جھٹ ہے فقط عکس ہویدا تیرا
یاد آتا ہی وہ اب ازل زمانہ تیرا
تو ہی ہوا یہ خواہ تو ہی ہی ہر اندہ تیرا

قصر تن میں مرمو جو دیے پایہ تیرا
کر کے بند آنکھ جو میں بتو و صد آہو
کھج میں تیرے ہو اگر تو ہوا یہ سہار
آئینہ خانہ دنیا میں نہیں غیر کوئی
گنج مخفی میں چھپا کر جو رکھا تھا کج
دوسرا کون ہی اک سے سوا عالم میں

تیر ہی تھی سے جدا کیے مرا نشو و نما
 دام میں حرص و ہوا کے جو پھنسا تو اگر
 تو جو آیا ہے یہاں نکل بنا کر میری
 جان بچھڑی تو جھوٹ کہنوں کہنوں کر
 پہرہ دو آنکھوں کی جو کر گدھے دعوئی
 جب بندھی آنکھ مری صاف نظر آیا تو
 آنکھ مری کو کھان تھی جو کجلی دیکھے
 گرنے کا ہر زبوں ہون میں ہی ہوں
 سخن اور کتب بیان کر بکا کسو ہر ماغ
 تو تھکان میں نظر آتا ہے جہاں تھکن
 میں ہوں نام نشان کے ہر خلقت میں

ہر نفس ذات کو میری سہارا تیرا
 یکسک ہو گیا خود بکجی و ہوکا تیرا
 ایسا آتا ہے کہ روپ بدلتا تیرا
 میرے قالب سے نمایاں سر آیا تیرا
 چشم سے اپنی تو کرتا ہے نظر اترتا
 روزن دل ہی مرا صاف جڑ کا تیرا
 مرد مک میں مری قیامت ہے جلوہ تیرا
 مجھے مطلق ہنسن اک بید بھی تھا تیرا
 مان یہ شوار سراسر ہی تھا تیرا
 بگیا ہی پر عجب تو ہی تماشا تیرا
 اسم سے میری موجودی تیرا

یامیت میں فنا ہو کے جو میں نے کھا	حی مطلق تو اس نام سے زندہ تیرا
-----------------------------------	--------------------------------

۲۱	خواجه چشت کا شہر جو دیوانہ یہ وہ اس عہد میں اک عاشق شیدا تیرا	۱۳۳
----	--	-----

ملیکا اصل مطلق میں کھان نام نشان اپنا جو در ب میں آجی ہم بھی ایمان ہمارا جو ہر دم ہکا امی آپ اپنے کو ہی ہر دم عہد میں فنا میں ہم جو ہو جی آتی ہر ہر ذات اللہ کی مخفی یہ کھنا کھنہ ہو خودی اپنی فنا کر کے خدا لگے ہیں ہم خدا ہی پیدا ہی عیان ہم سے عالم ہو ہی عذہ مطلق جو غلنا ہو کا کریتے	فنا حی جسم میں باقی ہر حرف اک جان اپنا جو ہمیں غمیر خالق میں پتا پھر کھان اپنا کہدیں ہم راز یہ کہو نہ کر کہ ہند اپنا سخن کہتا ہی خود اپنے سے یاریز بان اپنا ہو اظاہر کے مطلب سے خدا کہہ نہ اپنا ملنے کی حق سے کہتے تھے غلط تا گیا اپنا بنے رنگ نہ ہم ہر سب نگہاں اپنا الوہیت تک پہنچا ہی خود فناں اپنا
--	---

کام کو چہ پیران کمان چے وان کمان اینا

ہو خوش کاشمیری خون وان اینا

ہو سقہ لکلا تاتی کچھ پیا اینا

فقط اک چائین یو کی گہو کراں اینا

تسا قسرت کی کرے زاہد نادا

بنا ہو نہو جہدم سہا آکے لطفہ بین

نہ کوئی کام نیامین کوئی شغل عقبی بین

زیاچ بن کے چاں تولیگا کچھ سراغ اوکا

سعید الدین چشتی کا ہر بند عا شوق رضا

۱۷

۲۲

سمجھتے ہرین مجھے مان و شا خواجہ ان

مخلوق ہرین بنو خالق کو نظر آیا

دریا کو سیما ہر اکھ نظر آیا

اک جہدم احمد مجھے حیدر نظر آیا

ہمیشہ عرض آہ ہی جہر نظر آیا

خود سینہ پر سونہین زر گر نظر آیا

صورت میں خدا کی جو تصویر آیا

قطبہ دریا میں سمندر نظر آیا

مان لکھات لکھی کی حدیث نبوی سے

جب سر نہ مارنے سے آنکھ میں ہرین

ہو پونہ دل میں جو میر عشق کی آتش

زنا کو اسلام کی پہا ہو ایسے دین
 کا سی گئے ہندو تو مسلمان بن چکے
 عاشق کو مطلب نہیں کچھ دیر حرم
 گرداب میں الفت کے جوڑ دے عشق
 تفسیر کو قرآن کی اک نقطہ ہی بس تھا
 ناظر جو ترجمہ صحت کے ہیں تو ہجو
 جب کشف ہو انجکو تو ناموس صحت کے
 بندہ کو نہ کون جوہ سے اللہ کہیں ہم
 ظلمات کے ہم چشمہ پہ ایجا بین کے اب
 اوس طرح بخش صحت کو مکتوب کے طر
 پر یونے دکھایا جو مجھے تخت طلیت

اس نیکمہ و ہرین ہر سر نظر آیا
 کیا اپنا صفہ ان میں تھن نظر آیا
 ہر اک کا تھا ایسا او نہیں گھر نظر آیا
 اس سدرم رخا میں جیکہ نظر آیا
 کس عالم ناوان کا یہ دفتر نظر آیا
 اک سورہ اخلاص ہی از نظر آیا
 اک اہم ہی ہو کا مرید دلہ نظر آیا
 نہ چون کا میں خاص یہ منظر نظر آیا
 اس عصر میں بکا نہ سکند نظر آیا
 کیا صوبت علمی میں مراہ نظر آیا
 نان سر پہ ہر اک دیکو اندر نظر آیا

ایسے خواجہ اجمیر ترا عاشق مطلق

۱۷

اسوقت کا آزاد و قلم در نظر آیا

۲۲۷

سہانا دل کو ہو گانا کیسا
یہ ہے اوس میں نغمہ ہو گیا
سدا بجاتا ہے طہنورہ کیسا
یہ ہے اوس میں شور اور غوغا کیسا
یہ ہی سدا در پردہ کیسا
یہ ہے اوس میں تار سر کیسا
بستہ آنکھ سازندہ کیسا
دل شیدا ہے آشفق کیسا
سخن تھا دل میں زندانہ کیسا

میں سکرست ہوں نغمہ کیسا
مریے اس تار دم کو چہ پیر مقرر
طلسم غیبی ہے سیر میں ہمارے
صداب صیوت ہے جو اپنے دلی
محیط اک صوت ہے جو دو جہان پر
ستار اس حکیم تین کہوٹی
جو ہی مضراب ہے چہ پیر حان میں
ہمیں بجاتا ہے یہ گانا بجانا
غزل اس منز کی سینے جو لکھی

دو گانہ چھوڑ کر گاتا سہنم	ذرا تو مان لو کہنا کیسا
عبادت ہے بھی پشت تیر کی	یہ حق ہے شیخ فرمودہ کیسا
نماز روح میں ہی خصلت	نہیں آتا ہے اندیشہ کیسا
صدائے گن کی فراہمیں میں ہے	نہیں آواز یہودہ کیسا
ذرا تم پیر کامل سے سمجھ لو	یہ محفی راگ میں بختہ کیسا
سنا ہے چشتیوں کی بزم گار	ہوا بیہوش مستانہ کیسا
جو رور و کر ہوئے عشاق ستر	یہ اس نعمت میں فنا نہ کیسا

مسبحین الدین چشتی کے سوا اب

۱۱

مضین عاشق سے دیوانہ کیسا

۱۲

کام ہی بس تمام ہے اپنا

وہی دار السلام ہے اپنا

خاتے پر کلام ہے اپنا

لا مکان جو مقام ہے اپنا

کار و این عدم کیے ہیں ہم لوگ
 ویسے دوپیکسا نعل کو یہ مژدہ
 کعبہ بنائے یہ ہم کو کیا طلب
 بنگدہ سے بھین ہیں انکا
 کب سرو کا سے زمانہ سے
 خلوت یار میں پیسے آؤ
 ہی وہی بندہ جوڑا
 ساقیا چل گئے ہیں ہم سر

اس سہرا میری قیام ہی اپنا
 کوچ اب صبح و شام ہو اپنا
 دل ہی بیت الحرام ہی اپنا
 وہ صنم جبکہ رام ہی اپنا
 خاص لبیکر کا ہم ہی اپنا
 صرف ہوا ہاتھ مارا
 آپ صراحت

باجہ پشت کی

عاشق اب

۲۵

دل بھر ادبیت کا تو ہمارا دھڑا

تیرے سو کے لئے کس قدر اکر

وہ جو بے چین تھا آرام تھانجکو

دل کے نکونین مر اور دگر ایستہ

بیزبان یا مر آدھن میں چمکے

جبکہ تیرے سے تشریف لے گیا

سب سے اوشا تو میں سمجھاؤ

نوبر کی کلی

ت

خود میں سوا سر بار ہوا خوب

دل مرا چمکے ہی بیزار ہوا خوب

رشتہ تہیج کا زار ہوا خوب

آپ ہی صاحب گفتار ہوا خوب

خود واحد مختار ہوا خوب

وفا آپ ہی بدلتا ہوا

سب کا ہزار ہوا خوب

دل کا فرما دیندار ہوا خوب

اپنا اللہ ہی مگر ہوا خوب

روبرو اپنے خدا ہوا خوب

خود کے خود دار پسر دار ہوا خوب

سپند خود روزی یواہر خواہد ہوا
 گوش دل سامع اسرار خواہد ہوا
 یار خود اپنا خریدار خواہد ہوا
 عشق خود اپنا تمکار خواہد ہوا
 پائمال اپنا تن راہ خواہد ہوا
 دل مراد اے اذکار خواہد ہوا

تکینہ ہر شکل تری بیخبر کیسے ہم پہلو
 صحبت جانان کی تھی جو نہ سعادتمند
 ہم جو بازار میں منجھنے میں ننگار و گمان
 دام الفت میں بکول و پناہ رہتا
 سب کے یار میں ہم نقشہ نقار کا پاکر
 خود بخود چٹکلی کی سیسے بویا کی گستاخ

اور امداد مر فیض حسین الدین سے

۲۷

حیدر کار خواہد ہوا

چوڑ کر چوٹگی چون و چوٹگی
 خود است اور آپ خود است
 دیکھنے کو اپنی صورت

خود احمد ہو احمد کبر
 جب صفت کو ذات کی تصدیق
 میر حسن شوق کی مہین جولوہ

محی و حق و قاضی و یار است و جو خود
 چہ غرض نظر اسد این میری است
 رب میری ذات او کی صفت ہے
 شش جہت کا آئینہ خانہ یا جہاں
 اپنی ہر وضعی نے خوش طور اپنا دکھلایا
 کون خلوت میں تھا کدو دوسرا میر سو
 آپ واجب سے جو ممکن ہو گیا ہوں ناگہان
 بخودی سچی ہے میری خود بخودی دیکھنا
 آدم خواہی کیا خودی و موسی ہوں آج
 خلق ہے ہر نہارا صاف میری شکل
 خدا کی بندگی سمجھاؤ خود

آنکھوں کے آتش و غصہ ابھار میں لگیا
 آنکھ سے صاف آج میں کا میں لگیا
 اس لئے خود بندہ اور آپ ہی ابھار میں لگیا
 مصحف کو دیکھنا میں بن گیا
 اپنی سچ و سچ ہی کا بھی بتلا میں بن گیا
 آپ عاشق اور اپنا دار با میں بن گیا
 عشق کی بازی گری کا شعبہ میں بن گیا
 خواب سے بیدار ہو کر خود نما میں بن گیا
 خدائی کا جو صفا میں بن گیا
 عہد کی تبدیل سے ہر پیرا میں بن گیا
 ال جہاں کا تیکہ میں بن گیا

نامسلمان ہو گیا کل پڑھا جب کا
 قطرہ مجمع جواب لفظ گردا ب
 آب کہ پکار سہمی بکھر کر سمجھا ہوا
 ہو گئی نشوونما کی اپنی بس دم جتو
 کچھ میرا پو نام نشان جسم بن
 استوا ذات حرم جو جواب بالاسر
 مٹ گیا جسم کا جسم پانچیاں ہم
 ایسے میسج چاہت فدا میرے لئے
 آپ ہوں لائوس کو مرگ کا ہے خطر
 حال اپنی معرفت کا کھنکھاتا ہوں
 شد روح پران ہو میں ہر اک نفس میں

خود ہوت نہیں ہو کر امین بن گیا
 ڈو کیریا میں اپنا استہامین بن گیا
 لوٹ پوٹیا آئینہ جہل میں بن گیا
 آپ ہی ہیں ہم جو پتہ پتا میں بن گیا
 تار و مہر کے مخفی خود صد میں بن گیا
 آپ ہی فرشتہ عرش علامین بن گیا
 جان جان میں ہو فانی خود بقا میں بن گیا
 عشق کا ہو کر رضاب لا و امین بن گیا
 زندہ رہنے کو ہمیشہ خود قضا میں بن گیا
 ابتدا جو کچھ تھا وہ خود انتہا میں بن گیا
 کوئی کس طرح کا تھا اور کیا میں بن گیا

اس خراب حالت میں بی بی دینی محو
صحبت ان سب رطوبت پر رہا کرتی

عاشق خواجہ حسین الدین شہتی کہون
کر کے دنیا ترک چھی پسوا میں نگیا

شکل اللہ بنکے جسم محو تو ہو جائیگا
بیزبان دل کا سخن سنا ہیگا وہ
کعبہ دل کا طواف اگر کرے جو عشق
بخودی کی بنیگی میں گم کرے جو کو
سرف کا ایسے گری عشق تو خلات میں
وہ ہونڈھا پہر تا ہی جسکو تو تر جلی میں
ہو اگر وحدت میں چاکہ انا الحق بخیر
سخن کی نہ پہچان جائیگا اسی سالک

ہو کیے ذات بحت تاجی محو ہو جائیگا
بنکے جو خاموشی سے کہہ گئے ہو جائیگا
چار سو اوس کے نظیر میں ایک ہو جائیگا
باقی ہو کر وہ خود ہی باوجود ہو جائیگا
جو چھپا دیا میں خود ویر ہو جائیگا
کر تلاش اپنی کہ توبہ تیرے ہو جائیگا
شہر و سرکاری تیر کو بکھو ہو جائیگا
تب تر اٹھو دبا جائیے غلو ہو جائیگا

بال ہین این محمد کے الف اللہ کے
 باوہ وحدت ساغر انکا کیا بہر جا
 سرج کے سیکد کا زاہا اگر ذوق و
 دستاوی کچھ نہ کیا بکھیہ آجرا عشق
 ملے ایچو بھلت کے فوگرے ذرا
 صلح کلے زاہد نادان جو کر خوب
 گر کوئی مہجور سب عشق میر سخن
 جو فنا کر لے صفائے اپنی بقائے متین
 جلوہ گر پر کے باہر ہو جو وہ خورشید ہا
 پھر اس صفت نازک غور کرے کسے سنج
 بان ہین سب بابتی ہو عشق دلیں گر

کہہ دو شانہ یہ چہ چا مونہو ہو جا
 ساقیا لب ز خود دل کا ہو ہو جا
 ایک قطرہ پیک تو با آب و ہو جا
 میرے زخم دل پہ پھر تباری ہو جا
 ہی جو تیرا چاکل دل و سر کار ہو جا
 مونہو ہم ترا ہر اک عدد ہو جا
 ہو خواہاں وصل کا پر آرزو ہو جا
 خود وہ سیر چگون ہو ہو ہو جا
 شرم سے غائب یدم مار ہو جا
 منکشف تجہ پر مراراز کو ہو جا
 صورت عشق تو بھی زرد ہو جا

۲۲	عاشق خواجہ سعید الدین کا طالب بننے کو چستیوں میں ملے تو درویش خود ہو جائیگا	۲۸
عبدیت سے وہ کلک کر خود خدا ہو جائیگا ہو کر اپنے میں فنا وہ خود ابقا ہو جائیگا روزن لکھن وہ خود مطلق صدا ہو جائیگا دائرہ کے قید سے وہ خود رہا ہو جائیگا دیکھنے کو اپنے تئیں نہ ہو جائیگا خود وہ رب کبریا کا رونما ہو جائیگا ہو جو حق خلیق میں نہ رہا ہو جائیگا خود راہ یہ عقد تجھ پہ داہ ہو جائیگا پاستی کو کہ وقفہ سم کا ہو جائیگا	ایکے و تین جو کثرت سے جدا ہو جائیگا جو ہوا واد کے سمجھے پاکے و الاخر کی منز باتیر میں جلق کی جو کم کر گیا آپ کو توڑ کر پکا لاکھ جو کرے نقطہ کو کم عکس تو کس شخص کا ہو صاف آئینا نظر عین و حد میں ہا کر جو تے کا مرکت ماسوئہ کو سب عالم میں تو اسکو نہ ہو معنی سخن و بیش کو بن بتری گشت ہرگز ہر کمات و صفات ذات کا اللہ نام	

جو بند کرے خود کو ذات معشوقہ کی
 آپ تاقیہ کے لیے اپنا سرخ ابرو
 چوڑ کر جسم عبادت چوڑ کر روحی نماز
 وصلاتِ محبت کی سستی میں جو پل سزا
 جہان اپنی گزر کر جانِ جہان کے عشق میں
 چار حصہ ہے جدا ہو جو کر نیکی دے خود
 منزلِ ملکِ عالم کا ہر وہ سالک ہو
 کہتا ہے جسمِ ماتمہ تیرے بعد مرگ
 ذات کے کردار جو ہیں ہیں اعمالِ صفا
 با دی اپنا آپ پہ جا اور نہل تو اپنا
 لیے نکیر میں آپ پائیں کہیں جس جوا

سمجھ یہ اپنا وہ آجی مبتلا ہو جائیگا
 جو تماشائی اپنی کریمے وہ بیے تیار ہو جائیگا
 بندگی میں اپنی وہ جو دے رہا ہو جائیگا
 بیکڑ کا عشق کی وہ پار ہو جائیگا
 اپنے تن میں دیکھ گم ہو کر کہ کیا ہو جائیگا
 نارنگی کا قطرہ ہوا ہو جائیگا
 گم تر اس راہ میں نقش پا ہو جائیگا
 یہ جو غارتگر ہی دم دم میں قضا ہو جائیگا
 یہ سمجھ لے تو کہ خوفِ درخشا ہو جائیگا
 صافوش کی عطا سے بنیٹا ہو جائیگا
 سیریاں مرقعینِ جسم بنیو ہو جائیگا

یہ جو پیر کا قصہ اگلی باتوں کی طرف
فہم میں آنے مر اضمون نیا ہو جا گیا

۲۹ دل سے عاشق جو بعین الدین چشتی کا
۲۳ پیر اوس کا خواجہ ہر دوسرا ہو جائیگا

عشق مجبوا تو کیا دیکھا	اپنا آپھی کو مبتلا دیکھا
ظاہر و باطن اول و آخر	ہم نے سب ہو دلوں دیکھا
کہل گیا مجھ پہ سرِ الہ	دور کر کر جو ماسوا دیکھا
ترکیہ جب ہوا میرے دل کا	مل گیا جو اسے خدا دیکھا
یم سے درِ یتیم جب نکلا	آب میں عکس مصطفیٰ دیکھا
جاسکے پہنچا جو کوئے جاناں	عشق کو اپنا رہنا دیکھا
دل لیا ایک بات میں روئے	کوئی تجھ ساتھ دل رہا دیکھا
کر و فریاد کا قدیم یہ کب	طریق اوس کا سب دیکھا

یار نے جو کیا مجھے بدنام
 ہے منور جو سینہ سوزا
 ہو گیا بھجواب بار تجھے
 یار کی جب تلاش کی میں نے
 ایک جان کھیلتی جو ہر سب میں
 جب ہوا دیدہ بصیرت صاف
 گرچہ نظر فریے یا رہی غائب
 کہ علاج یار کا سہاگہ ملے
 رنگینی ذات سبب ہی باقی
 کہو مسجد کلیسا میں
 میں نے جب کیا دوئی کو دور

اوس نے کیا اس میں بھلا دیکھا
 سوختہ دل بگر جلا دیکھا
 آنکھ میں آنکھ جب ملا دیکھا
 اسکا انسانین چھپا دیکھا
 یہ بھی قدرت کا شہدہ دیکھا
 سینے پہر کو اذیت دیکھا
 سینے خود او کو بر ملا دیکھا
 وصل میں خود کو بیٹا دیکھا
 کر کے اپنے کو جفا دیکھا
 یار کو پھر کے جایا دیکھا
 کف اور دین ملا ہوا دیکھا

<p>جبکہ کثرت پہ ہو گئی وحدت پوچھا ہوں پنگ اسود کو فقر کے سلطنت کی ہی وہ شان</p>	<p>ایک سے سینے دوسرا عین کعبہ میں بتکدہ دکھا بادشاہ کو بھی مان گدا دکھیا</p>
<p>۳۰</p>	<p>ہو گیا عاشق حسین الدین اوس کو اپنا جو شفیقہ دکھیا ۹</p>
<p>احد بنا شبیہ احمد یہ خوار و مجبور کی شب کو دکھا حقیقت آدم کی ہی محمد کو تک حوا میں غرق شہ ولایت میں نے پایا عرف کا تمام طلب جہان میں بجز ہر عالم و یود ہوا ہی پیدا یانی زبان تو کہیے تو دیدار ربی غم جدائی میں آنے شتر تھا ملاپ ہوا کیسا</p>	<p>عرب کا چہرہ نظر حوایا قسم خدا کی ریکو دکھا غضب سے چار سدا اسکا کہ اتب جو نہیں کیسا ملازمہ محلو اکسین میں جو پر علم او کیسا ہیرواٹ طلوعی خدایا کی شے کے زکو کیسا درم شہادت جو اپنے اندر نوک کو دکھا ہو جوانی میں مل جان میں عشر طر کیسا</p>

ہوں آپ سینا و عرش کی شریعت بھی
ہر کج بند عکس شخص سے کہہ اہل خود بندہ

ملا پتا مجھ کو لاسکا کا جو آپ کی طلب کو دیکھا
خود و منہ ہی ہو اٹھا جو اپنے اسم آف دیکھا

جناب خواجہ معین دین کے کمال الفت کا حال بھی
جو کی ہی عاشق نے زن نیا بھی نہیں خاص کر دیکھا

احدیت کا جو وحدت میں ارادہ نکلا
بیخودی سے عجب رنگ خودی کا نکلا
شانِ اجب کا جو ممکن سے نمونہ نکلا
صو علم سے خود برزخ کبریٰ نکلا
گنت کثر ایسے جو الف کا نمبر نکلا
ذات سے شخص کی عکس کی نکلا
نور جبروت کا آئینہ مصفا نکلا

واحدیت ہی سے قدر کا ماسا نکلا
جو اٹھا خواب کے زندہ وہی مردہ نکلا
اپنی ہی ذات سے بیچون صفت آرا نکلا
صاف اجمال سے تفصیل کا نقشہ نکلا
جان مجنون سے خود قالب بلی نکلا
قرض شید کے رخسار سے ذرہ نکلا
اپنی صورت کا خدا آپ ہی بنایا نکلا

جسم اللہ محمدؐ کا سراپا نکلا
 احد پاک کا جسم جو چھوٹا نکلا
 سخن سے قرب ہوا اللہ کا معنی نکلا
 نواہد کا جو ملک سے اوجا نکلا
 کون احمد کی حقیقت سے سبر نکلا
 پنجترج سے جو بشر کا رخ زیبا نکلا
 فال توحید سے حق نام ہمارا نکلا
 تخم سے نخل بنا شاخ سے پتا نکلا
 گنبد چرخ پہ جب غیب سے سدر نکلا
 جہم آدم کے تشق کا جو اخص نکلا
 آب خود موج بنا موج ہی پھر نکلا

ہو کے بندہ میں آپ ہی مولا نکلا
 صورتِ احمد بے بیم سے پردہ نکلا
 اپنی گردن سے سر عرشِ معلیٰ نکلا
 اس تجلی ہی سے خود طور کا شعلہ نکلا
 بان محمد ہی سے خود عیسیٰ مہدی نکلا
 صوت عین سے انسان کا دیدہ نکلا
 اسم کا اپنے خدا آپ سنی نکلا
 خود کلی پھول بنی پھول سے خوش نکلا
 باغ اعیان کا انسان ہی طوبی نکلا
 شکل گندم ہی سے خود مطلبِ حق نکلا
 چرخ کہاتا ہوا اگر واسے دریا نکلا

یم توحید میں موجود ہر ساری کثرت
 ملک الملک کہاں تجا جو ملی نہا کہے
 سب حضرت آدم ہی کف دریا
 حسن کیے چوک میں اگر جو باہر شجار
 لی جو دلائل الفیہ سے تساع ہستی
 قابض و حی جو ہر وہ جی و نیست آہی
 تھے جو خیا ازل ہی میں یہ سب مہم
 لا یہے اگر جو بنیہ لائت نہایت اللہ
 سند گئی انگھ تو خود ہو گئی بھان ^{لہ جواب} جان
 یہاں جو منہ بہ منہ خود نطق ہی جو مستر
 ذات خاص کی ہی لان کماکان ہے

بوند ہے بحر میں اور بحر سے قطر نکلا
 گنج مخفی سے خود انسان کا پتلا نکلا
 میم سے رحم کے نطفہ کا لحم نکلا
 اپنے بازار میں خود بیچنے سودا نکلا
 دل کی بیپا رین بھی عشق کا دھوکا نکلا
 چار عصر کا غطبہ راسما نکلا
 خرقہ جان کا ید اللہ سے سینا نکلا
 عین تجنا نہ میں اسلام کا کعبہ نکلا
 چشم دلدار سے کیا عالم رویا نکلا
 بیے زبانی سے مری نعمت ہو چکا نکلا
 کم و بیشی سے مراد بار منزلہ نکلا

لاشکریت ایک جو ذات نہیں ہیں
مرعف ہی میں وہ فی ثبوت تھا

۳۳ بیکے دیدار کی مدت ہوں غمی عاشق

۳۳

اویکے صورت ہی میں حمیر کا خواجہ نکلا

۳۲

امد سے جدا کوئی بھی بندہ نہیں ہوتا

خود صورت ان ہی محکم کی شبابت

قوسین کا حلقہ ہی محمد کا سر عرف

ہر تین نقطہ میں جو الف کا قوت

توحید کی تفسیر اڑ چکے تو سمجھو

نزدیک سحر پر ہے جب کہ نہ نکلا

عکس انسا نظر کر تو ذرا اٹلیں بیکر

خود موج وسند کی ہر اک اصل حقیقت

بیہ ذات صفت کا گچی چلو نہیں ہوتا

یون چار عناصر کا سہرا پانھیں ہوتا

بیہ اوکے عیان رنخ کر بھی نہیں ہوتا

مطلب سے جدا اس لیے باتا نہیں ہوتا

بیہ لغو و اضافات سعی نہیں ہوتا

مہتاب کے صورت پہ سچائی نہیں ہوتا

بیہ شخص کے ظاہر کہیں سائید نہیں ہوتا

اکدم عجبیہ اس پر سے قطرہ نہیں ہوتا

بی صورت اسما جلالی و جمالی
 ناسوت میں یکجہ ایک ذرات نظر سے
 جلوت میں بیان کیا ہو کہ اسرارِ مخفی
 دکھلایا میرے پیر نے اکدم میں کو
 ہو خانہ جو تارکیت مرا طاعن میں
 فرما میں نکیر میں ایسا اہل قیاد
 یوں سکراتی ہو سرفیل کی آواز
 ہو نیت کا آزار دھڑکتا ہو جو دل
 بار و قضا کی ہر جہت کیں کلاب
 جب تکانتی ذات میں ہو جا وقتا
 میں فرشتہ سے اڑتا ہوں ہر شرم پر

خود عاشق و معشوق کا چہرہ نہیں ہوتا
 پینیت سے جدا جا رہے شہ نہ نہیں ہوتا
 خلوت کا تمنا ہے ہو یہا نہیں ہوتا
 اس من کا مرشد کوئی پیدا نہیں ہوتا
 طلعت سے سدا و سہیل او جلالا نہیں ہوتا
 یہ وصل کا مردہ کبھی زندہ نہیں ہوتا
 عشاق کو خوشی سے علامت نہیں ہوتا
 دم موت کا بھرتا ہو چھا نہیں ہوتا
 کیوں اس کا معالج تو سیجا نہیں ہوتا
 ارمان صفت کا مری پورا نہیں ہوتا
 پر و میں سے ظاہر یہ تاشا نہیں ہوتا

ذات اپنی نہ رہی جو پرستش سے صفائی
 کہتے ہیں جسے قلب پر اہمیت
 لیجان تجھے خانہ لاہوت میں کنوکر
 کیا ذات کو پھر غیر صفت لطف پہچا
 ہر شیخ و برہن میں تم اپنا جو دخل
 ہم ذات خدا بنیکے جو کہتے ہیں انا الحق
 تو جبکی پرستش میں ایسے راہ نادان
 بظن کبھی ان ہو ایسے اہل شریعت
 دیوانوں کی باتوں کو ذرا غور سے سمجھو
 واعظ کی نصیحت پر عمل کچھ نہ کرو تم
 ہر اک کا سخن سینکے تر زل میں عالم

اسوئے پیر پر ہر طرح سے تہین ہوتا
 اولٹا ہوا دل انسان کی مانند نہیں ہوتا
 سرستہ بخت بابت ہمہ دانہ نہیں ہوتا
 جس گھر میں کہ خود صاحب خستہ نہیں ہوتا
 فیصل کبھی اس درجہ ہمہ جہت کرا نہیں ہوتا
 حل اپنا کہ کسی سے یہ معائنہ نہیں ہوتا
 اللہ جو تیرا ہے وہ میرا نہیں ہوتا
 جو مست ہیں اور کبھی کیا نہیں ہوتا
 مضمون طریقت کبھی حیا نہیں ہوتا
 جھوٹا سخن اور سکا کبھی سچا نہیں ہوتا
 ہم سا کوئی عرفان میں پکا نہیں ہوتا

انسان احمد گارناوہر کا ہر مقرر	اک شخص یہ جسکو کہ بہرہ و سائین ہوتا
بصیرت سے اپنی جو تربی کا نہیں ہوتا	ای قلوب تک کیوں طالب ہوتا نہیں ہوتا

عاشق کا جو ہاتھ آپ کے ہی ہاتھ میں خواجہ	۳۳
مرشد کوئی اب دوسرا اس کا نہیں ہوتا	۷

تنگدہ میں تنگ کی ہی میری صورتیں بنا	یکچھ پوچھا میری میری صورتیں بنا
ذاتیں گن جو ہنوں ام ہی میری صفت	ہو گن آپ ہی میری شبائیں بنا
کنست انھیا کی رمز سمجھو گناہ	وہ صنم خود نگیا ہی میری الفتیں بنا
عین اوٹھا کر دیکھ لو رب کے ہدیں	احمد بیسم ہی میری دلائیں بنا
بات کی سن رہا ہوں کہ ہر شہر کے پاس	معنی سخن سے کتب میری قریبیں بنا
ہی ہوا اس میری فانیات کو ہر دم لگا	ماں تھیں مطلق کسی میری نسبتیں بنا
خواجہ جمیر اپنا جو شریعت میں عبد	جان عاشق وہ ہی میری طریقتیں بنا

کہتا ہوں میں جو لفظ انا پھر سیکو کیا
 میں خیر و شر صفات مگر ہی وجود کے
 صد چاک ہو گیا ہر مرقبہ ظاہری
 دل سے بھڑک ہی مرے غشقی آگ
 عاشق ہو نہیں سکا مجھے روئے کام یہ
 ہر اوج آفتاب سے بڑھ کر مراعوج
 نقطہ سے من عرف کے ہر طائر کلام حق
 یہ علم معرفت کا مرے نقش سنگ ہے
 کعبہ کو چھوڑ کر جو گیا بت کدہ میں
 پیکر شراب و صل کی ہر دم جوت ہو
 دنیا کو ترک کر کے میں لوانہ ہو گیا

یہ بات ہو روانہ روا پھر سیکو کیا
 ظاہر ہو خون و جلا کہ برا پھر سیکو کیا
 اس کو سیا سیا نہ سیا پھر سیکو کیا
 اس سے جگر جلانہ جلا پھر سیکو کیا
 اکدم ہنسا ہنسا نہ ہنسا پھر سیکو کیا
 سایہ مرا ڈھلانہ ڈھلا پھر سیکو کیا
 اس کو پڑھا پڑھا نہ پڑھا پھر سیکو کیا
 دل سے مٹا مٹا نہ مٹا پھر سیکو کیا
 کافر بنا تو آپ بنا پھر سیکو کیا
 رند و عین ملا تو ملا پھر سیکو کیا
 خود راہ پر چلا نہ چلا پھر سیکو کیا

کب عاشقی میں نہ بے ملت ہی غرض
 خاموشی میں ہوں نگاہ نہ کاہلی کر
 ایسے شیخ آگے ہو مبارک قریب مگر
 سوتا رہوں گا بعد فنا کوئے یار میں
 دیدار ذات بخت کا ذہن سامرا
 کیا کام کرو شعل ہی ہم میں خود پرست
 اہل معاتقہ کے تصنع کیے دام میں
 آزاد ہوں فقیر نش مرتبہ مرا
 بے اصل گفتگو سے ادب جتا ہی دل
 ستا ہی واعظوں کی عبت گفتگو جو

میں نین میں نہ رہتا پھر کیوں کیا
 گھر گھر پھر پھر پھر پھر کیوں کیا
 میں حال میں پھینکا پھینکا پھر کیوں کیا
 میں شہر میں پھانسا پھانسا پھر کیوں کیا
 قابل ہوا ہوا نہ ہوا پھر کیوں کیا
 ہو کر کیا پاس سے بد پھر کیوں کیا
 اک میں گٹھا گٹھا نہ گٹھا پھر کیوں کیا
 ہو پست یا بلند پھلا پھر کیوں کیا
 بیجا سخن سنانا نہ پھر کیوں کیا
 اوپر عمل کیا نہ کیا پھر کیوں کیا

کیون پوچھتے ہو عاشق خواجہ معین حسین

۳۵

اوس نے کھا کھانہ کھا پھر سیکو گیا

۲۵

منظر ہر چوں جو خدا ہو گیا
 ذات سمائی ہو میان صفات
 برنج کبریٰ ہی جو شکل صنم
 ستا ہوں نا قوس سے بانگ صنم
 خلد میں خوا کی محبت میں
 دانہ گندم کا سما میے اور
 زنگ دوئی اوڑکے مرینے
 عکس خود اتا ہے نظر نیلے شخصر
 رزمین و حد کی ہوا ہوں جو کم
 ایک نئے دو میں ہی مرا کچھ شمار

آپ ہی رب عبد نما ہو گیا
 عشق مرا نشو و نما ہو گیا
 سجدہ بت مجھ پر روا ہو گیا
 دیر جو تھا کعبہ مرا ہو گیا
 مرکب سرم و خطا ہو گیا
 مفت پہلا نام برا ہو گیا
 صیقل وحدت کا جلا ہو گیا
 آئینہ سینہ کا صفا ہو گیا
 عقدہ توحید بھی وا ہو گیا
 رنگ مرا ہے جدا ہو گیا

نقطہ وحدت کے پرتے کے بہن
 سینہ مرا کتب عرفان ہی خود
 و رہ معارف کے مجھے ہی فراغ
 تکیہ مرا فرش زمین پر جو ہے
 سر پہ جوہر ایک کے میرا ہی چھب
 کام بہت جبکا سمجھتا تھا میں
 کر لیا ایک آن میں وہ کاروبار
 کس پر ابھی جو فنا ہے صفت
 موت کی حالت ہے مرنی ندگی
 چشم حجاب اپنی ہی خود عین ذات
 دفعتاً اب خلوت جانا تلک

قید تعین سے رہا ہو گیا
 علم جہان دل سے ہوا ہو گیا
 سن عرف اوستا و مرا ہو گیا
 اپنا جہان عیش سرا ہو گیا
 عرش مرا زیر سما ہو گیا
 اوس کا مجھے شوق ذرا ہو گیا
 سب مرنے سے ادا ہو گیا
 آپ ہی سامان قضا ہو گیا
 ہو کے عدم آپ بقا ہو گیا
 بحر میں ملکر میں فنا ہو گیا
 ذہن مرا آپ رسا ہو گیا

وصل ہی خود ہوش رہا ہو گیا
کیا کہوں میں تم سے کہ کیا ہو گیا
کاشف اسرار انا ہو گیا

عقل گئی پاپ کے طلسمِ ستم
غیبِ نیت میں میری زبان
حق کی قسم دو مجھے سولی کہ میں

۱۵

خواجہ اجمیر کا عاشقِ اہون میں
ترکِ جہان کر کے گدا ہو گیا

۳۶

بلبل کو بھی تلاش ہے اوسکی چمن میں
رہا ہی خود سفر ہمیں اپنے وطن میں
رہنا ہمارا خوب ہے دیوانہ پن میں
عشاق سب کا ہنیں سیر میں
ہم نے کیا ہی قیدِ زبان کو دہن میں
ڈوبا ہی ایسا دل تری چاہِ ذوق میں

آئی ہو یو یا رجا و س گلبدن میں
خلوتِ نصیب ہو ہوئی انجمن میں
جوشِ جنون جو اندون سے گزر چکا
پہولے ہیں دم کا جلود جو پایا جسم میں
ترخنی یا رجا پہنچا قریب لب
ای بار کچھ شنائی پی نہ آئی کام

<p> کب صوفیو پہ گاہ بیت الخیر میں ہرگز وہ نہ ہے کانہیں بھڑا میں ہرگز نہ کہے لاش کو میری کفن میں اسلامین جو یہ وہ یہ ہر میں کچھ کج روی نہیں ہو کار حلقہ میں ہیئت کس طرح کا شراب کفن میں ہمنے بنایا سید ملک دکن میں ممتاز ہو گیا ہن جو ہم آف میں </p>	<p> ہی لاسکان کی سیر سے تفریح یار کو ہر رخ روح کو مرے پرواز کا حیا میں ہو کیا بدشت کی گاہ میں خود جو دیر میں بٹا ہی ہو جسم میں خود آتش بہتی چرا جلد او حلقہ دم اک جرم نہ ہی ہوش کو پہوش کر دیا رندان ہر آیت میں سبکے دور سے پہچانتے ہیں ہر کو جو ہر سا جبارا </p>
--	--

۱۱	<p> خواجہ حسین دین سے جو عاشق ہو فیض بیا پاتا ہے نطق عشق وہ اپنے سخن میں اب </p>	۳۷
----	---	----

<p> آہ وزاری کا ہی وزرات عین کا تم </p>	<p> دلکش عاشق کی ہوتا ہی کہ آب انصیب </p>
---	---

<p> زرد روی کا ہوا خوب انعام نصیب کس لئے ہوتا یہ پھر اپنے کو بدنام نصیب بدسلوکی سے خود اپنی ہے بدنام نصیب باغ و حدتین ہوا کہ جو گلستاں نصیب طائر دل کو مرے ہو گا وہی دام نصیب قاصد اب ہو کھانے کے پیچھے پیغام نصیب طرف عالی جو رکھے اسکو ہو جام نصیب زاہد و شیخ جو ہیں انکو ہو اسلام نصیب پھر کھان ہو گا بہن ایسا انجام نصیب </p>	<p> جب عشق یہ ہمارا ہوا مشوق پسند دامن میں حصہ ہوا کے جو چھٹا آدم یہ سمجھتے تو ہوتے تھے دیوانہ بوئے توحید سے ہر لحظہ مٹوان وائے حال ہی ایسے زلف کے حلقہ عیاں بیٹھے ہیں عشق و مشوق ہم خاموش محو و غم نہیں کم طرف کو ملی ساقی رند و شرب نہیں نہ ہر ملک کے عرض لامکانی سے کیا ہم نے ایسا خراب </p>
---	---

جستجو کی جو بہت اس لئے احوال و خواجہ شہید
 عاشق زار کو بہن آپ کے اقدام نصیب

انگھیں عشاق کی غفلت سے جلتا ہی خوا
 صورت اللہ جب بنتی ہیں مفرگان را
 ہر شب راج کی شہنشاہ اپنے پاس ہے
 ہر عدم کی اس راحت کا تصور دے
 دن سے رہنا ہر طلسم مار کا محکونیاں
 عالم رویا کو پاتا ہوں نمونہ موت کا
 نیند کب آتی ہے محکوب سے ہر بیدار دل
 انتظار یا دین رہتی ہیں انگھیں مری
 نیند کی آغیہ میری کیوں نہ جو محکوم انگھ
 راستے کے رویا میں زلفِ صنم کی نظر
 دیدہ بیدار کی تیر نظر کو دیکھ کر

دیکھتے ہی دیکھ کر یان کو پیر جاتا ہی خوا
 پاسبانِ چشم ایسا دیکھ دے جاتا ہی خوا
 عین غفلت میں کھان آہنگ شرماتا ہی خوا
 ہر گھڑی نو تین اگر محکوب مسلاتا ہی خوا
 رات بھر اور کائناتِ شب بھلاتا ہی خوا
 جیسے تجھی محکوم کا بید کھلاتا ہی خوا
 انگھ کی چوکت کیوں کو ٹکراتا ہی خوا
 شکل میں لری ہر دم سنا آتا ہی خوا
 ساغر بہوشی اپنے ماتھے میں لاتا ہی خوا
 ڈرنے کا ڈرامہ میں کے پسوا آتا ہی خوا
 رو برو آتے کو سیر آہلاتا ہی خوا

<p>دیکھو شہر میں تجلی یار کی ہر جلوہ گر</p>	<p>عالم غفلت میں بھی اداس کو بابتا ہوا</p>
<p>۳۹</p>	<p>خواجہ چشتی سے رہتا ہی جو شب کو رابطہ انکھ سے عاشق تمہاری صاف اڑ جاتا ہوا</p>
<p>بیچون بچکونہ بچول میں بھان ہر اب ہستی شش جھٹ پہ جو کائنات ہر محیط رام اپنے عسکرا جو دلا رام ہو گیا کس بچکلو کی صوت سالی ہر اس قدر وحدت کے بحر سے جو اڑتا ہی یہ بلبکہ ہوں ہر نفس جم ہستی ہوم میں فنا ہوں عرش کے پرے جو توجہ ذات کے جبریل کی بانی کہتے ہیں ہر سخن</p>	<p>خود جان چہاں وجود میرے ہر آ او کی صفات خاص میں سارا جہا ہر اب اس تک کہ میں خلق کے جلوہ کنان ہر آ تا قوس کی زبان پر شور و فغان ہر آ خواجہ صاف کج کھڑا آسمان ہر آ دکھلا وہ پھر کھان مرا نام نشان ہر آ قصر علی اپنا سدا لاسکان ہر اب کب جی کے خلاف رہا ہر آ</p>

حق سہو کے اہل تہ قمری تباہ ہو
 ہونچن منم فروش جو بازار عشق میں
 دینار و تہ پر خست پیدا رہیں حواج
 ترسا ہونچن نہ گرنہ بند ہونچن شیخ
 آدم کی قات میں نہ مجھے کتھے تہ کپ
 ہونچن ات بخت خاص زندہ نہ ہی ہونچن
 میر و جو غیب گم ہو کے دیکھ لو
 متیر یہ کے نزول میں شبیہ لگی
 خرد و ذرہ قطرہ و دریا جدا ہو کب
 پنج و درخت و پتہ و گل با ہم ایک ہیں
 سولی چڑھیں گے ہم بھی انا الحق چا کر

بالاسد و خاص آشیان جواب
 آریسے بھی دو چند یہ میری کا کرا
 ارزان نیا پی عین مطلق گران ہوا
 سمجھے جو ملک اس دہ خود بگمان ہوا
 انسان کے سواے مرا خاٹان ہوا
 ساتھ اپنے عرش و ترن بھیا ہوا
 پہلے کہ تھا کیا تھا بھلا اور کھان ہوا
 دیکھو تو شخص عکس ہی دریاں ہوا
 ہر شے میں بس مجھم ہی جادوان ہوا
 پوشیدہ صاف تجسم ہی میں ہوا
 منصور سی ہاری بھی گویا زبان ہوا

خواجہ عین دین جو عاشق بنے ہیں ہم
دقہر ہی مفت کا ہماری لسان ہیراب

۴۰

۱۷

تین باتوں میں کھدال مرا آپ سے

ہو گیا آئینہ قلب صفا آپ سے آپ

نغمہ دل نے کہا صابی آپ سے آپ

دام میں عشق و محبت چھنا آپ سے آپ

اگر اس کے دل میں جو بسا آپ سے آپ

آ رہی ہر میر کا زونین صدا آپ سے آپ

دل سے آتی ہر انا الحق کی ندا آپ سے آپ

تکدہ میں نظر آتا ہی خدا آپ سے آپ

اوس سے ہر وقت تو ہوتا ہی خدا آپ سے آپ

پیر کامل سے جو میں کجا آپ سے آپ

جب سے یہاں ہوا اللہ چڑا ہی اس بچ

لفظ سے یار کی سنتے ہی اک آواز

جاں پس کیا عبت حرص و ہوا کا ایجا

گنج غنی سے عجب کا دنگا لا کس نے

لفظ دلبر کا سدا وہیاں بندھا چٹا

ذات مطلق میں سائی ہی ہمار ہی ستی

چھو کر کعبے دیر تو چل ایزا ہد

یار رہتا ہی در در تر سے پھلون

باغ سینہ زینت گفتم ہے مرا غنچہ دل
خواہش یار سے ہوتے ہیں گنجِ صبا
روشنی شمع کی جاتی ہو لکھنا کبھی غور
شعلہ جس شکل سے بھی میں عدم ہوتا
کتب مقدور و شے کامری کہج لے رو
عید بان مریے ہر دم میں نظر آتی ہے
ستی عشق میں آہیں عدم عریان

دہن ہم سے اتنی ہی ہوا آپ سے آپ
ہم سے اک بھی نہیں ہوتی یہ خطا آپ سے
اپنی مغل کا چراغ اب بجھا آپ سے آپ
اوسط جسم میں دم ہو گا فنا آپ سے آپ
ایک دن جاگنا میں کہیے قضا آپ سے
عشق میں سیر جو ہوتا ہوں آپ سے آپ
اپنی جاتی رہی بھکنا شرم دیا آپ سے

عاشق زار تر اتارک دنیا ہو کر

۱۳

ایسے شہ چشت بادل سے گدا آپ سے آپ

۲۱

اوسط ہم ہی ایدل تیر چوں کا ملاپ
ہو گیا ہم تہا سے رو گلہ کا ملاپ

جسطح ہی ہم کو حاصل درمکنوں کا ملاپ
اگر تیر تیر ہے گلشن تشبیہ میں

عقبتے اگر گناہ ہم رہی ہے جو بین
 گل شہزادہ جانتے پڑھیکے اڈھتی اور
 ذات مطلق کی مہین میں جلوہ درخیز
 عبادت و لایۃ خدا کی کو قدا کرتے ہیں
 پند میزان بنے ہیں گوشت اپنے انداز
 ہر نفس آواز مارن پر قدم سے مرا
 سخن آکر بجا ہوا ہے تڑپش بوسل
 نو پاتہ میں جولے چہرہ گل رنگین
 یہ کہ کھم سے کمرہ تو ایڑا خوش
 ذات میں لاکھ ہر وقت ہو میں فنا

ہر نہیکے ساتھ بچا پیر گرد و خاک مایہ
 ہو رہی بحریت خواب جیو کی مایہ
 ہو گیا یہ اس طرح بلی خزان کا مایہ
 ساحر و سحر کہ بایں سحر و سحر مایہ
 ہی ہمارا سحر شہزادہ و سحر مایہ
 ہو گیا ہے دشمن کے عشق انور و سحر مایہ
 ہو گیا ہے تڑپش بوسل مایہ
 ہی رک نہ جیو ماری گردش خون مایہ
 منی قرآن سے ہو اپنے منہ مایہ
 یار سے ہر دم ہمارا ہی درگاہ مایہ

خواب شہزادہ سے رکھتا تھا جو امید سال

۴۲ | اون سے ہر عاشق مجنون مفتوح کا ملکا | ۱۷

دیکھ تو لامکان آئے کدھر ہیں آپ
احمد جو بنے آئے ہیں ای حضرت احمید
تشریف خود جو ہیں دربار عشق میں
پیدا ہو جو رزخ کبریٰ کی شکل میں
پردہ میں غیر کے رکھی ہو عینیت
یوسف کے بھیس میں جو نظر آگے نہیں
خرشید جو بنے ہیں تجلی سے ذات کی
پھولے پھلے حدیقہ چون کے چو تنخل
دیدار کی ہوس میں جہاں میں وصل
دل کو دکھا رہے ہیں تجلی ہر انفس

حرم و ہوا کس لیے ابے بدر ہیں آپ
ہم جانتے ہیں خوب کے پیغامبر ہیں آپ
ملبوس پر صفات کے بستہ کمر ہیں آپ
حجب نہر اخلاق میں خیر البشر ہیں آپ
صاف اپنی مرد کی بھی کے نور البصر ہیں آپ
اپنے جمال و حسن ہی عشوہ گر ہیں آپ
توحید کے فلک کے نور قمر ہیں آپ
خود باغبان و صورت شاخ و ثمر ہیں آپ
موسیٰ کی طرح اپنے سے بن بنیامین ہیں آپ
اپنے ہی صاف ستھارے کے طور و جگر ہیں آپ

<p>نابینا بنے دیکھئے چشمانِ دل سے صاف نسان کا قطرہ نہ بین گہتی ہر صدف کب غیر کا وجود ہو بچائیے میری شکل سنگ سیہ میں کر کے ظہورِ مرمم ارض و سما کا دل ہے متبار جو ہی طوط جلوہ ہی ایک ہی ذات کا دو نورِ متین</p>	<p>خلعت کی مطلق آنکھ کے نظیر ہیں آپ دیا کو جو سیٹھے ہیں آب گھر ہیں آپ اپنی صفت میں ذات ہی جلوہ گر ہیں آپ کعبے کے بت جو بنگئے شکل حجر ہیں آپ ہر شکل میں مطلق وزیر و زبر ہیں آپ مادی من ہیں جو خیرِ نذل میں بھی ہر من ہیں آپ</p>
---	---

۴۳	<p>عاشقِ معین دین کے ہوئے ہیں جو ذاتِ ارشادِ چشتیہ کے سدا راہبر ہیں آپ</p>	۹
----	---	---

<p>ہی پیشانی یہ قرآن کی جو بسملہ کی صورت ہمارے دل کے آئینہ یہ ہر تحریرِ اللہ تاشا لکھ مخفی کا جو پردہ نظیر ہیں آپ</p>	<p>بہا ہر سیم کی گونگ میں اللہ کی صورت نظر میں مشا آتی ہر رسول اللہ کی صورت بہی ہر دمک اپنی صفی اللہ کی صورت</p>
---	--

ہمارے صاف نہیں جب زور حق پیدا	عیاطو جگر سے ہی کلیم اللہ کی صورت
کھلتے دل کے لئے ایسے موم موم	حرم باہر آتی ہو خلیل اللہ کی صورت
ہمارے جنم کی ہیں اب اعجازِ نبوت سے	بہی کی طرح سے آگے روح کی صورت
صد اللہ اکبر کی جو میں نہا ہوں لفظ	مری آنکھوں میں بھرتی ہو فیض اللہ کی صورت
حقیقت ہے جو طوفانی مری پیش نظر	دکھائی مجھ کو دیتی ہے نغمی اللہ کی صورت

۳۴	مگر کچھ خوفِ عاشق تھے خواجہ حسین الدین	۹
دکھا دینے کے دم آخر ولی اللہ کی صورت		

کافر ہے بر کفر و اسلام خود دیندار	جانن عشاق را از بیچ نہر کاپر نیست
از شراب گشتند اساقیا ساغرِ بیا	در خرابات محبت لطیف دلدار نیست
بے صفات و ذات حق مطلق ہزارم خود	صاف گویم نا الحق پہنچ خوفِ ازدار نیست
عاشق و مشوق را صورتِ دلجو نیست	روی خویش ایشم را وحد لائق دوست نیست

<p>بیخود و مست تو به دشواری عقل برد ایچکس امکان ندارد از عدم آرد نشان در بقا دیدم تر گشتم فغان پیش از رفتن در حرم بهر پیش دیده ام لذات و مستی</p>	<p>کیست آن نیواندات بر کار خود بیار لایکامم بر سر بام و در و دیوار نیست در صدک زندگی جز تو یک ای نیست ای که غشتم از بخت که انکار نیست</p>
<p>۴۵</p>	<p>ایسے عین الدین چشتی عاشق بندورنگ همچنان کنون بدوران صاحب گفانیت</p>
<p>شیخ از قدیمست و بند و از زنهارت از تماشای چمن شد دیده بیدارت غنایب بیان شده از حکمت گلزارت حضرت سیاهی شدند از رویت انوارت تماشا بیت از اعجاز زلفت نافه شکن</p>	<p>من بام از باد و آفت و لذارت شد زویدار سحر از گنجین هارست میشود از بوسه گل تر برگ و گلزارت من شمع از انکشافات اسرارست از شمیم گیسویت شد طبله عطارست</p>

شوق خودم مستی میں دلیست

خود را در قبضہ پر اضطرار

نہیں دیکھتا کہ ازین گفتار فز

دو عجزت ز اہل حاصل شود کہ بی خودی

یار با بانگ انا الحق زد ز بوش شوق

ساقیا از بادہات ناکی شود میخوارست

بہر قتل عاشقان بادل جو خوارست

من نہ ستم بلکہ ہر یک می شود ہیارست

ہر زمان باشد دلم از کیف وصل یارست

صورت منوگشت آمدہ بردارست

عاشق این اعجاز حضرت خواجہ چشتی است

۱۴

مے شود پیر طریقت خود ازین گفتارست

۴۶

قسمت میں تجھی جمیر کے خواجہ کی زیارت

اب ہم ہوئی شرب بطحا کی زیارت

تقدیر میں تجھی قبلہ و کعبہ کی زیارت

منطور تجھی صرف اپنے ہی بابا کی زیارت

بندے کو جو حاصل ہوئی ہوئی کی زیارت

اجمیر گئے تو گئے کعبہ کی زیارت

ہم روضہ خواجہ کے مطوف چوین

آئیے ہیں سدا دلی سے جو ہم جمیر

معراج سے کچھ کم نہیں جسم کیے کا جانا	حاصل ہوئی وہاں تپ
ہاں قصیر و غفور جین ملتے ہیں سجا	ایسی ہی چار سے شہد الا کی
اس روضہ قدس کے نظر آئے جو شجا	گویا کہ ہوئی سدرہ و طوبی
اگس بند خواجہ کے جو حامل ہیں در	کرتے ہیں ہمیشہ مریدان کی زیارت
جبریل و عیساں تریب ہر گنبد فلک کے	متنظر ہے اس لئے تہی کی زیارت
اینگنی نظرسوت میں بھی زندگی تلو	ہاں کر لود را اپنے سچا کی زیارت
عقبی کا ذخیرہ نہ ہو کیوں مرقہ خواجہ	ہو اور ہی اس قبہ معلیٰ کی زیارت
ہم لیکے برا آئے تھے چٹھی کو جو رب کی	ہم کو شب صندل اہوئی دو لاکھ پانچ
حسین پر جو قطاب نظام اور نصیر آج	دہلی میں ہوئی ہے ہر اکجا کی زیارت

یوں روضہ خواجہ سے صدا آتی ہی نرم
مقبول ہوئی عاشق شید کی زیارت

۴۰۰
 ۱۰۰۰
 سیدہ نواہین جو بھڑکی ہر آنش عشقی
 کھلیا تے دے دناں عقدہ حسد کا
 دیکھ کر دے نہم پرچہ و جدت کا خال
 سب جکا آپھی جب اپنا یار کی تسلیم کو
 دیر کی خواہش میں جب آئے بنے اپنا لگا
 رنگ میں جو تھا ہوا حقیقت وہ جو ہر
 غنچہ دل کے سینے میں جو ہوئی ہر
 صورت واللیل بجاتی ہر آپھی رات کو
 قطرہ ہر جو جاب آب بجاتا ہر آپ
 غیر کو معلوم ہو کر نہر حقیقت کی

دیکھ کر اپنے ضم کو ہو گا ہر ہر لوٹ
 جل رہا ہر رات دن لے ہو مضطر لوٹ
 ہو گئی بد نظر اپنی جو ہر ہر لوٹ
 برج سے توحید کے نگاہی اختر لوٹ
 گر پڑی قدم نہ خود تیغ تنگ لوٹ
 کیونچہ پھر بنو اموت اپنی تہر لوٹ
 کاٹ بر اپنی ہوا ہی آپ بخت لوٹ
 ہوتی ہر دم مری روح مظلوم لوٹ
 احمد بیہیم کی زلف مجنوں لوٹ
 ذات اپنی ہی خود ہو کر مند ر لوٹ
 افسوس ہوتے ہیں ہم خلوت اندر لوٹ

ہو گئے ہیں کیا ہمیں اک اسکو پیکر پوٹ	ہو شرارت اپنی کہ نہ و دوت
ٹوٹ کر ہونے لگے مینا و ساغر ٹوٹ	سے ساتی جو پہنچا جام شیشہ نرمن
بن گیا درج صدف میں سما گویا ٹوٹ	قطر فیضان میں جیے یا سما یا عشق
پیا ہی خوں اپنا چونکے کر لوٹ پوٹ	مادہ پایا ہی اپنا جب ابھو میں یار کے
بیر یا بیار پیکار خودی سے ٹوٹ پوٹ	ہم جو بیٹھے ہیں چپکا کر آج فرش بریا

عاشق خواجہ حسین الدین کا ایسا بے سخن	۲۸
سنکڑا دسکو ہوتے ہیں سارے سخنور لوٹ پوٹ	۲۱

ملکت عدم سے جب ترانا ہو عبث	وہ وکی زندگی پہ نہ دل کو لگا عبث
مناہین ہیں کب سے نام و شان	ایسے یار اپنا پاتا ہوا نشو و نما عبث
حرص ہوا کا دام بچاتا نہ عشق	آدم کے ساتھ ہوتے نہ ہم عجب عبث
اچھا جان یا برا ہو جو چھو ہو سو ہو غن	کرستے ہو ہمہ دم ہر دم غلام عبث

جب دیکھتا ہوں خود کو تو انا ہی تو نظر
 بیے پر دگی ہی تجھ سے مجھے غیر نہیں
 جو کچھ کہہ میں سو ابھی سمجھ لے لے آپ کو
 سغنی مذکی صاحب عرفان کو چھ لے
 حاصل ہو کر با تجھے وصل ملتی آج
 بینائی و نہ تو آنکھ کھینچی رہتی ہر اک نگاہ
 تنہا بکدہ سے بنگو اگر شوق نصیم
 جب دیکھتا ہوں خون کو تو پاتا ہوں اپنا
 شعلے نکل رہے ہیں جگر کو لگی ہر اک
 کسطح سر نوشت کو میری ہر کوئی
 لے خون دل بہا اگر شوق ہی تجھے

کیونکر میں سمجھوں آپ کو کتنا غم
 آشوب و روبرو تو مر کیوں چھوٹ
 ہرگز نہ جانو دوستو میرا کھا عبث
 خود آ تو سید ہی رہہ نہ پھر جائی عبث
 تو ہر ماسی یا رے سے ابھی عبث
 ہر اک نظر تری تو دوئی میں پڑا عبث
 کہے میں دل کے کس لئے پھر آ عبث
 کیوں روبرو دہر کرے آ عبث
 لے سو ز عشق پھر نہ مراد مل عبث
 خود آنکھ سے تباہوں میں اپنا لکھ عبث
 کیوں مل رہا ہی ماتہ پر رنگ غم عبث

<p>تو نہا ہوتا جو یار کو دکھانا کوئی رند بنیاد لامکان کو میں پاتا ہوں تفل خود سن چکا ہے کہ یہ میں ملتا نہیں خدا جب تو ہی مدعا ہوا اور تو ہی معجب خود صورت بقا ہوں فنا ہو کے یار میں</p>		<p>اے شیخ در بدر تو بھلا کیوں پھر عیث پھر کس لئے کھڑے ہیں یہ رضو عیث بطحا کو کس کے واسطے زاہد عیث زاہدا و ٹھانہ ماتہ کہ بھر و عایث آتی ہے یہ سے سامنے پھر کیوں عیث</p>
۴۹	<p>عاشق معین دین کا ہی خود بصیت پاک اس پر لگانہ یار تو جہم و خطا عیث</p>	۲۱
<p>آیا احمد جو نظر سنوت حنان میں آج میم کا پشما کر پر جو احد کے پایا مہ جبکہ ہو کیوں صفت رترا باغ میں بیٹھا تھا گل کے جو اپنا گل رو</p>		<p>ملگیا یار مرا حضرت انسان میں آج نکتہ ال ماتہ لگا اپنے یہ عرفان میں آج خطا کیے ہیں زیر و زبر صفحہ قرآن میں آج بلبلو اسکی ہی یہ سبزہ وریکان میں آج</p>

وصل و لدا میں کل شب کے مر جولوٹے
 مانہ کرتی یہ بہت شوق میں کن کیل
 مستور تارہ میں زل زل است کہ کھلا دہنم
 راز قوت کھوں کیا وصل کی ہر طرف ہوں
 مری غشوق کو دار و قدا سیتہ درکار
 ناخدا جان بچا ہی ہم توحید کو پوش
 جل گیا طوبیگر کل جو تجبستی دیکھی
 خیر و شر کل اس کے کل نہ نہ کجا
 جامہ عورت شست ہن کرے کرے
 گوشت اپا جوری فکر دیکھتا ہوں میں با
 لایکا آپ ہن کیوں کھوں اسباب

باقی اب کچھ نہ راحت داران میں آج
 اس کے شوہر ہاھو گلستان میں آج
 آگیا صبح نظر مہر خشان میں آج
 تاباں تھا زمین ہی دل لان میں آج
 نگر کر کچھ نہ سچا کر دیاں میں آج
 آگیا آج جھار اپنا ہی طوفان میں آج
 ہی طیش و لگور سے سینہ نہ انہیں آج
 تو کر دیکھو عمل سے تو میراں میں آج
 تکرار کن لکھ ہی سینے کے گریباں آج
 ذائقہ اس کا ہی کب نعمت الوان میں آج
 تفریق پایا ہو غم فرست کے سامان آج

ویر میں بت جو شاہ ویکہ میریم
کل جو پوچھا تو دکھایا نہ سنیے راہ
خون دل آنکھ میں اگر جو ناب ویت
عمر بھی ہو چکی اب قید بھی تمام ہوئی
فقر کی تاج کو زیبا ہی سہی غریبی

برس میں تھا جو کل ہو پیمان میں آج
یار آتا ہی نظر مجلس زندان میں آج
سوج زن بھر ہوا دیکر بیان میں آج
جھکوا یار زکھ سہی کی زندان میں آج
اوس کی طشت کھان تجسید بیان

خواجہ طشت کا او بی جو گدا ہی عاشق
اوس کا ترہیہ کھان قیصر سلطان میں آج

۲۳

۵۰

ایسے نشان تو اپنے عدم کو دماں
چہ بسم عشق کا ہی تو کیا پوچھا ہی
ہی عید و رب کی شکل میں خود یا جلوہ
مستی و بخودی میں مگر طرح کیے

ہرگز نہیں وجود کو تیرے قیام آج
ہی کون اس کا اصل فرا اوس کا نام سوچ
صاحب ہی کون کو کہیگا غلام سوچ
بیکر شراب عشق کے اب اکد و جام سوچ

لاکھ لگام تمام معلق ہے خود سوا
 اویٹ پرست عشق عقیدت راہی صفا
 کعبے میں گر خدا نہیں ملتا ہی تجاوشیخ
 بیچوں لم نزل کو تو مطلق نہیں زبان
 احمد کے زلف درخ کا اگر مبتلا ہی تو
 حلد برین کے قید سے اسی مطلق اثب
 پیغامبر بنے ہیں جواب اپنے آپ ہم
 رہنا ہی اگر عروج پخت کو ضرور ہی
 کر سکتے ہیں صفات کو اپنے میں خود فنا
 ہی یار سے جو آنکھ لڑانا تجھے ضرور
 کثرت کو پار رہا ہی جو صد میں آج تو

مرکب بنا کر کا تو ای خوش خرام سوچ
 کہ اسی طے ہوا صنم اپنا ہی رام سوچ
 یہ ہر قصد کیوں ہے جانب بیت الحرام سوچ
 پہر صوف شریف سے کس کا کلام سوچ
 والدیل و الفصحیٰ میں ہی کیا صبح و دم سوچ
 خود لا مکان کا نام ہی دار السلام سوچ
 کب سے درمیان میں سلام پیام سوچ
 آواز باطنی پہ ہی لازم دوام سوچ
 کیا چاہئے وصال میں بھارت نظام سوچ
 ہو کر سرا میں بند نظر کر کے بام سوچ
 کیا خوب ہو گیا ہی تر الترام سوچ

ملی کر کے مندر لین جو دری اور سی گیا خود پختگی میں علم کی مخفی ہی کُنہ ذات جدا ہو ایک جہان تو آتا ہی دوسرا ای راہ آج ہی جو تو پابند شمع کا نا کام ہو گا کام جہان پر نہ کھنڈ ساری خدائی کرتی علی کی ہوا قدا ای حق طلب نہیں ہی یہ چامرا سخن	ایسے سالک اکھیاں وہ تیرا مقام سوج پہنچ گئی تیری ان پھان فکر خام سوج کب ہو گا عشق یار کا یہاں ختام سوج جہیکہ کے کر رہا ہی کیسکو سلام سوج جس کام کے لئے تو بنا ہو وہ کام سوج عالم کا ہنسا ہے ہمارا امام سوج تیرا ہے اس کلام میں مطلب تمام سوج	
۵۱	عاشق ہوئے ہیں خواجہ چشتی کے انجم طالب ہمارا اس لئے ہیں خاص و عام سوج	۱۹
میں ہو گیا ہوں عشق کا بیمار بیہ طرح خود چل گیا مزاج مرے چارہ نرکا	کیا ہو سکے علاج ہی آزار طبیح پائی جو میری نبض کی فربہ طبع	

سینہ کپڑے کھیسے سیخاؤ اوسن
 مرنے کا جکڑ دے نہ جینے کی کچھ خوشی
 دم کھینچ لیے شتاب سچا نہ دیر کر
 لاشے کو میرے جسدِ ملاؤ خاکِ تن
 اتمام کر کے عشقِ جود لدا رہا چٹکا
 اسی سنکڑ نکلیا وہ سینے نہ ہم بھی
 دُریتم کریتے جو میں اٹھتے مری
 آیا بھیاں عدم سے جو ہو دیکو یار کے
 دل خیکے تجکو یا بہت منفصل ہوین
 شیشے میں دل کے جوش پہ سبھا ہوں
 تحقیر اپنی کیوں کرے ہر کوئی چٹا

جاناں کج دلی کی گھٹا بر طرح
 میں خود ہوا ہوں اسے بیزار بر طرح
 اک ایسا ہی پہلو میں خونخوار بر طرح
 لیکر پھرن نہ در بدر اغیار بر طرح
 مضطر ہی اس لیے دل غنوار بر طرح
 سوئے کے وقت لائیں نگر بر طرح
 غلطان ہو دیکھو دشوار بر طرح
 رسوا ہوا ہوں بر سر بازار بر طرح
 کس حال میں یہ مجھ سے ہوا کار بر طرح
 آنکھیں ہماری ہو گئیں سرشار بر طرح
 بدنام کرنا ہے مجھے یار بر طرح

<p>دشت جب گرز مرا بحر امین چشم صدف جو کھلگئی نیان کج عشق ہم پوچھتے ہیں ہستی کو اپنی جو بہر رحمت کا آب کہتی ہی ترو امنی میری دنیا می پیر زال جب آزاد ہو چکی</p>	<p>تو ظیم کو کھڑا ہوا ہر بار بطرح روتا ہی او سپا بر گھر بار بطرح تکفیر میں ہیں زاہد و دیندار بطرح شیخ اوسکو تو نچوڑ نہ ہر بار بطرح پھر پاس کیوں وہ آتی ہی مر دہا بطرح</p>	
۵۲	<p>عاشق جو تجھ کو خواجہ چشتی کا عشق ہے تیرے دکھائی دیتے ہیں آثار بطرح</p>	۱۷
<p>آندہ ہر دیکھ بگو شمع صد شمع برصوت علی کہ محیط است مع شد چون سماع عشق حصول گنج ماحق ز جو عشق درین قید خانہ ام</p>	<p>دیدم بذات خویش فنا و بقا شمع آید بگو شصاف ہر شمع ندای شمع من آدم بہ بہت بر جرم ہوا شمع این نیست جرم من کہ شد مگر شمع</p>	

چو شیشه که دیده بودم پست
در دورتم رسید گارم بخوابست
گشتم فنا چو پیش فواره بود و بار
ای جان کای من ام تو بپای عشق
در حال دهنده ها هو که میزنم
دورست از فوول صدیچا افریج
شادان شو بنده معشوق ای دلم
شرط و فاخته ای او یکم بحبان
طوری که کردیت بکن کار تمام
آزار عشق شد بدم و اسپین زیاد
آغاز من عشق بنیچیکه گشته است

موت بود شد تمام بد است و جفا شوخ
کوی خوش بود بد سطلق لقا شوخ
شد در لیکانی دل جهانم است با شوخ
این رنگ خوشتر است از رنگ گل شوخ
ببخود شدم زمستی نغمه سر شوخ
من سبلم ز خنجر ناز و ادای شوخ
هست آن بسو که یه خود دعا شوخ
گرفت بازیم چه بجز جفا شوخ
منظور است هر چه بود در جفا شوخ
ناید بکام مرگ سیاح و ا شوخ
آنجام من همان بود اندر و لا شوخ

من ہر نفس روم سو عظمت را شمع

تا لامکان را پہنچال فرستہ است

شد چون مصال یا رز فیض معین دین

۱۰

عاشق زبان کشد و بجز و ثنائے شمع

۵۳

چہرہ جو خدا کا ہیوہ ہی رویے محمدؐ

ہی تار بصارت کی کشش سویے محمدؐ

ہین یاد جو ہر دم رخ و کیوے محمدؐ

آئی ہے علی سے مجھے اب بس محمدؐ

ہی طاق عبادتیم ابروے محمدؐ

خود ظل خدا ہی قد دلہوے محمدؐ

ہی اسکو سدا خواہش داروے محمدؐ

ہستی سے ہین ہزار رضا جو محمدؐ

جو عرش معلیٰ ہے وہ ہی کوئے محمدؐ

بیہ میم ہوا احمد ہی بلا عین غریبے

واللہ لیل ترہو سورۃ والشکر ورن

جب باغ نبوت ہین لایت کا کھسار گل

عشاق کیوں نہ ایمان سر کوہ بیکاد

سایہ کے نہونیکا جو باعث کھون کھیا

تسکین جنہن دران سے لکھو سجا

ہوستے ہین خدا شربت دیدار پر کھیا

بیشک الف لہ کا ہی ہر نو محمد

ستا ہوں ہر ن مو میں بے وصل

توصیف بھی خواجہ چشتی کی یہ عاقبت

۱۵

اخلاق حسن اونکے ہیں سب کو محمد

۵۴

ہی جبین پر مری موجود محمد

اسم اللہ میں پوشیدہ ہی نام محمود

صاف کہتا ہوں میں قرآن ہی کلام محمد

اس لئے خلق ہی تابع درگم محمد

دیکھ لے پی کے تو اک قطرہ جام محمد

وحی خالق کی ہی جو کچھ ہے پیام محمد

تشجٹ میں جو بیماریاں ہستادام محمد

ہی نظر میں مری اگر نقشہ گام محمد

دل گھراور شہم در اور فرق ہی با محمد

جسطرح ذاتین احمد کی احد ہی مخفی

بیزبان اس سے بیچوں کی اثبات ہوا

صلح اکل اوکے ہی خلاق حسن سے ظاہر

نشہ وحدت کا چڑھ گیا تو نہ او تر گیا کبھی

ہم کو جبریل امین صا خبر دیتے ہیں

مخ دل چوٹے ہیں سب کے ہدایت کا

کہتے ہیں اہ قدم پر طریقت کو

لافتی شان میں آیا ہی اوس کی لہجہ
 دیکھتے ہی رخ و زلفا آپ کے عقدہ یہ
 اپنے لکڑیے ہیں سر کیجیے کہ کب
 جاوہ فرمایا جو وہ مہر جہانناہ
 اوس کے اجداد کا گہرا تہ میں شاہ پور
 پیرو مرشد ہی مرا آج وہ قطب دوران

ذوالفقار شہ صفدر ہی حجام محمود
 صبح الشہر تو دلایل ہے شام محمود
 اگیا اذکی نظر میں جو خرام محمود
 خم ہی ہر وقت فلک بہر سلام محمود
 احمد آباد میں ہی خاص قیام محمود
 جس کے اوصاف میں آیا ہی مقام محمود

خواجہ چشت کا ہی دست توجہ سپر
 آج عاشق جو کہاتا ہے غلام محمود

۱۳

۵۵

یہ زبانم چکھنم حد تو ہے محمود
 بندہ او شدم دست خدایم دوش
 شکل بچوں کے دران نور مجسم دیدم

شہریان احمد بیہیم برویے محمود
 سجد گاہن عاشق شدہ کوئے محمود
 مردم چشم نہاںست لبوئے محمود

خلق آموخت اخلاق حسن رفیقش
 نعمه و لبریا از پرده بیرون می آید
 زلف و اللیل که بر مصحف رویش پدید است
 می شود ظاهر و اظهر بر سوره طلاق
 و ذرا بابت جهان بخود و سرش شام
 احمد آباد که شد خطه باغ گجرات
 قطب قطبان خوب رشید عصر است
 فخر دین و شه برهان و حسام الدین است
 دوستش عظمت اعزاز موده حاصل

چشمه خلق محمد شده خوب محمود
 صوت مطلق که بر آید ز گلویش محمود
 شکل الله نهانت میویش محمود
 می کنم دریم تو حید و عنویش محمود
 جرقه یافتیم از جام کوسه میویش محمود
 شه عطر گلشن خلق از بویش محمود
 چشتی مرثا جده ابو سی محمود
 ابن دخوان همه از شان نجیب محمود
 در جهان خواو ذلیل است حد محمود

همدین عصر فیضان توایب خواجہ چشت

شاه ام عاشق و دیوانه روئے محمود

بشکل عبودیت خود مولیٰ برآمد
 شده بی وضع خود با وضع ظاهر
 بجن و خوبی خود حضرت عشق
 کجا دوست بین ای چشم و جدت
 درآمد ذات بخت اندر تعین
 جدا کی اسم از شان بسی است
 احد مخفی شده در برق نسیم
 طلائع گشت چون در بحر وحدت
 جلالش شد بر خاں جمالی
 بچشم اعمیٰ گزیده دیده
 نظر کن ساقیا چشم و دل خود

که بنده در رخ آقا برآمد
 ز باطن چپه اخفا برآمد
 نثار و والہ و شیدا برآمد
 که عکس از قاست زیبا برآمد
 ز نقطه لفظ با معنی برآمد
 صفات و ذات خود یکجا برآمد
 بروی بر رخ کبریٰ برآمد
 برنگ موج خود دریا برآمد
 ز آدم صورت خوا برآمد
 پس پرده احد بینا برآمد
 که همچون ساغر و مینا برآمد

زجام بخودی خود جان عالم
 کجا شاد بود بی یار پیدا
 بر ایرفرزه و مهرست روشن
 خدا اگر هست بی چون و چگونه
 بگو ای شیخ قرآن شنیده
 شب معراج از عرش برین هم
 رسیده صوت در گوش محمد
 جواب لن ترانی خود صریحاً
 ابو الاَدم فقط بی سیم احمد
 بوصل خواب غفلت مخوشتم
 سرود مطرب مطلق شنیدم

به جسم انجمن آرا برآمد
 که مخبون همزه لیلی برآمد
 نه خورشید از فلک تنها برآمد
 چگونه و صف او گویا برآمد
 چنان از بی زبان قلی برآمد
 چنین تا فرشتش یک غوغا برآمد
 صدایش چو نخله در فشا برآمد
 چنان یا حضرت موسی برآمد
 که هم بنیا و خود و انا برآمد
 که فصل از عالم رویا برآمد
 زیه لب صرف یک هوا برآمد

<p>چرخ ساز صنم شد طہرا احمد شوم کافر گویم پیش دیندار</p>	<p>بشان دیر خود لطف برآمد کہ اودر شکل ست تھا برآمد</p>
<p>۵۷</p>	<p>بحکم خواجہ حبیب عاشق ز قید خواہش دنیا برآمد</p>
<p>خود فاکر میں کرتا ہوں انی کا گھنٹہ لا شکر ایک روضہ پایا ہوں اپنی ہی صفت دیکھتا ہوں صورت معشوق اپنی ذات کے بحر وحد میں کھائی دیرا ہوں جو نہ بجا غیب کنون کی حقیقت کہے یہ بیگز پھنس گئے ہیں عشق کے پند میں تو کیا ہم ہیں کو جو خیر سے بندہ بنے ہیں بے</p>	<p>جہیز میں کچھ باقی نہیں ہے خود ملی گھنٹہ ہی مری غفلت کے شایان کبریا ہی گھنٹہ شکل اٹھتے ہیں کہتا ہوں فی کا گھنٹہ خود ہوں دریا جہیز میں اپنی یہاں کا گھنٹہ اس لئے ہی ہکو باطن کی رسانی کا گھنٹہ ہی ہمارے طائر جان کو رانی کا گھنٹہ کیسا کرتے ہیں عاقل خود ستائی کا گھنٹہ</p>

عشق کی ساتی سے بھری فدا گیسری
 صلح کل اس بزم ای شیخ و برہم سیکھو
 میں جو کہتا ہوں انا الحق ثانی تصور ہوں
 ہستی و ذات صفات تو کی خبی ہر اک
 آئیے دیکھو کہ میں کیا کہے کیے عشقا
 تجھ جی ہو جوں جوں محبت ہو میں برما
 تجھ میں ہی جو روح جاتا تو میں بھی کبھی
 یا علی ایسے کھا کر کوئی شکل سجت
 کتب باب ہر ایک جو باتیں کریں ہم اس

ہر خرم میں ہمارا پارسی کا گھنٹہ
 ہر گز آپس میں نہ کھو تم لڑائی کا گھنٹہ
 جانتا ہوں نہ میں اپنی پہلائی گھنٹہ
 عہد رب کے ویران کس سے جدائی گھنٹہ
 بجاؤ ایسیا ہر زیبا و لر بائی کا گھنٹہ
 کیا کریں دنیا میں تیری شنائی کا گھنٹہ
 ایسے چہان نکر تو بیوفائی کا گھنٹہ
 ہی سزا دار علی عقدہ کشائی کا گھنٹہ
 ہر کوئی کرتا ہی بیان اپنی بنائی کا گھنٹہ

عاشق خواجہ حسین الدین کا جبرکتا عجیب
 بڑھیکے ہر شاہی سیسے بھی دسکی گدائی گھنٹہ

وہ ہونڈ کر ہمنے جو یا ہو کا کالاقوید

عشقی تپ سے سد اسینہ مرا جلتا ہی

زرد ہی رنگِ عاشق کے ایسے آج

نقشِ توحید بول پر ہمارے کندہ

نقش ہے نام محمد کا جو آدم میں بھان

نقش ہے ناد علی کا جو زبان پر میری

اسمِ عظیم سے پہنچا ہو نہیں اڑ کر عاشق

گفتِ کتوا کے عد ہی نقشِ انور کا

تھانزادِ برہن کے جو طعنت

سورۂ جن میں نگار اپنا نظر آتا ہی

دل کا دھڑکانہ کبھی جا دم آخر تک

ما تھہ آیا کسی عالم کے نہ ایسا تعوید

انگشتی گھر سے مرے واسطے پہرنا تعوید

زر گرد لاؤ سنہری کوئی اچھا تعوید

خون سے دھوپا کرتے ہیں بنا تعوید

عارفِ ذات میں اپنی ہی وہ اخفا تعوید

نطقِ مولیٰ سے ہوا جاتا ہی گویا تعوید

عالمِ محکوم بناتا ہے فرشتہ تعوید

گنجِ مخفی سے مرے ماتہ ہی آیا تعوید

لیکرا دس یا ر خود انگوٹہ رکھا تعوید

دیکھ قرآن کو لکھو اوس کا بیٹا تعوید

پاس سے جو مرے سکے میا تعوید

اسیے سنا تو واسچہ کے لکھنا تو نہ	اسیے سنا ہی تو تابی نہ دیوانہ
اسیے بکرا کام آئے نہ گنڈا تو نہ	یار کے حور نے اکدم میں کیا محکوم
بنگیا اجڑنا صبر سہنا تو نہ	لکھنا یاد رکھ جاتی یہ مریت اللہ
گو کر کن تو نہ بنا سیر علی کا تو نہ	یا رین کے فام میں نہ آیا ہی نہ لانا
کہ یہ بکتر رہی نہ ہو بکھیا تو نہ	حادثات آج ہو یار کو پایا نہ

۵۹	دوسرے کہ میرا ہی قدم آپ کے اسی خوابہ نشین	۹
حق میں عاشق کی ہر وہ نقش کف یا تو نہ		

بسطرف دیکھا او دہر دلدار آتا ہی نظر	چشم وحدت میں نقطہ الگ یار آتا ہی نظر
آنکھ نہ گر سول رخ غنچہ دہن ششاد	آپ میں آجان جان گلزار آتا ہی نظر
ساقیا پر دے اک ساغر الفت	آنکھ میں دوست کی میخوار آتا ہی نظر
کھنکھ سے بچے چھو کیوں کر ایڑا نہ	روزن تبسم سے زنا آتا ہی نظر

<p>مطلب محبت کی پیروی ہوتی ہے نہ برہمن جو دیرینہ غم کی کہیں شیخ کس طرح اس کی تہیر ہو فرمے ہر قضا و سکر و اجنبی سے بچا لگا</p>	<p>حال و روانہ کس لیے شیار آتا ہے نظر کیا کہیں ہم یاد کو گھارتا ہے نظر یاد پہلو میں مگر بیدار آتا ہے نقشہ دل میں شیر عشق کا آزار آتا ہے نظر</p>
<p>۶۰</p>	<p>حضرت خواجہ حسین الدین چشتی کا ہر فیض ۹ نہا شوق اب تر جوق نہ دار آتا ہے نظر</p>
<p>میری پی کی گشتی پر روان دریا فانی پر ہوا اول ہوا آخر ہوا ظاہر ہوا باطن جو کہ نہا بجز وہ زمین ہی کہ آب و صفت نظر کرتے ہیں ہم حکو ہمیشہ کعبہ دل میں تلاش یار میں نکلا تو خود کم ہو گیا میں بھی</p>	<p>نہیے او یا خدا نیچا سنا نہ کمانی پر او میں بھیجے سارا نظر کر تو عانی پر خدائی دیکھ لے سارے نظراتی ہو باقی کھا کھ رہے ہو کسی ہماری لہجہ اتنی کر دے جتو میری کہ ہم کز نشانی</p>

کل جاتی ہی خود کا کمال کی عشق اپنا

عدم ہم سا فرین کیا مستقر یہ

شہنشاہ مان جو وہی اور ویر صورت

عین کہ جہان کو حسرت فی اور جوانی

طبیعت رستی ہو یا مل ہمیشہ لامکانی

کوئی ظاہر کوئی باطن یہ اپنے حکمرانی

۶۱

جناب خواجہ شمس الدین عیسیٰ بن ہمام وحدت

نظر ہے تیرے عاشق کی ہمیشہ قدرانی

۱۵

خداوند تو بہا یقین اپنا ماساکر

جو تو بنا طلسم حیرت میں ہم تری حقیقت

الہامین اپنی جو تو زندہ دلیت اپنی تو خود

جو موصوفایہ اس عجیب نقشہ نظیر میں آیا

یہ تو میں سر جو ہو ہو زبردست میں جلی

ہیں بے شوق و اس سر بیان کے جو ساقی

نظارہ کونسا تو ہی بچو مسیت پر و اوٹھا

زبان بگڑو نہیں بطلق نہ اتے فکر انا انا

ہو اسی سنا ج طرح تو ظاہر کہ اپنے کو توں

کر دوں کلین بگاڑیں اپنی جھنڈ بننا

صدہ ناما ہی اپنی خود تو سارہ ہو کجا کجا

کیس نہ جو بنایا مجھ کو نہ رکت اب پلا پلا

برسی ہو عشق تیر سوا لی وفا تو چھری
جو غفلت سے اپنے کائنات میں بیچھے
جو سحر و جادو کی قلم زمین میں باہر ہو
ہمیشہ سجدہ ہزار عالم ہمارے کہوں کے
دوئی جیتک سگی تہہ میں ہے زار
جو اسم خود وہ سہی بنا جو جنوں وہ خود
تو چھپکے محفل میں تیو کی تاشاں اپنا
عدم میں کو زبان کج تھی کلام اپنا ترسی

یہ کیسی تو سیو فی عشق اپنا دکھا دکھا
تھامیہ حلو میں کہ الہا دکھایا محکوم ہلاک
ملا ہی دیر میں محکوم ہزاروں دکھ دکھا
کھڑا ہی صاف ہے مرنے میں بھی اکہین
کناز اپنی ہمیشہ تھو تو خود کیا اپنی بھلا
سا گیا صاف دیکھو کادل شیریں خود
ہی آپ یہ روئے جہنم خود بظاہر سچا
تو بھیکہ تباہی طہا ہر اپنا یہ محکوم تین سکھ

جناب خواجہ معین دین کے یہ بھید عرفان کا ہے حقی

۱۵

یہ کھدے عاشق چھپاؤ اسکو مرید و نکوسب جتا جا کر

۶۲

رب ہی اپنا خواجہ پیر

مظہر ہو کا خواجہ پیر

سطاق ذات بچوں کا
 شکل احمد صاف بنا
 پڑھ کر انہیں سمجھا ہونا
 پسے گئے غمی سے
 ظلمتِ شبام وحدت کا
 عشق سے اپنے ظالمین
 طرفہ باغ وحدت کا
 دیکھ کر اپنی صورت کو
 پہچان تو تم اس کو کہیے
 مثل اوس کا عالم مدین
 ہو کے مرید اک کمال کے

خود ہے سایہ خوب پیر
 برزخ کبریٰ خوب پیر
 خود ہے طہ خوب پیر
 اچھی کلا خواجہ پیر
 خود ہی اوجہ الام خوب پیر
 اچھی بھینچا خواجہ پیر
 خوب ہی شرہ خواجہ پیر
 آپ کو سمجھا خواجہ پیر
 سب مدین تھا خواجہ پیر
 پیر ہے کیا خواجہ پیر
 سمجھو ہے کیا خواجہ پیر

ہندو دکن کیے پیر و گنا	مرشد و آقا خواجہ پیر
ملک دکن میں ہر شہو	ہند کا کعبہ خواجہ پیر

عاشق دل سے کہتا ہوں

۶۳

۱۱

پیر پتارا خواجہ پیر

مرشد کامل خواجہ پیر	پیر و اصل خواجہ پیر
اوسکو بزرگی کیا دین ہم	خود ہے فاضل خواجہ پیر
آج صفت میں اللہ کی	کعبہ ہر شامل خواجہ پیر
مطلق ذات پہ چون میں	ہر ارب داخل خواجہ پیر
اپنے سر تختی کا	خود ہے ماقول خواجہ پیر
قطب جو بہن غوث اک بجا	شمع محفل خواجہ پیر
اپنا دیوانہ جو ہوا	خود ہے عاقل خواجہ پیر

<p>سے خود با نزلِ محبت ہو گیا حاصلِ خواہت دل میں نازلِ خواہت</p>	<p>حکلی نعت وینے میں پیرِ محمد جب وہوٹا باو کیا جب میں ہوا</p>
<p>۱۷</p>	<p>۶۴</p> <p>میں جو عاشقِ اوس کا ہوں مجھ پہ یہ مائلِ خواہت پیر</p>
<p>بلبل لگی ہٹکنے گلِ سترِ کج چوڑ عارف اگر ہی تو نہ کبھی خستِ کج چوڑ اشوعِ زورِ مکر تو مکر و فنِ کج چوڑ صدِ اوٹھا عشقِ میں کیا کیا طعنِ کج چوڑ بہرِ نگاہِ میں جو کڑی آہِ خستِ کج چوڑ ہٹا کر سطحِ حیت ہوں دیوِ آہنِ کج چوڑ</p>	<p>جب باغبانِ لم نزل آیا چینِ کج چوڑ ان پانچ ہو صورتِ اللہ کا ہو سب کھلگئی تری کیوں جھپٹا ہوا نیکے ہیں جو عدمِ غریبِ الہِ یارِ میں میں کے نوزدشت میں جا ہو گشت جوشِ جنوں سے عقلِ مہی گئی گم</p>

دشت نے چاک جی کے بیان کو دیا
 رفتار دل کے ساتھ اوتھاہیں ہم
 گرفتار نفس سے رہی جب
 ہستی بنا کر اپنی فنا ہو تو یار میں
 ظاہر میں ہم تو ٹھہرے ہیں محض
 باتیں کھان گئیں تری مٹی مٹی آج
 اسلام کفر کیا ہی یہ پہلے سمجھ دیا
 دو روز کے لئے آئے جہان میں ہم
 گلزار عشق کا جو بنا ہوں میں
 کرو وہ شہید علیہ مجھے تیغ عشق سے

مطلق برہنہ ہو ہم پیر میں کو چھوڑ
 کیوں پاؤں لٹ پٹا ہوں اپنے کو چھوڑ
 خاموش ہو گئی ہر زبان خود سخن کو چھوڑ
 طالب اگر ہو وصل کا جسم تن کو چھوڑ
 باطن میں اختیار کیے ہیں انجمن کو چھوڑ
 تو کس لئے ضعیف ہوا باطن کو چھوڑ
 زاہد ملا نہ دین میں اوس میں کو چھوڑ
 جائے گے لامکان کج دار میں کو چھوڑ
 دم بھر رہوں نہ کھیں گلبدن کو چھوڑ
 جاؤ گائیں جہان کے لحد میں کفن کو چھوڑ

عاشق معین دین کے قصو میں نہیں

۱۵

اجسیر میں مقیم ہی ملک دکن کو چھوڑ

ہی بچپن دکن کے تو شب و روز
 یہ دیوانہ پھرتا ہی ہر سو شب و روز
 مہکتی ہی ہر گل سے خوشبو شب و روز
 ہی خود خندہ زن اپنا گل و شب و روز
 یہ آگے مرے دیے نیکو شب و روز
 یہ کیسی سیے آواز یا ہر شب و روز
 محمد کا رخ اور گیسو شب و روز
 کروں پھر میں کی تاپو شب و روز
 ہی وہ بیان اپنا کی بارخوشو شب و روز
 ہی پیش نظر طاق ابرو شب و روز

۶۵

ترسے پاس رہتا ہی ہر دو شب و روز
 جنو کا قدم جب بڑھا اپنے حد سے
 شگفتہ ہوا باغ وحدت تو تیری
 جو پاتا ہی بیل کو نالان چمن میں
 بنا ہوا میں آئینہ خود دیکھنے کو
 یہ ہی شور و غل کا اشتہار شربت میں
 سمجھتا ہوں الشمس واللیل مطلق
 مرے دل میں تو ہی ہی آنکھوں میں تو ہی
 سما یا جب کہ تو صورت میں میری
 سہا جوجہ کو جھکتا ہے جان

نماز قنابین ہو مشغول زرا بہ جو سنتی ہے خود نغمہ صوبل ظہور تجلی سے روشن ہی سینہ فنا ہونے کے خود موت قبل آج	ریا کی نگر بندگی تو شب و روز زبان پر ہی قمری کی کوکب و روز ہے دل ہی میں خود اپنا مسہر و روز سب مجھے درد ہی ان تو تو شب و روز
--	---

ترا عاشق زار ہے خواجہ چشت نظر تنگ کو کرتا ہے ہر سو شب و روز	۶۶	۱۳
--	----	----

عرش سے آئے ہیں لیکر صند بندہ نواز شان شوکت سے ہیں سارے خواجگان نمایہ حیدری ہر طرف سے شور و غل ماں نصیر الدین چراغ دہلوی کے فیض سے مشاک و غیر بھی فروں کھینچیں بوسے	یہ فرشتوں کے سر و نہر صند ہی بیہ قبول ہیں صند بندہ نواز دیکھ کر ہیں شاد و صفہ صند بندہ نواز ہی دکن میں آج گھر صند بندہ نواز ہی خدائی میں معطر صند بندہ نواز
--	---

<p>جیلوہ اوہیں کا دیکھتے کو جس سے خلقت تمام گنہ افلاک تک پہنچی ہو اور کسی رشتہ مہر اور میہ پیا نہیں ہی بھر کر ارگیا با ادب کو جہاں کر لیا چلو گل کے باقی اسکو اکہن پر گاتے ہیں کہ کیے اولیا تھاٹ اس جیلوہ کی بندہ ہو کو فریاد کی</p>	<p>ہی نشان حق کا مخلص بندہ نواز دیکھتے ہیں باہ و خیر صندل بندہ نواز کیون بخور نور یک صندل بندہ نواز دیکھتا ہی رہے صندل بندہ نواز سب تبرک سے ہی رہے صندل بندہ نواز ساری خلقت میں شہر صندل بندہ نواز</p>
--	--

۶۷	<p>عاشق صادق کو سیرامعین اللہ شہت ہر برس ہوئے میر صندل بندہ نواز</p>	۱۵
<p>خدا تعالیٰ کی دیکھ خدا ہی ہمارا پاس آزاد تھا ہو سچا یہ کہ علاج واجب آئینہ تو بنا ممکن کا عکس</p>	<p>حق کو نہ دھونڈو تو وہ چھپا ہمارا پاس جلد امراض اور کسی دوا ہی ہمارا پاس ہی آئینہ صفا تو جلا ہی ہمارا پاس</p>	

کجگوشت جو نہ پیر ڈال کر آئے ہو ایں صنف
 ہستی بنا کر اپنی وجہ و نگارین
 ہر دم نصیب کج ملاقات یاری
 معبودین شاد تری عبدیت کو دنا
 اترش یہ عشق کی جو جگر ہی جلا ہوا
 بے یقین جن کے کیا کھنڈ سیر
 گر کجگوشت کی شہادت کا دور ہے
 ہم ہو گئے فنا تری اہفت میں صنف
 ایوب کو نصیب کرب و عشق کا
 آئے ہیں ہم عدم پہنکر باس عمر
 لانا ہی التجا کوئی اور کوئی مدد

ثابت تہارا ناز و آہا ہمارے پاس
 ہم ہو گئے فنا تو اب ہے ہمارے پاس
 خود و مسل میں ہیں نہ لٹا ہمارے پاس
 دکھانا خود کو جہم و دھما ہمارے پاس
 درون کی تربیت کی غذا ہمارے پاس
 بہت پرست ہیں یہ آہا ہمارے پاس
 خربکرا تو کرب بلا ہمارے پاس
 ہی تجھے میں گر جاتا تو فانی ہمارے پاس
 صابرین ہم فقیر صابر ہمارے پاس
 عریانی اپنی عین حیا ہی ہمارے پاس
 جب وہ مستحب ہمارے پاس

۶۸

عاشق معین دین کے ہم آزاد ہیں فقیر

۱۷

کھتے ہیں جو کچھ آج بجا ہے ہمارا پاس

تجربہ اگر ہی احمد مختار کی تلاش
 کا فر کی جستجو نہ دیندار کی تلاش
 فرقت میں دہونگہ میں بھی آوار
 آیا ہم جیسے ہیں آدم کے جویاں
 بندہ کی ذات میں ہی خدا جب چھپا
 پر وہ تھا غیرت کا جھوٹی لکھنچہ
 ہی درد عشق ہے جو سچا دل کو جوش
 میں بیچتا ہوں دلوں کو باز عشق میں
 نطق نفس کے زبان ہو گئی ہیں بند

کرنی ہی پہلے حیدر کرار کی تلاش
 دیر و حرم میں نکلو ہی اک یار کی تلاش
 دل کو بچو بچو دھول پر دیندار کی تلاش
 ہی بچو انصاف اسی مکار کی تلاش
 در پر و بیکو ہی اسی اسرار کی تلاش
 تھی کوہ طور پراد سے دیدار کی تلاش
 ہی بچو اوس کے چارہ آزار کی تلاش
 رہتی ہی بچو اوس کے خریدار کی تلاش
 پائی عبت جو بچو ہی گستاخ کی تلاش

<p> بخود جو میں ہوا ہوں شراب مہر نتیجہ کو جو رشتہ الفت صنم سے سکرانا الحی اب بھی ذرا حقیری پر دیتیم کج گرا شک آنکھ سے ذکر زبان دل سے ملیگا نہ وہ صنم مہو ہی تجلی جانان کا خواستگا اپنے عمل کیسے زاہد کو ناز ہی </p>	<p> ہر دم مجھ کو غمہ خمار کی تلاش کعبہ میں بھی ہر شیخ کو زار کی تلاش کب قتل کو روا ہو مر دار کی تلاش ہی یار کو جو گوہر شہوار کی تلاش ای طالبو کو نہ تم اذکار کی تلاش اے واصلو یھن مجھے انوار کی تلاش رحمت کو تیری جبت گنہگار کی تلاش </p>
<p>۶۹</p>	<p> خواجہ معین دین کا میں عاشق ہوں مرزا رہتی ہے مجھ کو عشق کے اشار کی تلاش ۹ </p>
<p> جب سے ہی اپنی جان کو دکھار خلو آتی ہے صیبا ہو کی صدا چہیر تار ہون </p>	<p> ہی مجھ سے یار کو تو مجھے یار سے خلو ہی مجھ کو ایسے نفس کو ہر تار خلو </p>

<p>گہوٹ اٹھا کر میر کی چھوڑا دیکھ رخ یار کا جو صورت اخلاص میں آدم کو کپ جو وہی اللہ کی ہی ذات میں نے جو دنیا کی ہے پی پی تیری سب ہیں خدا پرست تین ہوں پرست سنا کو میر سے رسائی ہے عین تک</p>	<p>تجوا اگر ہی احمد مختار سے خلوص ہوں لب کو میر سے مصحفی سے خلوص پائے وہ بھید جب کو ہی اسرار خلوص ہی جو خود و مجھے اسی خمار سے خلوص ہی و لگو میر سے کفر کی رفتار خلوص ہی میر تجھ کو عکس پر انوار سے خلوص</p>
<p>۷۰</p>	<p>خواجہ معین دین جو شہنشاہ ہند عاشق کا بس دیکھی ہے سر کا خلوص</p>
<p>۱۵</p>	<p>کبیا لہو کے اوں کو ہی کردار غرض ہو کب عورت کے ہماری بان جو بند پر سے ہر کلام جو ہوتا مجھ سے دوست</p>
<p>رحمت کو یار کی ہی گنگا سے غرض اسو اسیطے ہمیں ہنیں او کا غرض رکھتا ہوں اس کے دم میں ہر تار غرض</p>	

اسلام کفر عشق میں پائے گئے جو ایک
صورتیں یار کی جو زلیخا چھٹی کیا
ہی طور سے دو چند مرد لیکن دشمنی
نکلے نہ کیوں حجاب سے دلدار حجاب
دیکھا جو خود کو میں نے تو اللہ ملک
ہی علم باطن اپنا کتابوں کے برخلاف
آسان ہوں سوال خدا کا ہوں پاس
بازار عشق گرم ہوئے نقد جان جلیج
تا کہ انا الحق جو کھینچا

دل کی طیش کو دلیہ سے
اپنا بس عمر ہی آتا ہی خوش بہن

ہم کو کسی طرح نہیں تکرار سے عرض
یوسف کے حسن کو تھی طلبگار سے عرض
موسیٰ سے بڑھکے ہادیو انوار سے عرض
رکھنا ہی جبکہ وہ مریدار سے عرض
ہو تی ہی یوں کہی کب سرازیر سے عرض
ہرگز نہ ہم کو چاہئے گفتار سے عرض
پائنتے جو بہ یار کی دشوار سے عرض
سوئے کو یار کے ہی خریدار سے عرض
کب اہل ظلم و جور کہیں دار سے عرض
کسے دوا کو عشق کے آزار سے عرض
بے بہار سے سرازیر سے عرض

۱۵	دل سے معین دین کا جو عاشق ہے سدا حاصل ہوا اس کی حیدر کرار سے غرض	۷۱
<p>ظلم ہے جو ہے جفا ہی شرط اپنی تسلیم اور رضا ہی شرط دوست کے وصل کو ولا ہی شرط ایسی بچانہ کچھ دوا ہی شرط یہ سمجھ لے تری ادا ہی شرط بازئی یار کی بقا ہی شرط پراد سے دیکھنے صفا ہی شرط یار آپس میں کب روا ہی شرط تجربہ سے مینے جو کی بجا ہی شرط</p>	<p>عشق جانان میں کوفیا ہی شرط سرجو بہکنا تیری روبرو تیرے آکے مل یا رے خلوس کے ساتھ مرض عشق کا علاج یہ ہے اور نقد جان تھا جو کچھ وہ مار چکا اس طرح کہیل خود فنا ہو جا دل کیے آئینہ میں ہی عکس نکلا میں جو ہوں تو ہی تو جو ہی میں ہوں اپنے پہلو میں دیکھ لبر کو</p>	

چار غصہ کی کیلے چو کون	بڑی اڑکی ای آشنا ہی شط
ملگیا رب تو کم ہوا بند	یا رتیری یہ حق نہا ہی شط
آپ اپنے سے مانگنے کی لڑ	سوچنے کچھ تو کب عا ہی شط
طاعت اپنی ہمیشہ ہے مخفی	یا دل میں کہاں رہا ہی شط
تیری رویت ہو ہکو عقبی میں	ہم سے کب ایسی رہا ہی شط

۷۲	تیرے عاشق کی ای معین الدین	۱۷
	جان ناری پہ انتہا ہی شط	

اب وصل یار میں مجھے مل باہر خط	مہر کو نصیبان وہ بہادر خط
پیکر شراب عشق جوتی میں چوہون	بیچو دھون مجھ پہ اس لئے یہ روای خط
خانہ خراب عشق نے کہنا مجھے یہاں	ایدل میں کیا کروں کہ ترا خود براہی خط
عشق مجازی اپنا حقیقی یہ آچکا	پھلا کچھ اور خط ہا یہ اب سراہی خط

لعلی سے عشق یار کا کہتا ہوں بھوک
 پیرا میں اپنے ہی دل اور ہلوہ گر
 لب زبانی کو ذائقہ سر اکڑ شرب کا
 توحید کی جو بے شکل آتی ہے دم کے تھم
 اسما یار کا ہی یہ سارا ملہو رہے
 کس کس ہم دکھانیں مزہ نور عشق کا
 سیاب میں جو عکس محلی ہی یار کا
 لاہوت تک جھ فہن ہمارا سا ہوا
 رہتا ہوں نفس جو تصور میں یار کے
 آواز یار کی جو سنی میں نے غیب سے
 ہر دم جو ہوتا ہوں فنا ذات یار میں

ضابطہ ہوں کہ ہر ملک آج بولیں بھرا
 عشرت کدہ میں قاب کے رونق فراہی
 جو جان جان مرا خود اس کی غذا ہے
 خنجر کھلا ہوا لگا یہ تازہ ہوا ہی
 طاہر جو میں صفیاً تو او میں چھپا
 چول جلیے ہیں اونچے خود انہی کھلا ہے
 صورت کو دیکھوں آئینہ میں یہ نہا ہے
 ناہو کے شور و غل کا کہوں کیا اونٹ
 جانان کی شکل آپ ہی خود نکلیا ہے
 دکھاؤں کیا تجھے جو مجھے اب ہے
 سو بقاء خود آپ ہی یہ بڑھتا چلا ہے

جس طور پر ہی قال ہی اپنا حال ہے۔	رہتی زبان مزمین ہی لڑنا ہر خط
۷۳	خواجہ معین دین سے جو عاشق کو ہی سکو ایہ یار ذات سے وہ تری پا چکا ہے رط
<p>مین ہوں بیچ یا مر ایا رہی مطیع بہنچا جو خود معارج وحدت عشق سے گہکٹ مین ہم کی جو خدائی نظر پر طالب بنا جب تپے مطلوب خود ہوا مکرو فریبے جو بار از عشق مین بنکر در قیم مقلم ہوا ہی بحر رکھتا ہی بار شستہ الفبت کے تھ در پر دکھینچ لیتے ہین تپتی کو یار کی</p>	<p>۱۹ خود دل کا میر سے حضرت دلیار ہی مطیع اپنا ہی آپ احمد مختار ہی مطیع احمد کا دل سے حیدر کرار ہی مطیع کیا اوس مین مجید ہی جو طلبگار ہی مطیع سودا بنا ہی آج خریدار ہی مطیع عشق صدف کا ابر گھر بار ہی مطیع ایسین شیخ و صاحب نار ہی مطیع اپنی نگاہ چشم کا خود تار ہی مطیع</p>

جو چاہتا ہی کرے یہ سچا علاج
 وحدت کی عرصہ جہاں ہوں نفس
 تسکین کی طرح روئی کی زبان
 صاحب بندہ بندہ صاحب جنگیا
 ملک قدم کی راہ جو کرتا ہوں دھن
 جو رہتا ہے نایت ہوتی وفا
 بادہ دم پائیں کہ اس کی کنہی
 اک جرعین ہی ایک دہو پویش کر دیا
 عصا و حرمت ہے ہیں کیا تشریف
 دیر و حرم میں جلوہ دکھایا ہوا

تشخیص کچھ نکر تر بیمار ہے مطیع
 جان کے خیال کا رہا ہے مطیع
 توحید کے کلام کی گفتا ہے مطیع
 طاعت میں غلام تو رہا ہے مطیع
 اپنا قدم جو رکھتا ہے رہا ہے مطیع
 کرنے میں ظلم اپنا تمکا رہا ہے مطیع
 سیکش میں اپنا خانہ خاویا ہے مطیع
 دیکھو آج اپنا وہ میخوار ہے مطیع
 غفار کیون ترا گئے نگار ہے مطیع
 ہندو میں سب جکا تو دینا ہے مطیع

خواجہ معین دین کا وہ مطیع خاص ہے

۴۷

۲۵

دل سے بواج عاشق غمخوار ہو مریع

سالک سے پوچھو یار کی قیادار کا
 فضل خزان گئی تو میں لایا ہوں خود بجا
 لایا دیر تھیم جو دریائے عشق سے
 جس کا ادس کی نیک سے کیوں کر پاتا
 موجود کس طرح سے ہو اخلق میں نہ کا
 ایسا آفتاب منہ پر نیلے ابر کی نقاب
 دریائے قطرہ قطرہ سے موتی جو نکلیا
 مضطر بنا دیا ہی مجھے اپنے قلب نے
 تو ہی ہی محی و قابض و حی و ممیت خود
 اسم صفات و فعل عمل جو ہو جان محمد

دلیر سے سن قلب کی گفتار کا سران
 بلیں سے یکے عشق کے گلزار سران
 ماتمہ اگیا ہی قلم زمخوار کا سران
 غاصی پوچھو حضرت غنی کا سران
 و تیار عشق و دل کا اوس مار کا سران
 ذرہ سے ملتا ترے انوار کا سران
 ہم ہر اوسمین اور درشت ہوا کا سران
 پایا ہی سب پہلو میں دلدار کا سران
 ہو گا فنا تو پاسے گا ان چار کا سران
 لے دلر با مل گیا تجھے یار کا سران

موسیٰ ہوا جب آپ تجلی بھی خود بنا
 کعبہ میں شیخ درین جو رہمن بنا
 زاہد ترا ہوا یہ گلو گیر گفتم بھی
 پہرے ہیں ہم ہونہرست کی کہج من
 لایا فرشتہ ایک مٹی وجود کی
 دل سے نہ پوچھ کر کہ پر کون کون
 جتنی کہ تھی تلاش مجھے اپنے کام کی
 ہی خود سچ در محبت سے جان بلب
 دل بچنے جو آئے ہیں بازار عشق میں
 مان لیا کان ہی ہی جو دار السلام
 جو غیر ہی میں خود جو خود ہو ہی غیر

پھر طور پر کھان لگے دیدار کا سراغ
 ہکو لگا ہی آج ادھی سکار کا سراغ
 قبیح سے ملا ہی جو زمار کا سراغ
 کافر کا کچھ تباہی نہ دیندار کا سراغ
 کیا خاک پا گیا تو تن زار کا سراغ
 پیدل کہاں سے لایا اسوار کا سراغ
 جاتی رہی ملا جوتیرے کار کا سراغ
 پائے دکھ کس طرح تیرے بیمار کا سراغ
 پایا ہی آپ اپنے خریدار کا سراغ
 پا لیا تو نہ دمان درو دیوار کا سراغ
 بتاؤں بھر میں کس طرح غیار کا سراغ

ہنسنا ہوں قہقہہ کہیں رہتا ہوں نہیں کہیں رہتا ہوں آپ کے کرد و تصور میں یار کے جو روئے وفا و ظلم و فامین ہو تو یہی تُو	ایک کڑی سٹہ تجھے ہے الطوار کا سراغ ایسا ہے نام نہاد جو خواہاں کا سراغ بے لپ رضا کا حال سمجھا کر کا سراغ
۵۵	عاشق حسین دین کا جو رکھتا ہے سیکہ پاستے ہیں رند خانہ شمار کا سراغ ۱۷
ماں کی ہیشہ دل سے جو دلدار کی طرف نکل ادا کا آتا ہے جسم بے تحیہ خیال کر کے مضبوط ہو سے فنا کی نثار کو پہلی ہی موج سے نکل آیا دیر تیم ہو کی صدا نفس سے جو آتی ہے ویدم کرنا ہوں اپنے چشم دل گوش کو چند	ہر دم تصور اس لیے ہی یار کی طرف یہ نیک گیا ہوں جہت نما کی طرف ہیں سر جہاں حیدر کرار کی طرف تو دیکھ آ کے قدام زخار کی طرف ہیں کان اپنے حلق کے فخر کی طرف جانتے ہیں یار کے سرار کی طرف

نہ تو میری دہن میں نہ ان میری
 پردہ میں آنکھ کے جو صدمے چھاپا ہوا
 ہنس سیکے جو دیکھتے ہی غنیمت مانگے
 کیونکہ نہ جہان کے رخصت سے دل مرنا
 دیروں میں عشق جو اپنا محیط ہو
 ساتھ ہر آنکھ کے سہیا عشق
 جانان بہار عشق میں دایں کج
 شکر جو شوق قتل ہے تلوار سے نہ ما
 سب کام اپنے بھگو جو سوئے ہے یار
 خود ہی طیب در محبت میں مبتلا

منہ بھر گیا ہے قلب کی گھٹار کی طرف
 پڑتی ہے کٹھن دہری دیوار کی طرف
 لیجانہ اور صبا مجھے گازار کی طرف
 ہی میری آنکھ روزن دیوار کی طرف
 ہم اس لئے ہیں کا فودیندار کی طرف
 دیکھو تو چل کے خانہ خمار کی طرف
 میں پھر رہا ہوں کوٹھہ بازار کی طرف
 سرخم ہی تیغ ابرویں خدا کی طرف
 اپنا نہیں خیال کسی کار کی طرف
 کب دیکھتا ہے عشق کے بیمار کی طرف

دریہ معین دین کے جو عاشق ہی فیضیاب

۷۶

آیتے ہیں یا رشتہ دربار کی طرف

۱۷

جب اپنا بنا اگلا پیام عاشق
 بنے ہیں جو مولایہ عشق حقیقی
 ہی بہادر میں تیریے جو دلدار مہار
 جو پاتے ہیں نقش کف پا جانان
 جو کرتے ہیں حج کعبہ دل کا ہرم
 محو عشق سے ہی مہنیں ذوق اکو
 جو کی نگاہ کی ہم نے پرستش
 بہنیں دلربا اپنا پابند مذہب
 جو میں طرہ خلوت میں جو کچھ تہنیتیں
 جو پاتے ہیں جانان کو صورتیں اپنی

ہو ابانج وحدت میں بدنام عاشق
 ہو یہ ہیں سبھی ہمہ خدام عاشق
 ملیگا کھان بجگو آرام عاشق
 پیا کرتے ہیں دہو کر اقام عاشق
 سدا رہتے ہیں باجدا حرام عاشق
 پیاتے ہیں بہر کر ادھن جام عاشق
 خدائی کے ہیں ہمہ اصنام عاشق
 کھان رکھتے ہیں دین اسلام عاشق
 نہ ہیج اب تو قاصد سے پیغام عاشق
 ہو عاشق اپنا اب تمام عاشق

فنا ہو گئے تیرے ہستی سا کر
 جہاں پر اپنا ہمیشہ میں رہتے
 جو کہتے ہیں مہر و کو ہمراہ اپنے
 شکر ہے اپنے کھلیں عقیقہ
 جو آبرو و خمار جہان ہی کافی
 نالکے خواری کو دلدادگی کو

نہیں کہتے ای جان جہاں عاشق
 نظر کر کے اپنا بس نغمہ عاشق
 نکلتے ہیں چھپر سر شام عاشق
 جو دیتے ہیں جو جہہ و شام عاشق
 نہیں لاتی شرب مصباح عاشق
 سب سے ہیں غراز و اکرام عاشق

جو ہم کہتے ہیں فیض خواجہ سے اشعار
 سدا ہم کو ہوتا ہے السام عاشق

۱۹

۷۷

کہو اتنا ہی خود خضر سبب رانا الحق
 سچو بہ احمدیہ مسیم مطلب
 اللہ کی ہستی سے جدا خود کو سمجھ کر

مجھ کو میں کہتے ہیں جو ہر بار رانا الحق
 فرماتے تھے خود احمد مختار رانا الحق
 بیدین ہی جو کہتا نہیں نذر رانا الحق

منصوب کی تخصیص غلطی میں کہہ دوں کر
 سر پہم چڑایا ہی جواب نفس پر
 یا قابض جب وہی بنا مظہر شر
 ہم عالم غفلت ہی میں کھلائے تھے
 تبعیج میں اب کی سہا یہ ہے جو اگر
 ہم خانہ توحید میں سستے ہیں بعثہ
 تشبیہ کے عالم میں خدا کہتے ہیں دو
 صہیا آنا پیکے جو سرست ہو میں
 منہ بند کروں اپا یہ قف و رکھان
 در پردہ آچھڑتا رہا ہوں جو ہم
 سر پہنچے آئے ہیں جو اس قف میں

بعد کے کھارنی تھی خود انا الحق
 مان کہو ہی کہنا ہی سزاوار انا الحق
 کس طرح بھلا پھر نہ مارا انا الحق
 اب کہو کھارتے ہیں ہنسیار انا الحق
 ایسے برہمنو کہتا ہی زنا رانا الحق
 کہتے ہیں توں مرد و دیوار انا الحق
 منیرہ میں کہتے ہنیں نہنار انا الحق
 کہتے ہیں خرابات میں مسخوار انا الحق
 کہتا ہی زبان مری خود یار انا الحق
 کہتا ہی نفس کا مرے تہر انا الحق
 کہتے تھیں پکار سر بازار انا الحق

<p>سنا ہی صدا بخت کی ہر وہ جو خود آگاہ جو ہوں مطلب ہے انکسکم سے جو روضہ ہوا شہ سے واقف نہیں بلاق جو اصل مطلق ہے اس سدا کو سمجھے</p>	<p>پھر کیوں نہ کہے صاحب ہر انا الحق کہتا ہی مجھے لازم و درکار انا الحق کہتا ہی اویسے مشکل و دشوار انا الحق کب کہتا ہی یہ سبذہ ناچار انا الحق</p>
<p>۷۸</p>	<p>ارشاد بھی خواجہ چشتی کا ہی عاشق سے ہے اپنا سدا کلمہ اذکار انا الحق</p>
<p>پہنچا نکا جبکہ گلستا میں یکبیت ویریا موج موج سے قطرہ جو ننگیا وحد تک لگنا تاجہ آئی ہی یار سے جب عشق دیر با سے عدم میں ہوا یہ کلا جو لائے گا تو کب گھر ہو نصیب</p>	<p>آئی ہیا سنبل دریاں میں یکبیت اگر سا گیا و غلطان میں یکبیت ہم کہتے کو نکلے ہیں میدان میں یکبیت پہنچا اویسے گنہ سے نینان میں یکبیت اگر پڑا ہوں خانہ دیران میں یکبیت</p>

ہم نے جو لاکھوں سے متروک کر دیا
 ہی جس کے منہ پر سیم کا برقع پڑا ہوا
 مدت جستجو میں خدا کی دعا عبث
 بتلی ہوئیں ہر آنکھ میں لبر کا عکس ہے
 عاشق ہوں ایک پرورش کا جو اندو^ل
 ہی کا اک خدا تو ہمارے ہیں حبیب
 ہو یا ہر نفس جو مصفا مرا ہو
 سمجھا ہی کیا وہ برہن سا ذول ہبل
 ہمنے اولٹ پلٹ کا جو دیکھا ہی شہدہ
 جب خدا نے ذات کو اپنی مٹا دیا
 کیونسا علاج تھا و کھلا طبع عشق

اک تابادہ ملگتی ایمان میں یکسیت
 صورتِ نظروہ انگنی قرآن میں یکسیت
 آیا نظروہ صورتِ انسان میں یکسیت
 پایا یہ رازِ ویدہ جہان میں یکسیت
 بدنام ہوئیں فرقہ رندان میں یکسیت
 عقدہ یہ اہو اہیں عرفان میں یکسیت
 پاتا ہوں نور کو دل سوزان میں یکسیت
 جو مل گیا ہی دینِ ایمان میں یکسیت
 وہ پھر رہا ہی ویدہ حیران میں یکسیت
 کشتی ہماری گئی طوفان میں یکسیت
 خود جان نکل گئی ترپہ دران میں یکسیت

۷۹

عاشق معین دین کے جو ہم ہو گئے ہیں
شہرت ہماری ہو گئی دوران میں یکیت

۵۲

سبحیے علم الیقین سے موج اور دریا ہو
ایک تیری نظیر میں صاف کچھ یقین
ابنیاں قطرہ زن ہو جو صد میں عشق
مکتب حدیث جاکر پڑھ چکے کثرت کے فن
غیرت ہرگز نہیں ہو دریاں جس عکس
ایک ظلمت سے دوئی کی روشنی میں کھیلو
پہلو آدم سے خواہو گئی ہے جلوہ گر
مختلف اشغال سے اس نغم میں گر چہ ہیں
تم سے جو بیچ نکلی ہو یہی ترخس ٹانگ

دیکھئے عین الیقین سے آبِ رقطہ ہو
ہو جیاب کف ہے اک گرو کا حلقہ ہو
ہر گمراہ اک دہراک اور کو کو لاہراک
خود انقضائے بنا ہو یعنی باورتا ہو
قامت زیبا ترا ہی یار اور سایہ ہو
قرص خورشید و خشان ایک دوزہ ہو
یار و شاہد کعبہ مجنون ہو اک لیلیٰ ہو
ہل میں اساتذہ اپنے سحر میں ہو
تازگی میں اپنی ہر شاخ اوپتا ہو

اول و آخر جو ہر ایک ظاہر و باطن ہی
 عالم نادان کے لقب پر اس کی ہو سکے
 لاشکر کو صدہ ہی خلق میں ہر شہر
 وصل کو تیرے عدم دوسرا پیدا ہو سکے
 نفی و اثبات صفات میں ہی جو وہ
 نام سے اللہ کے کیے جدا اسم الہ
 جسطح ماہ خورشان ہو نقاب برین
 کر دوی دور نظر کو سما کیے دیکھ لے
 کہ نظر ہر مرتبہ میں شکل بنتی ہی جدا
 صورت انسانی نظر تیری ان چیز و نہیں جتا
 محی و محی و قابض و جوہر ہی ہی مست

دیکھ لے قرآن پر جس کے صورت اسما ایک
 مختلف ناموں کا مطلق مطلب اور معنی ہو سکے
 دیکھ لے مخلوق میں کہ ایک سے ملتا ہے
 گنج مخفی تھے مطلق کے خود نکلا ہی ایک
 صاف شہر کو کہ تہلیل میں ہو کا ہر ایک
 باتین توحید کی مان لایا ہی ایک
 اس طرح ذات و صفات دریا پر وہ ہی ایک
 شہری ان نہرہ اک اور چا کا حال ہی ایک
 گر چہ اصل شیر اک جبر اک سے مسکیت ہو ایک
 دیکھ لے روعن میں مجھ سے ہی ایک
 آب و خاک ہا و آتش کا بنایا ہی ایک

حضرت کا اسمین کہتے اب نام و نشان
 ماسوائے کوں اسے تھی مخلوق میں
 مان جنہیں طیف و شبح و شامیں کہتے
 سمجھتے تھے کہ یہ جدا ہو نہیں
 ہیں بہت سے نظائر علم و حد پڑھتے تھے
 نطق بے صوت و صدا و سکی سنگ کا طبع
 ہو اگر بانگ جرس کا کوئی تیرے سوا
 ہو نیک لب بند اشیرین کا کسی سے
 پیری پران اصل سے تو کراؤں کی

چارے محترم ہو گیا چہرہ ہی ایک
 شکل سکی ہو یہ بھی بہر بیان تھا ہی ایک
 لطفہ خون و عروق بہت مضبوط ہی ایک
 اتھوان گوشت اور چرم رگ ریشہ ہی ایک
 دور کر نیکو دینی کافی مراکت ہی ایک
 عالم امکان میں تو اسے شیخ بے بہرہ ہی ایک
 کرامت فقط حاجی کا قول سجا ہی ایک
 گھٹو بے حق میں مخفی نعمت ملی ہی ایک
 مان بھی صبا دل کا طلب نہ ہی ایک

اگر فانی شیخ ہو تو دیکھ لو اسے چشتیو

عاشق محمد اور اجمیر کا خواجہ ہی ایک

جو رنگ باریک ہو چہ سیم زر کارنگ
 جو تخم مہین بختا شہر سے ہو اعیان
 نہ ہین سبھی کمال تھے پر مین تھا خیر
 پہلے تھے جہلج سے اوٹی راہین
 جب کان مین قصر کا قش نظر پڑا
 جب تکہ مین اپنا ضم جہوہ گہوا
 خاک تر آچکے ہم سوز عشق سے
 لائے مین اور رنگ فنا ہو کے یارین
 دریا قطرہ بن کے جو نیا نین اگیا
 ہم کو دیکھتے مین او مین ہی اپنایا

ہر رنگ شمس کا ہی جو قمر کارنگ
 ہی تخم جو بخت مین لایا ثمر کارنگ
 پایا جو خود کو لایا یہ خبر العشر کارنگ
 اے عشق ہی تمام اوی شوہر کارنگ
 خود ہو گیا مکین تو لیا آپ گھر کارنگ
 پتہ مین چھپا آپ ہی لایا حجر کارنگ
 ای دل جلو یہ دیکھو ہمارے جگر کارنگ
 دکھلائین کیا ہم آج ہی اپنا کدھر کارنگ
 عشق صدف مین اپنا بنایا گھر کارنگ
 اپنے ضم کارنگ ہی سب بحر و بر کارنگ

خواجہ عین دین ترے عاشق کو دیکھ لے

یہ چہرہ زرد سُرخ ہر اک چشم تر کا رنگ

ہی جیگہوں کا نشوونما خواجہ بزرگ
رو معین جن خود اللہ کی شبیہ
سر پر اوس کے تاج ہوا اللہ کا سدا
ہم پر یہ راز شب معراج کھل گیا
ہذہ حبیب کی جبین کی ہی فرشت
فرش زمین پر اوس کی تو ہی بارگاہِ لیت
تنبیہ اوس کی نحو تہ تہ ہر مین ہوی
تم درجہ وجود پر اوس کے نظر کرو
نسبت اوس کی فراموشی کو راگ
حال یہ کہ یہ غفلت ہی ہر اک کو

ہی صورت رسول خدا خواجہ بزرگ
مطلق ہنن خدا جدا خواجہ بزرگ
ہی بادشاہ ہر دہرا خواجہ بزرگ
ہی روشنی بدر و جی خواجہ بزرگ
ہی خط کلک عشق دلا خواجہ بزرگ
ہی جلوہ ریز عرش علی خواجہ بزرگ
ہی رفردان سیرانا خواجہ بزرگ
ہی رتبہ شہو مین کیا خواجہ بزرگ
ہی راز دار صمد و صدا خواجہ بزرگ
خود وجد و حال کی ہی بنا خواجہ بزرگ

<p>عظمت ہے اوکی اور ہی سبھن کی حاصل ہے ایک سچ کوشت کہ خاص شان ہے جسم او کیا جو سیرِ کونین حضرت کی پیری میں ہمیشہ خاتمِ عالم</p>	<p>ہو شان اولیا سوا خواجہ بزرگ ہی عشقِ مریضی دو خواجہ بزرگ ہی پاک ذات حاصل علی خواجہ بزرگ ہی رہ نکات شاہ گدا خواجہ بزرگ</p>	
۸۲	<p>عمود کے طغیانی اور عاشق گدا ہے پیر و سنگیر مرا خواجہ بزرگ</p>	۱۷
<p>فی آدم کا سودا سے خوش الحان ہیرا مطبوخ گدا و سبھک کھین لگے نہ آگ ذات میں حقیقی فنا ہو سونغمہ عشق غیب کی صحت مزاجیر کے آواز میں راک سینے کے لئے گوشِ سماعت ہیں</p>	<p>سچ حقیقت ہے ہی محلِ ہر انسان ہیرا آتشِ عشق کا اک شعلہ سوان ہیرا نطقِ توحیدِ خودِ مظهرِ جان ہیرا محفلِ وجدِ بدین آعارف و عرفان ہیرا بائے مطلب کو ہر اک یوں بھنجان ہیرا</p>	

پلڑہ ذوق میں تلجائیے ہیں اور آڑ پلڑ
 راگ کے کہنے سے ہو جا چکی طاف کو
 جلوہ گر ہوئی ہیں ہر راضی نسبت
 یہی دو گانہ ترسیہ غریب گانا شیخ
 حالت وہ یہ کہی کہتا ہے سچا مجھ سے
 حلتِ نغمہ کھان تباہین زار نہ گشت
 لاسکانِ یگزینہ تباہی پر شاہین ان
 چشمِ عشاق سے بہا ہو جو دریا شک
 شیخ صاحب جو انکا ہی ہلو سے پسند
 پہول رکھنے کے عوض قہر کا ہطیر

قال موزن کسبے خوب منہ ان پر
 سن کو ہمارے کیا قوت گمان پر
 زبانی کہنے کشفِ ثانیان پر
 دفعِ خدائے عبادات کا سماں پر
 مرضِ اکرام تیرے چاروں طرف
 ذوق طاعت کو غیبِ ہر گشت
 دل سے کہ پرواز کا اصدیغ ہو گانا
 جہرِ افکے سے اک قلزم طوفان پر
 مجلسِ حال میں غرورِ طالبِ آن پر
 میری مرقہ کامل و سبز و دریاں پر

ساتھ اداس کے عاشق تو سنا کر لے سے

۱۳	قیمہ خشک دربار کا فرمان ہے راگ	۸۳
<p>کند عشق میں ناحق ہمساروں مہار اکس لئے مجھ سے ملال مرا کیون مفت میں تُو بیادوں بنا ہی آپ ہی شکل ہمساروں صفتِ خجہ کی خود اپنا کھلاں سراہے "میں نے"</p>		<p>صنم کی زلف کا یہ ہے مبتلاں مرے پہلو میں جو رہتے ہو ہمارا بڑا ہو کاویاقت و وفا کا عطا کر مرغ جان کو تاج افت ہوا بنکر جو پہنچی روح تن میں لہو کا عاشقوں کے ہو چکسا</p>
<p>سببی نقلو میں سے پھر گیا دل ہوا ہے آج اپنا رہنما دل نہ ہر دم عاشقوں کا تو جلا دل چلن پرند کی جب آجکا دل</p>		<p>تری منظرِ تجو یہ سید ہے لعلِ سیمینہ بفرک اوٹھ گیا دم میں شعلہ آہ کھان رفتار پر زاہد کی شہریہ</p>

<p>اگر یہ صاحبِ دل تو سمجھ لے ہو ایسے جرم سے الفت کے نام</p>	<p>یہ کس کے دل میں اپنا جا بٹال ہنکائیے سرگورہا ہی مراد ل</p>
۸۴	<p>تصور رکھو حسین الدین کا ہر دم یہ ہے عاشق کا تجھ سے مدعا دل</p>
<p>جو تو سنتا ہی باطن کی صدا دل عدم سے عشق و ہو کا دیکھ لایا نہیں آرامِ محب کو کسی وقت نظر آتی ہے ہر دم اپنی صورت نہیں کہ آن ہم طاعت سے خالی نہیں کہ جسے کچھ بھی کہو مطلب عبث ہر وقت یہی چلنا زبان کا</p>	<p>وہی ہے یار کی اپنے نذا دل عبث اک بات پر ہم نے دیا دل یہ کس بیدار کو پائے پڑا دل بنا ہے صاف شکل آئینا دل کچھ ایسا کاوش غل ہوا دل مکان حق ہمارا خود بنا دل نفس کی گفتگو میں جب پڑا دل</p>

یکا یکیت ہم گھبراؤ شادول
 میرے قابو سے جاتا ہی دل
 کیا خود تو نے بھی وعدہ ناول
 کیا یہ ہے عین کیا تیرا راول
 جو میں کہتا ہوں ہر وہ دوسرا دل

جو پیر کی آتش الفت جگر سین
 ہو واجب اضطراب عشق و دنا
 بنا چرب کمر باندہ ہی قصب
 مجھے ناحق کیا بدنام تو نے
 ہمارا قلب بکاسا نہیں ہے

۱۹

جناب خواجہ چشتی سے عاشق
 یہ کہدے کس نے تیرا لگا دل

۸۵

لات و سنات کو بھی گلے سے لگائیں چل
 مسجد میں کافر کے مسجد پہچانیں چل
 پڑھ کر فائدہ یار کا اونکو سنائیں چل
 پھیلے شراب شوق کی اونکو پلائیں چل

کہے کے سب تو بکلی پریش کر لیں چل
 کہ جائے خدا میں نماز اپنی ہو ادا
 خوش صورتیں ہیں جمع جوتہ ہیں شوق
 چھپکے میکہ میں جوتہ ہیں محبت

دل کنبہ گیا ہی ہاتھ میں بیچ فاکس آج
 صورت صنم کی نئی ہی جیب بکس ہی خود
 پیدا ہوا حسن پرستی اب حیاں
 دیوانگی سے اندنوں جوش پر جنوں
 بیچوں کی موت ہے تحقق تو دشت میں
 شاہی تو ملکِ حدیث کی نہیں پسند
 لاکھوں کروڑوں صوفیوں نکر جو شگین
 آواز ہی کیسے کی درہی الوری میں آج
 روشن ہے شمع جان جو سربار پر مر
 رنج سے غم لیب کے غنچہ جو بندھے
 پیدا ہوا شوق تماشا جو یار کو

روٹھے لوگھہ بارتواو سکونائیں چل
 درپردہ پاشوخ سے اکھینٹن چل
 ایدل کسی پر پی کا تصور جائیں چل
 ماہو کی لاسکان میں شور مچائیں چل
 طائر سا آشیانہ کو اپنے بنائیں چل
 درویش کشورِ حدیث کو جائیں چل
 ہی کیا حقیقت اوکی تصور پائیں چل
 عالم عیب کے ابھی او سکونائیں چل
 پروانہ کر کے لکوا ہے پر جان چل
 واکر کے عقدہ عشق کا او سکونائیں چل
 لاکھوں بدل صورتیں ہی کھائیں چل

<p>عاقل بھی دیکھ کر ہنسنے لگتے ہیں آدمی سینے میں اپنے آج ساتا نہیں ہی گنج ہو بارگاہ پیر کی قبلہ بنی ہوئی</p>	<p>اسی جان لطف کیا یہ تین اٹھائیں چل صاحبہ کو کج نرم میں دیکھو لٹائیں چل اجیر ہی کے سمت سر اپنا جھکائیں چل</p>	
<p>۸۶</p>	<p>عاشق کی لیکر آج عقیدت سے پہنچا خواجہ معین دین کی گنبد میں گائیں چل</p>	<p>۱۳</p>
<p>کافر عشق میں کہتے ہیں جو ہم رام کام زلف شکن کو ترنی دیکھ کے اکدم میں رات دن کے تصو کی ملی ہے نہ دست منہ سے مینا تو صرف ہی لگا رہتا ہر دیر میں دیکھتے ہیں کجا خدا کی صورت لاکھائیں جو راکھ سے ہیں ہر دم عاشق</p>	<p>ایسے دینار کھار کھتے ہیں اسلام کام مرغ جان اپنا یہ کھتا ہی دوسری ام کام دل کو رہتا نہیں عاشق کے جو آرام کام ساقیا تجھ سے غرض ہے نہ مجھے حکام کام برہمن خوب ہیں رکھتے ہیں جو ہن نام کام دروید کو اگر مطلب نام نہیں نام کام</p>	

<p>خلوت یار میں طے ہو گئیں ساری باتیں کعبہ دل کا طواغیت کو حاصل ہر سدا رات دن جلے ہیں عشاق تپتی سے بیخودی میں بھی مجھے اوس نے پھینچو ڈاؤن قتل کر نیو مے ابرو خدار ہی رہیں وصل جانان میں شمع سا جو چاہو سو کرو</p>	<p>مجھ کو پیغامِ لب کچھ نہیں پیغامِ کام مد تو نہیں بڑے حجاج کو احرام کام تجکڑاؤ شمع سحر تک ہے سرِ شام کام کون آیا ہی بھلا رکھے جو کام کام اگر سمٹاؤ رکھ تو کبھی صمصام کام جان میری نہیں کہتی ہے کچھ اندام کام</p>
<p>۸۷</p> <p>طالب فیض تر اجب سے یہ اب خواجہ حشت دل کو عاشق کے سدا رہتا ہی الہام کام</p>	<p>۱۵</p>
<p>آب رحمت کے ابتدا ہیں ہم یم الفت کے آشا ہیں ہم گل آئے ہیں باغِ جنت سے</p>	<p>بحرِ وحدت کے انتہا ہیں ہم اپنی کشتی کے ناخدا ہیں ہم سخت مجرم ہیں پر خطا ہیں ہم</p>

پڑھ چکے جب فتم و حمد اللہ
 ج طرف دیکھو اپنی صورت ہے
 آو خلوت میں گر رسانی ہو
 اپنی ہستی کو کر کے تجھ پر حق فنا
 دل لگاؤ نہ ہم سے دنیا میں
 عشق شہید ہو عدم سے کہیں چاہیے
 بیتہ او خیر ہیں اپنے آپ
 ماتی بن گئی ہے شکل جگر
 کس سے مانگین دعا اوٹھا کر تھکا
 آج بستر ہی بوریا اپنا
 کب گزر ہو چھان مسیحا کا

رفوان فائنا ہیں ہم
 خوب جہدین تو عیال ہیں ہم
 طالب حق کے رہنا ہیں ہم
 بنگئے صورت بقا ہیں ہم
 کوچ کرتے ہیں یہ فانی ہیں ہم
 خود اسیر غم و بلا ہیں ہم
 خط تقدیر کے بنا ہیں ہم
 خود عزادار کر بلا ہیں ہم
 آپ ایجاب دعا ہیں ہم
 خاص درویشی ہے یہ رہا ہیں ہم
 دروافت کے خود دوا ہیں ہم

خواجہ پشت کی ہدایت سے

۱۵

عاشق روئے مرتضیٰ ہیں ہم

۸۸

<p>موجود ہو گئے ہیں جو شکل خدا میں ہم جلو نہ کیا رہے ہیں جو اللہ برج کیے نو ہی مظهر اتم کی حقیقت اپنی بود ملک عدم سے بچا جو ہو کھین شکر پوچھو یہ الفت حوا کی سرگزشت نظارہ بان کی الستی و بیکم مرید بربک سمجھو عروج و نزول کو آئینہ شش جہت کا یہ موجود و روبرو ہر خطہ عشق اپنا بدلتا ہر رنگ و ہنگ</p>	<p>بان اسطغیٰ کے ہیں شو و غما میں ہم بچو گی سے آئے ہیں چون و چرا میں ہم آدم کا تہا طہور کھان تھے بنا میں ہم کیا پھنس گئے ہیں آج کہ حوض میں ہم وزارت قتل میں خود اپنی خطا میں ہم سمجھے ہیں ادسکی رنر کو فالو بی میں ہم تحت التری میں تم ہو تو عرش علی میں ہم صوت کو اپنی دیکھے ہیں انما میں ہم جو ابتدا میں تھے ہیں ہی انتہا میں ہم</p>
--	--

دورات ابہن سیر قبا و فماین ہم	تقریر بہ اپنی اور ہر شہیدہ بیان
موجود کبہن دیکھئے معنی لائین ہم	اثبات حق میں ہو گیا میں کاشبا
موجود ایک آچی بہن ہر دوسرا میں ہم	ہی دوسرا کھان نظر آئے جو غیر کو
پہنچے بہن ایک دم میں درمیانی ہم	صوت و صدا یا چہیتے بہن نفس
کس طرح سر اوٹھائیں نہ سترنا میں ہم	سیر میں ہا گیا ہی ازل ہی خود غرور

۴۲	خواجہ معین دین کے جو عاشق و مہج اب	۸۹
	اعزاز و قدر رکھتے بہن شاہ و گدا میں ہم	

ہم کریم اور ہم رحیم اور ایز و ستار ہم	ہو میں ہم اور ہم احمد اور احمد مختار ہم
راز ہم ہمارا ہم اور بہید ہم اسرار ہم	ہم میں اول ہم میں آخر ہم میں مخفی ہم عیاں
ہم میں و خدا ہم میں کثرت و جمع اور ہم	صفر ہم میں ہم میں نقطہ ہم الف اور ہم خط
ہم صد اور ہم میں نیساں اور دشاہ ہم	قطرہ و دیباہ ہم اور میں ہم میں سرچ و خفا

طور هم خوشی بین هم او هم قلی هم بین نور
 هم بین کعبه هم بین هم شنب هم کر بلا
 مسجد مشیر بین هم او ساجد سجود بھی
 بت بین هم تاجان بین هم رام لعل بین
 سایه هم سایه هم بین او هم نزدیک دور
 هم بین میان هم بین سلطنت بین قی هم گز
 هم خریدار او تاجر هم بین جنس او هم بین
 فایز و مزبور هم بین هم صلال او هم رام
 هم صلاح او جنگ هم او هم غفر او هم شکست
 هم جنون او هم بین مجنون او هم نو بین
 هم مرض و مان بین هم آزار هم او هم شفا

کلام از دید هم او طالب دیدار هم
 حج بھی هم حجاج هم او طایف و آزار هم
 شش هم زاهد بین هم او غابد دیدار هم
 کفر هم کافر بھی هم هندو بھی هم زنا هم
 دوست هم دشمن بھی هم او یار هم غیا هم
 هم کیا ای هم شراب رسته هم میخار هم
 هم روح کان هم شو او سر سبز از هم
 هم بین ظاهر هم بین مکر او بین هم
 هم جوانمرد و سپاهی هم سپهر هم
 عاقل و دانا بین هم او زریک هشار هم
 هم سچا هم بین صحت او بین بیمار هم

گنج ہم قارون ہیں ہم اور ہم نخل اور ہم غنی
 ہم ہیں شہ نواب ہم ہیں ہم امیر ہم وزیر
 خاں ہم اور خطا ہیں ہم اور ہیں ہم زلف نگار
 حرم و شادان ہیں ہم اور ہیں ہم عیش و سرور
 نیک ہیں ہم بد ہیں ہم اور ہیں ہم ثواب عذاب
 ہم ہیں طبقاتی فقیر بے نوا اور بانوا
 ستر ہم بے ستر ہم ہیں اور لنگوٹا ہیں
 ہم ہیں سجدہ ہم ہیں ہم نر ٹہنیفہ ہم ہیں
 زیر ہم بالا ہیں ہم اور اکب مرکب ہم
 مرد و عورت ہیں ہم اور ہیں ہم بیرون
 ہم ہیں مولی ہم ہیں قنبر ہم کنیز اور غلام

فقر ہم فاقہ ہیں ہم اور زمین ہم رہم
 تاج ہم اور تخت ہم اور صاحب بار ہم
 ہم عین ہیں فرق ہم اور بار و خدا ہم
 بیج ہم بے بیج ہم اور خم ہیں ہم غنچا ہم
 ہم ہیں نخت ہم ہیں ہمست اور ہیں ہم
 رند ہم ملحد ہیں ہم اور ہیں قلندر ہم
 لنگ ہم ہیں لق ہم اور حبیب و دستا ہم
 شاغل و کاسب ہیں ہم اور بے اوزکار ہم
 ہم سوار اور ہم ہیں سپاہی ہم رہم
 طفل ہم معصوم ہیں ہم اور بر خور ہر ہم
 ہم ہیں ترکہ ہم ہیں خادم اور ہیں سالار ہم

<p>علم ہم بعلم ہم بین ہم سباق اور ہم سباق ساز ہم سازند ہم اور ہم بین ہم سب ہم بین مگر ہم شایع ہیں ہم تو نیک و فاضل ہم بین مصلوہ ہو کر است الحق کہتے ہیں</p>	<p>سچ ہم سچ ہم اور منطق و تکرار ہم ہم بین رنگ اور ستار اور طبل ہم ہم و غما ہم بین فیرا ہے کید ہم کا ہم ہم بین مظلوم اور ظالم دار ہم سر ہم</p>
--	--

۹۰	<p>ایسے معین الدین تیرا عاشق صادق جو ہے اوس کے ہم محبوب ہیں اور دوست ہیں ہم یا ہم</p>	۹
----	--	---

<p>بہ عشق صحت یحیٰی پیہ صحرانوار میگروم نقطہ موج و از موج جابجاست گرداب خزان بخت و بہا آبدی باغ عشق یحیٰی حقیقت نیست آدم را بجز ذات و صفات بنا تہا نہا کردم ندارم شوق از سجد</p>	<p>زیر بادی بقا جسم پئے دلدار میگروم وجود از آب ارم دریم زخار میگروم ہمانا صورت بلبلی درین گلزار میگروم انا الحق گر نگویم سن جدا از یار میگروم بیاطن کا در عشق و سے دیندار میگروم</p>
--	---

<p>نخواہم خانہ گل را کہ دارم کعبہ دل را شنیدم یار می آید بیرون از پردہ چنان تجلیہائی منیم کہ بہت ادنی صفاتی</p>	<p>طوایف نیکند ہم روم بجان ہر بیکر دم بحشیہ مروگشت تم پے دیدار بیکر دم محو وصلت کہ من غم روم از آن سہ شایر دم</p>
<p>۹۱</p>	<p>شدم چون عاشق ہوئی گتم برگ بہ دزاری علام نوا بچہ چشتم قلندر وارین گردم</p>
<p>نور و لدار کہ در شکل شرمی بینم شعلہ عشق کہ از آتش دل برخیزد راز مخفی کہ عیان گشت بکشف باطن بت پرستی گتم اسے بر ہم از دل سوزی ذات حق مطلق فیہ دخل دومی را رفت غارت دل عاشقی براہ آ</p>	<p>ہچنان بکس تب ن باہمی بینم سوزش الفت حق خود بیکری بینم ستر سر مدہمہ در حلقہ سر بی بینم آتش عشق کہ در جان جگر می بینم در وجودش ہلکی جن و بشری بینم منزل عاشقیش پر ز خطر بی بینم</p>

هست زاهد به نماز تو مقرب اوقات
نیست بر سطح عدم نام و نشان و وزخ
زاهد از چشم بدی بر من عاشق سنگر
خلوت گشت چو در انجمن سستی من

شغل دل روز و شب بشام و سحر می بینم
ایند و نیاست باین با سحر می بینم
گوهر اشک من و این ترمی بینم
در دامن چشم و خود را به سحر می بینم

حضرت خواجہ چشتی من عاشق الحق

۱۳

۹۲

روئے تو صبح بسا پیش نظریه بینم

نقد آلا مکان بتم همیشه خانه ویرانم
شراب میل او خودم که من شرابم و تم
چو گردیدم خواندنیه غایب از ان صبور
رسیده آدم خواب خوش عشق در دنیا
شدم من بنده الفت محبت خدا می نمانم

چه امکان عرش کرسی را که باشد قصر و ایوانم
بگویم راز خلوت را چه باشد یار امکانم
بگوید نام خود جان گر آن کیست حیرانم
عیان گردید بر عالم تمامی سپهر نمانم
که دارم عشق و دارم مهرش و این یارم

<p>کنونم محمد و حدیث شریفم آزاد از قلت وجود و وفات من اینک کمال اصلی نمود بیمیه صورت هر که در آئینه قرآن بیاور باغ بیچونی نگر گلهاست گوناگون هر ابعاد فنا باقی همین حسرت بود بذات لم یزل معدوم کردم هستی خود سر انجام عدم دیدم هستی اندرین عالم</p>	<p>ندارم نه سبک فشر بر دین سلامت و دومی را هیچ دیندای بی بطن حزن زبان می شود خشن بکس و تنویر شود نعمت بلبل صدایه شور افغانم چنان تنها بذات خویش خوار ماند جانم شدم مطلق وجود او بقا خویش میدانم ندارم در جهان غیر از فنا هر خطه سلامت</p>
<p>۹۳ جناب خواجه چشتی نظر سویم کن از رحمت که بر تو عاشق زارم بدرگاه تو دربانم</p>	<p>۱۷</p>
<p>مصحف رخ چه کنم صورت جهان دارم هست از بزم من بر تو محمد صحر</p>	<p>شکل الله منم هستی بجان دارم نه منم آدم و نه چهره انسان دارم</p>

قل هو الله احد قطعه تعلیمت

اول آخر و هم ظاهر و باطن که تویی

جامع ذات و صفات و کمالات و جلال

غیر مرتب هیچ صنمیت درین دریا

به نفس هیچ سدا از روح تجلی بجگ

هست بر فرش زمین شاهیم ایدل حاصل

من بیجا نه توحید که بچایه کشم

بهر آسایش من دارم هم کافیت

مرض عشق ز دار و بیه سیما نرود

بهر نفس نه معشوق که گوش شنود

لذت رمز خفی یا فتم از سر علی

درس توحید خودم آیه قرآن دارم

کشم این راز خفی فاش چه امکان دارم

در تماشای خودم دیده حیران دارم

خود پرستی کنم کف در ایمان دارم

قلب را سوختم و سینه توان دارم

بستر خاک چو اورنگ سلیمان دارم

از خودی دورم و خود صحبت دارم

قصر حقیقت چه کنم خانه ویران دارم

بجز خود حب فنا چاره و درمان دارم

زین سبب من زبان شورش از حقان دارم

اندرین کاسه نعت الوان دارم

<p>اندین پستی و هوتم و دوستی الحق ایدل زبانه که انا الحق و دوست دلی و سچ من از ابد حق بین منگر</p>	<p>عبد رغب و شدم و شکل نمایان دارم بر سر دار و روم حسرت و امان دارم ایل تزدیر نسیم روی سلمان دارم</p>	
<p>۹۴</p>	<p>ایک شہ خواجہ چشتی من عاشق بجان از گدائی درت شمت سلطان دارم</p>	<p>۱۹</p>
<p>منم آن نقطه ذاتم که در اسرار بودستم من آن صدیق و فاروقم که خود در صورت شمشیر بشان ابلت پاک کردم جلوه در دنیا من آن سجادم و با و منم آن موسی غلام دیدم از رضا خویش در شان امام دین خلیل الله من آنم که از اعجاز تو مبین</p>	<p>همان از وحدت عشقش احمد مختار بودستم در اصحاب محمد حیدر کرار بودستم من آن مردم که خود در زمره انصار بودستم تقی و هم تقی و جعفر طیار بودستم بمانا عسکری و سرور سالار بودستم درون آتش نبرد خود گلزار بودستم</p>	

ز کفان آدم برون پر سودا عشق خود
 سوار کوه طور آنم دومی در دود خدا و دود
 جواب لرن ترانی خود شبیه کرد اتم را
 نه ابراهیم و آدم بود و تفسیر بیت الله
 بود ابریس که غالب بر اندام لطیف
 نگو و چهره مولا خود من گشته ام پیدا
 بشکل غوث اعظم شد جلال فات سر طاهر
 مکر آدم و ایشان محبوب الهی خود
 بود از من جدا کی بود علی صوفی صافی
 منم مخبون منم لای منم و اتم منم عذرا
 منم در صورت منصور پیدا گشته از دود خدا

منم آن یوسف منم که در بازار بودم
 منم آن موسی منم خود طالب دیدار بودم
 منم آن یحیی زبان منم که با فقار بودم
 مکین لایسکان اتم که خود و حمار بودم
 من آن با صبر ایوب منم که بسجاری بودم
 من اتم صورت قنبر که فدای کار بودم
 من آن محبوب جانم که خود دلدار بودم
 نظام الدین سلطانم که خوش رخسار بودم
 که در سار شرف الدین قلندر دار بودم
 من آن شیرین و فریادم که بر کبک بودم
 انا الحق گفتم از مستی که خود بر دار بودم

صدای مطلقه بشنو که غالب است بر هر شئی
من آن یک اصل آوازم که بی غیر است

۹۵
بمال غلظت هم آورد چون شان حدیث
۱۳۳
سحرین الدین شدم گو عاشق غمخوار بودم

بند را چون ز خود جدا دیدم	خویش را صوت خدا دیدم
حیّ محیی و ممیت وقت بضر را	عنصر خویش بر ملا دیدم
هر چهار را اعتبار وحدت را	کثرت ذات خود منا دیدم
در شهود و وجود علم و دین	جلوه گر ذات خویش را دیدم
چون عرض گشته ام ز جوهر خویش	ذات خود عین ماسوا دیدم
حال سراج خود کنم ظاهر	ابتدا را در انتها دیدم
یکسر ای جهان ندیدم حرف	خود متاثر از دوسرا دیدم
چون حیاتم نمود روئے مات	صورت خویش را قضا دیدم

گم شدم چون بذات الاله	روی خود را بہ شکل لا دیدم
جان من چسبہ بقا پونہود	قلب خویش را فنا دیدم
سلب چون شہادت من خود	ذات بچون و بچرا دیدم
شنوم صوت ہیربان چوز دل	روح را محو ہوے و ما دیدم
۹۶	درمیدان خواجہ احمد میر
	عاشق خویش را گدا دیدم
۱۳	
ذات خود را چو بی نشان دیدم	علمت خویش را بیان دیدم
مسک غم غم و فرشتہ کئے باشند	ارض دیدم نہ آسمان دیدم
طائر باغ قدس ذات منت	جائے خود غیر آشیان دیدم
در روی الوری مراست میام	منزل کم صرف لا مکان دیدم
عین ذاتم بلا صفات اینک	غیر خود را نہ در میان دیدم

ذات بخت منت و در حیرت

کیستم من عیان نشد بر من

ایکے لکس کے مثیلہ سٹھی

از کلام نفخت من سوا حجتی

وصف الان ہم کما کما

چون شنیدم کلام صم بکر

ہست آواز ہستم مطلق

شدم عالم چنان دیدم

سر ذاتم ہمہ نفسان دیدم

ذات خود را درین جهان دیدم

خویش را صرف جان جان دیدم

صفت خویش جاودان دیدم

خویش را بے لب و زبان دیدم

سخنم ستر بے دامن دیدم

عاشق خوابہ معینم را

مست در بزم چشتیان دیدم

۱۷

۹۷

یہ بچوں کا فضل و کرم دیکھتے ہیں

مہ نو کو اوس سے بہم دیکھتے ہیں

جو اپنے یقین کو ہم دیکھتے ہیں

صنم کے جواہر و کافہ دیکھتے ہیں

جو صوفی کہستی کا غم دیکھتے ہیں
 نہیں مثل موسیٰ جو بیہوش ہوں
 جو عاشق کہ اسے ہیں دار عدم سے
 تنفس جو اپنا ہی جاری اوسمین
 نہیں گنج مخفی ہے کم لطن مادی
 جنہیں سیر حاصل ہے باغ فنا کی
 چھچھا ہو تو قدمو نہ سر کراوڑا
 چڑا دیں مثل منصور سولی
 تنفس جو ہر لمحہ دل عشق حق سے
 جو اسیر ہیں حق ہکو ترک
 جو عشق بیان میں لاپاہی برزخ

ہم ادھکا فنا میں قدم دیکھتے ہیں
 خدا کو خدا کی قسم دیکھتے ہیں
 وہ ہستی کی کب بھان غم دیکھتے ہیں
 ہم اللہ کو دبدب دیکھتے ہیں
 جو آتے ہیں طاق حرم دیکھتے ہیں
 وہ کبستان ارم دیکھتے ہیں
 کہ عاشق ہیں ملک قدم دیکھتے ہیں
 فنا کے لئے ہم ستم دیکھتے ہیں
 درید اپنے تن کی قلم دیکھتے ہیں
 کہ اپنے کو دھان کا عدم دیکھتے ہیں
 پس پر وہ ہم برالم دیکھتے ہیں

جواتا ہوش و غم بخت میں
ملی نیست حق جو اکدم میں ہکو
ہر اک کو عطا کرتے ہیں گنج مخفی

یہ مانتے اپنے شکل عالم دیکھتے ہیں
یہ مرشد کا فیض اتم دیکھتے ہیں
دل اپنا کریم اشم دیکھتے ہیں

کیا پذیر میں عاشق خواجہ حشت
ہم اسکو شال صم دیکھتے ہیں

۹۸

۱۱

ظاہر میں شکل انسان باطن میں خدا ہوں
خودات لم نزل کنی چون چگون
کہو گشت میں کی اس بار حق خان ہوں
رب کو زبان نہ تھی تو موسیٰ کیسے کی بات
جب تک تبا گنج مخفی پر زمین خود رہا ہوں
دھونڈھا جو حکو میں دیو و حرم میں پایا ہوں

اللہ کی ذات سے میں بظاہر نہیں جدا ہوں
ہر جا وہی اکہ خوب دوست میں ہوا ہوں
احمد ہوا احد سمجھا یہ میں بجا ہوں
کہد یہ مجھ سے زاہد میں تہہ سے پوچھا ہوں
لایا جو عشق باہر سے میں پر خطا ہوں
ہندو ہوں یا مان جو چھکد کہو بھلا ہوں

<p>اس چشم ظاہری پر منظر مراد ل مدت سے آرزو جو تھی وصل کی بلین ہو لامکان جو اپنا ہستی ہے اس سچائی جو عشق کا ہو نگر جانے وہ رنگ میرا</p>	<p>خو امان ہو وہ فنا کا میں چاہتا ہوں خلوت ہو تو دیکھا وہ پیر نہیں رہا ہوں آدم نے کی خرابی اسجا جو میں بسا ہوں بدلا ہی رنگ اپنا جو رنگ میں چھپا ہوں</p>
<p>۹۹</p>	<p>مٹی کو میرے در کی کرتے ہیں ستر عاشق خواجہ معین دین کا ادنیٰ جو خاک پا ہوں</p>
<p>۱۳۳</p>	<p>جو روح اپنے تن میں انج نہکھتا ہوں جو ہر شے کو پاتا ہوں بظہر ترین خودی کو جو اپنی کیا دور میں نے نہیں آج موسیٰ تو کس کو دکھاؤں احد اور احمد میں جو کبھی ہے نقطہ</p>
<p>تو چون کو آسمین عیان نہکھتا ہوں اسی میں تری عزو شان نہکھتا ہوں سوا حق کے خود کو کھان نہکھتا ہوں جو اللہ کو ہر زمان نہکھتا ہوں خدائی کو اس میں نہان نہکھتا ہوں</p>	

فنا جب کیا میں نے اپنے کو زمین
 چھپا بھی تو کیا شکل انسان میں ایسا
 محیط اب جو پاتا ہوں ہر شے میں شکو
 جو پاتا ہوں میں کعبہ دل میں کہ
 متناہمین قصر حیرت کی محکو
 ترسی تیج ابرو کی سی ہے جانان
 کیا کیوں نہ پھر عتدہ مہم محبہ پر

تو سستی کو بس یہ نشان دیکھتا ہوں
 تجھی کو میں جلوہ کنار دیکھتا ہوں
 تو تجھ میں میں تجھ میں چھایا دیکھتا ہوں
 طواف حرم رایگان دیکھتا ہوں
 کہ اپنا مکان لاسکان دیکھتا ہوں
 کہ اوس کا ہی کشتہ جہان دیکھتا ہوں
 تجھے جب میں غنچہ زمان دیکھتا ہوں

ہو اجبے عاشق ترا خواہہ پشت

۱۵

میں آپ اپنے کو جان جان دیکھتا ہوں

۱۰۰

ہو ذات میری طلق میں آپ کا ہوں

لاہو میں ہمیشہ تنہا میں اک تھا ہوں

دیکھو گئے مجھ کو کیونکر یہ شکل دیے نشا ہوں

اللہ اور خدا ہے اعلیٰ ہی درجہ ہوں

موسیٰ جو سخن تھا کب میری گفتگو تھی
 تیرا ہر کلمہ تشبیہ میں جو چھپا
 بیچون و بیچو نہ کہتے ہیں مجھ کو سب
 سیرا ناما کا عقدہ حل ہو گا عاشقوں کے
 ہر صدقات ہی کی دایم مرا ترانہ
 ہر مطلق اور مقید سب اک وجود میرا
 بعد نشان کے پھر ایسی سیسے کے سکھ قدرت
 دیرینہ سب میں ناقص قسم سے میرا
 سب شجاعت کا نقشہ ہی دایرہ میں
 بڑھتی ہی اگر کچھ سپر آتا ہوں تان نظر خود
 تجھ پر چڑھ کر ہوں اندرا وریا ہر

مجھ میری حقیقت یکا م و زبان ہوں
 ہجہ ہزار خلق و عالم کے دریا ہوں
 یہ چاہتے ہنر میں میں میں چاہا ہوں
 ہر اک کے جوہر میں کا مطلق میں جا جا ہوں
 وحدت کے باغ کا میں گنغہ نمونہ ہوں
 بنکر میں اصل شے خود ہر چیز عیا ہوں
 موجود و مطلق آچھی ہر دو ہر زمان ہوں
 ہر ذات عشق میری خود کہنے و نشان ہوں
 آچھی وجود و علم و نور شہد بیان ہوں
 ہی خدائی مجھ میں میں میں ہو رہا ہوں
 کیوں نہ ہو ڈھٹا ہی مجھ کو سب تو میں ہوں

خود بیخ و تخم و برگ و نخل شرمون تازہ
میں آپ نکت بو گلزار و باغبان ہوں

عاشق جود سے ہوں میں غمخوار
۱۰۱
منظور عارف حق مقبول خواجگان ہوں

ساقیا پیکر شراب عشق خود غمخوار ہوں
اس خرابات جہان میں کیون میں مشغول ہوں
جب سے سر پر تاج ہوا اللہ خوشنما
یار میں تخت زمین پر کدھر مگر ہوں
نخن اُتر سے تو کیون قریب کہا تاگر
یار تو نزدیک ترکب میں دور ہوں
ہی مریخیات اور صفائے کدھر پائی ہو
پیشہ وحدت کلمی پر وہ دیکھو کھیل
میں جو کھاتا ہوا تھی سے صبر کہنا بجا
ہی مہیا زاد و عزم بقا مطلق تہا
عالم دنیا کیچا ماتمہ تو دولت ملی
تار پر دڑا کے پتی ناظر و منظور ہوں
درا کے لاتی ہوں میں بھی دوسرا منظور ہوں
ستی پیکر بل سجدہ موجب ہوں
کیون غمخوار غور کسند و فقور ہوں

حضرت خواجہ معین الدین بہار فقیہ سے

۹

کہتے ہیں مجھ کو جو عاشق شاکر و مشکور ہو

۱۰۲

بندہ کہ نہیں کہہ سکا الہ جب خدا نہیں

اللہ کو فنا ہی خدا کو بقا نہیں

حسرت بھی ہر شیخ کا اراک ناما نہیں

راہ عدم پہ کوئی مسافر نکا نہیں

دلدار کا ایک ہر کچھ دوسرا نہیں

سینے لیا وہ بارگاہی سے اوتھا نہیں

خلوت ہی اب حجاب کا پردہ نا نہیں

رند و کائنات آج کوئی پارسا نہیں

انسان حق تو حق ہے کچھ انسان کٹر

اپنے ہی بارگاہِ دیانت ہیشگی

کھجے سے ایک کینے کھا ہر خدا ملا

جاتا ہوں بجان پہن کر کیے نثرین

دیرو حرم جدا ہیں کب اشخ و برہن

کب تہی مجال افضل سے کس سنا بوجہ

تو نہ یہ گناہ کامیری ادھر نہ کئی کچھ

ای راہ وہی کس لئے تم کو عمل یہ باز

خواجہ معین دین کی ہر عاشق کراقتدا

۹

اونسا جہان میں آج کوئی مستدام نہیں

۱۰۳

کس لئے آیا تھا اور کیا ہی سبب کا زمین
 بڑھ گیا شوق خواہنا و کسے سمجھانے میں
 آئینہ نیکیا خود رخ کے نظر لے کر
 جسکو پاہن میں رہا وہی تختہ میں
 عقل وہ ہم میں کھان چسپے دیوانہ میں
 تو جس آتش سے جلی ہو رہے ہیں
 عار کچھ کھو نہیں ہے کسے دکھانے میں
 روز و شب محو میں ہے ہر ایک میں

کون بھنچا ہی یہ آبادی سے دیر نہیں
 کنت کنز کا سبق پر جو کتب میں گیا
 صفین میں نہ جگ تھیں نہ تھی کھا
 زاہد و کعبہ میں کچھ اپنا صنم قید نہیں
 صاحب شہنشاہی تو سمجھ لے یہ بات
 شمع کیوں ہوئی غاش تو بیا بی سے
 آئینہ خانہ میں غلوٹ کے چا پو دیا
 غیر کی نقل نہیں ہم میں وہ کیا کھان

عاشق خواہہ چستی کے بول میں ہیں ہیہ
 کس طرح آئین وہ ہر ایک کے دکھانے میں

خود بخود اپنا کیکو گھبڈن ملتا نہیں
 ہر گھڑی تیری لئے زبا جھرتے ہیں گھبا گھلن
 نکھٹ لکھنم ست ہو نہیں طرح
 ملک سی سوزات اپنی خود وجود یار میں
 لاسکان ہی کی لقمہ حبطہ دیکھا ادھر
 تاج اوس کے جو بھون چوڑ کر اسلام کو
 جانب لطیف ایشیاء اب اداہ شیخنا
 مین بانی و شہادت تیغ ابرو سے تری
 اوس کے رہو دیکو با کس سقار
 کہتے ہیں اہل ترقی ہمارے بدروش
 جو کیا کہہ میں کس پر اب خوش

بے تلاش ایسے بیلو شک چمن ملتا نہیں
 اس لئے آرام گوارے دہن ملتا نہیں
 آج اوس بوج کا تجھے شک خن ملتا نہیں
 وصل میں ایساں بھگو جو تم ملتا نہیں
 شش صحت معدوم ہیں اپنا وطن ملتا نہیں
 عشق میں مجھسا کوئی نیک بہن ملتا نہیں
 اوسکو کچھ کعبہ میں رقبہ المن ملتا نہیں
 ایضہم کیوں لاں کو میری کفن ملتا نہیں
 ہر زمان ملبوس عوراک پیر ملتا نہیں
 پرکوی مہاجرانین خوش چاہ ملتا نہیں
 ہکو لو نہیں ایک بھی متا زفن ملتا نہیں

سے پسند نہ اپنی لکھ سدا نہ گفتگو

بات سے زاد تیری اپنا سخن بستان

یہ معین الدین سے عاشق شہاب الدین

۱۱

۱۰۵

پھر تجھے ایسا شہتہ ز من لدا نہیں

چاند سا میں جو تصور سے گھٹا جاتا ہوں

لاؤ بالی ہوں مجھے رغبت تنہائی ہو

نخل تو حید کا اک غنچہ نہا کھتا ہوں

منہ سے جسم مراتی ہونا الحق کی صدا

ہر گاہ ایک ہوں چہ طرف آ خواہش

دھیان آتا ہے مجھے جبکہ نفس کی جانب

محرم از مر اجب ہے تہ ایجانان

گنبد میں بہار ہے اک آواز صنم

یار میں ہو کے فنا پٹا جاتا ہوں

عشق لیجائے جہان آب چلا جاتا ہوں

بلخ میں یار کے حبس کے ہوا جاتا ہوں

ذاتیں جھکی میں اوس وقت سما جاتا ہوں

کھین عاشق کہیں مشوق بنا جاتا ہوں

کون ہوں کیا ہو یہ خود آب پی جا جاتا ہوں

بے تکلف میں رسدینے آ جاتا ہوں

بہدویا در کہو تگو سما جاتا ہوں

<p>دل یا میں نے تجھے ہو کے الیغفت جلد پہنچا دو مجھے کچ لحد تک یارو</p>	<p>ہوں دار تر اظلم اوٹھا جاتا ہوں دار فانی سے سوے ملک بقا جاتا ہوں</p>
<p>۱۰۶</p>	<p>خواجہ حشت ترا جب سے ہوا ہوں عاشق تو جو فرمائی وہی کام کیا جاتا ہوں</p>
<p>۱۷</p>	<p>رکھ کر صنم کو سامنے سجدہ ادا کروں زنا رو لے اپنے گلے میں بھرا کروں کیا تاب ہے کہ اس میں چوہا کروں منبر پر چڑھ کے خطبہ صم کا پڑھا کروں ای عشق کہ تہلک سے رخصت سہا کروں سیدل تری قسم کہ یہ یاد خدا کروں یاد اپنا او سکی کون سے منہ سے نہا کروں</p>
<p>آتا ہی دلہین بکی پرستش کیا کروں پچھن ہوں رام ہوں کشتن جو ہو خود ہونین پڑھ کر فائنا جو نہارا کرے کلام محرابہ میں مجھے جانے دیجے اگر پہنچی نہی جان لبونہ مرانا کمین ہر دم یہ نام و بے نشان کے تصویریں رکھ مجھے بھیکروہن بن مہم کے گویا ہی بن رہا</p>	

لایوت کے مقام میں آجا کر نفس
 صوت و صدا باغ کا خود ہو نہیں سکتا
 حاصل ہو ہی نہیں صفتیں بندہ کی
 منظور سب مجھے بھی اچھی دیکھ دار پر
 مرشد ہی تو فروش تو کیا دوسری پھر مجھے
 بیگانہ جو بنے ہیں ہمسایہ ارہین
 جن الودید کا ہنوعدہ جو تجھے مل
 بدلائی سوچ جو مقام اس طبع شوق
 ہیذات لایوت کی یہ بات پلٹ

اکدم میں لاکھ بار میں سیر بقا کروں
 کتنا نفس میں تن کی مقید ہا کروں
 پھر کہوں نہ گھر میں بکوبلا کر ملا کروں
 کھلانا الحق اپنی خودی کو فنا کروں
 لیکر شراب شوق کو ہر دم پیار کروں
 غیبت کرو نہیں اون کی نہ ہرگز نکلا کروں
 ادب چھی گہ کو تار نفس کی میں اکر کروں
 تسکین ہو گی دل کو خود کیا دوا کروں
 کچھ خوف کرنے یا را اگر میں قضا کروں

خواجہ معین دین کی جو عاشق کو ہی مدد
 ہر اک کو کیوں نہ آچکا پھر سبست لاکروں

لا محالہ میں ہوں اوس خط اوم میں
 بندھ گیا ہر جیسے محراب دیکھا
 مصحف صنم کا ہو گیا ناظر جوں
 خود ہوں من خود ہوں موج اور پھیسیں
 ایک ہی پرتوی سے نرہ و نر شید میں
 عذرت ہوتو اوس میں ہو حلال اتحاد
 دیر طلق کی کھان جو چشم و حد تکو نصیب
 مرد و زن جو ہو جگو مجید کی یہ بات
 نطس سے تنگی زبان اپنی جو گویا ہر سلا
 رنگ واد چہم تریر سے ہر لب پر اکھر

جسے عالم ہی عیان اور میں عالم میں
 سحر کا ترے طاق برور خم میں ہوں
 سورہ اخلاص کے ایسے فطو خود غم میں
 گردش اک گرد امین اور آب کریم میں ہوں
 جسطح زاید میں میں اور میں خود میں ہوں
 آپ ہی موجود ہو کر خود معلوم میں ہوں
 گنج غنی ہی کے راز اور نکتہ مبہم میں ہوں
 میں جو کھتا ہوں شکل عینی و مریم میں ہوں
 کہتے ہیں عدا کہ اب میں بھی لطم میں ہوں
 خواہات بزمین نالان چمن غم میں ہوں

فیض مولانا معین الدین چشتی کا ہی یہ

۱۳

مین جو عاشق خاندان بخت را دہم میں ہوں

۱۰۸

راکب راہ یار ہر کسب بنا ہوں
 جتنی جو کچھ تھا راز وہ اب کہوتا ہوں
 تہا و مانیم سیسہ پیدا ہوا ہوں
 تشبیہ میں جو عید بنا ہوتا ہوں
 شکل حباب بحیرہ میں ملکر فنا ہوں
 آواز ہاؤ واو میں کچھ پا کچا ہوں
 اس کے عشوہ گر سے ہمیشہ جدا ہوں
 حیران ہوں کی شکل اب بگیا ہوں
 پوچھو نہ کچھ مقیم و رای لوری ہوں
 آواز ذات بنے سدا گونجا ہوں

دلبر کو سر پر اپنے لئے پھر رہا ہوں
 بیچوں مینے آپ تو بچوں کو مائیت
 مانج نہ محکوبانے میں مرد ہونہ زن
 تشریح کے مقام پر میں نہیں نہ نکس
 رکھو نظر نہ ہستی ہو موم پر مری
 ہی لاسکھن کون یہ کیا شور و غل ہوں
 رکھو نہ سامریہ تم لا کر آئینہ
 گرم کر کے صاف لگا اپنے ہی دریا
 امڈ کر ہر شے نسبت علی الخصوص
 مطلق ہوں آپ سچر محکومہ وصل ہے

کعبے میں درمیں تکلیسا میں ہوں فقط پہوٹا جو فید عشق سے آرا و ہو کر اب	دیکھ تو شش جہت میں جا بجا ہون مطابق جو نگاہ ہو تو شش در کھڑا ہون
۱۰۹	۱۴
سے خاندان حشمت چاشق ہمیشہ دل خواب معین دین پہ سارا اور فدا ہون	
منظر کبریا معین الدین صورت مصطفیٰ معین الدین ہمسرا نبی معین الدین زبدۃ الاتقیاء معین الدین خوابتہ و دوسرا معین الدین زاہد بیہ ریا معین الدین ساک و رہنما معین الدین	شان ربی علی معین الدین چہرہ مرتضیٰ معین الدین سرور اصغیا معین الدین قدوۃ الاولیا معین الدین صاحب ارتکام معین الدین عابد و پارسا معین الدین مادی و پیشوا معین الدین

سجید الدعا معین الدین	پیر حاجت روا معین الدین
کعبه پریا معین الدین	قبر و مقبره معین الدین
عارف حق نامعین الدین	کاشف راز معین الدین
مرض عشق نامعین الدین	چاره ساز و دوا معین الدین
نور شمس الضحیٰ معین الدین	حسن بدر الدجی معین الدین
عل و مرج فنا معین الدین	در بحر بقا معین الدین
اہل صدق و مقام معین الدین	کان علم و حیا معین الدین
تخت و تاج و لوا معین الدین	غیر شاہ و گدا معین الدین
سرو باغ رضا معین الدین	رمز و ان قصا معین الدین

دلبر و دل روا معین الدین
عاشق و مبتلا معین الدین

ذاتِ ربِّ المنن خواجہ معین الدین حسن^{۱۱۰}
 بولتا ایڑھڑکا ہر شیخ اوسکو دیکھ کر
 کہتے ہیں قطب فریدو شدہ نظام و شہنشاہ
 ہوئی غیبی حسینی ذات سے اوسکی عیان
 دیکھ لے تو کل لڑیا خواجگانِ حشت میں
 سب کے ظل اللہ نکلا ہوا جہان میں آج وہ
 تاج و خلعت کر کے حاصل کہتے ہیں شاہ گدا
 کہتی ہی میل میل گل تو حید کے گلزار میں
 صاف گاتی ہی سجا کر بیل و بکاسا
 مسرورین کھڑی ہر کے بات کی بنا
 فیض بخششی کے لئے پہنچا ہوا خود جہیز

ہی صفا بچتے خواجہ معین الدین حسن^{۱۱۹}
 ہی بھی خواجہ حسن خواجہ معین الدین حسن
 ہی چراغِ انجمن خواجہ معین الدین حسن
 کیوں نہ ہو خلوص خواجہ معین الدین حسن
 ہی خدا کا بسم و ترخ خواجہ معین الدین حسن
 سب کے سایہ فخر خواجہ معین الدین حسن
 ہی شہنشاہِ زمیں خواجہ معین الدین حسن
 ہی مرا فتنہ خواجہ معین الدین حسن
 ہو کر دل کا چرخ خواجہ معین الدین حسن
 خوب شیرین سخن خواجہ معین الدین حسن
 چہرہ کرنا وطن خواجہ معین الدین حسن

<p>ہو گیا پر تو اس کچھ زربشن کہ ہے جگمگ فلک ہی نور ہے اس کی کہ ہے ہی مرید اس کی ہی ہر اک ابد اس عصر کی قلب سجا لکاو کی باو میں خوش ہے کہ ہے باغیہ لاہوت کے نکلا ہے بنکر زرد پھول دیکھ لکھ میں کئی میں نے اس کی خاک پا کر لیا ہی رام اپنا اس نے دیر اور کعبہ کو</p>	<p>نور زربشن دکن خواجہ معین الدین حسن رونق چرخ کہن خواجہ معین الدین حسن خود ہی پیر نور خواجہ معین الدین حسن دافع پنج و محض خواجہ معین الدین حسن ہی رنگ یاسمن خواجہ معین الدین حسن بو میں ہی مشک خشن خواجہ معین الدین حسن خود ہی شیخ و بہمن خواجہ معین الدین حسن</p>
--	---

<p>۱۷</p>	<p>ہو گیا ہون دل سے عاشق رنگ تیرا کھلے ہے تو میرا گلبند خواجہ معین الدین حسن</p>	<p>۱۱۱</p>
-----------	---	------------

<p>ہو حضرت جان خواجہ معین الدین ہیں کی مصحف از عجب زیور زبر پید</p>	<p>ہاں ہی رنج انسان مرا خواجہ معین الدین ہی رطلان صورت آریں خواجہ معین الدین</p>
--	---

خود ہی اپنی گم ہو کر سمجھ لو ستر باطن کو
 سبق تو حید پر ہر سمجھ لو اس کی معنی تم
 کلمہ گنج مخفی ہے خدا کی ذات کہتی ہے
 میری صراحت گاتی ہے بلبل جن میں ت ہو کر
 حقائق اور معانی میں اس کا کوئی سر
 دکن اور ہند کی اس کو بھی سلطنت حاصل
 ہیں نا اویسا سا اور اس کی کد لایت کے
 حبیب کی ستیز اور اس کی نظر آئی
 خدا کی تنگ دہل بیان کر میں پر دے
 صد امشوقی اس کو خوش آتی ہے ایام طر
 مریض طالب کا سعال ہو سچا کب

خدا کی جسم کی ہر جان اور حبیب الدین
 سو حکم ہی خود ایسا مرا خواہ حبیب الدین
 ظہور جھکا ہو سامرا خواہ حبیب الدین
 ہر باغ و عمارت اور خواہ حبیب الدین
 ہی خود تہذیب عرفان مرا خواہ حبیب الدین
 کہ تو اک خسرو دیوان مرا خواہ حبیب الدین
 ہو ملک جبر کا سلطان مرا خواہ حبیب الدین
 ولی اللہ ہی عالیشان مرا خواہ حبیب الدین
 ہر حکم ذات کا ہمارا خواہ حبیب الدین
 قضا ہر اک کا خواہ مرا خواہ حبیب الدین
 ہو در و عمارت کا در مارا خواہ حبیب الدین

اگر وقت میں چکی پہ پچا رو دال سجو	کریا سنگدین آسان خواجہ حسین الدین
کر بخت کی ہند کی ہر سلطنت کی	ہو سیر ملکیت و ستار خواجہ حسین الدین
منادی پیر و جاوید علی ملک ہرن میں	ہو شہر حضرت شہداء خواجہ حسین الدین

۱۱۲	ہوا ہون تارک الدنیا او سیکنی خاص الفت میں	۲۵
بنای عاشق جانان مرا خواجہ حسین الدین		

یوں شہا ہنگام گل نے کھالیں بند تھی اور نہیں	تو تخم و شیر میں رگت الین اور نہیں تو اور نہیں
تو رنگ شاہ حسین ہو باور حیا میں تو ہی جڑ	میں خار بنا ہو تو غم میں اور نہیں تو اور نہیں
میں جانان تو ضو اور ہوں تو گلچین	میں غم بنا ہو تو لالہ میں اور نہیں تو اور نہیں
میں خشت میں تو ہوا عشق بنا میں تو بلبل	میں گر کیا تو غم سے امیں اور نہیں تو اور نہیں
میں موج بنا ہوں کف اور میں ہو جبا اور گرا	میں قطر بنا ہو تو دریا میں اور نہیں تو اور نہیں
میں شہم بنا ہو پتی اور شہم بنا میں تو پردہ	میں نور بنطرون تو بنامیں اور نہیں تو اور نہیں

خلق بنا تو چو در لب سنا تو می صدا
 میان یکی اور تو نور اور تاب بنا تو به چک
 تو چرخ بنا می بین سحاب بر بنا تو زهره
 تو ذات بنا گاهین صفات اور تو زهره زین
 تو شخص بنا او حکم می بین اور جان بنا تو جسم من
 تو زنگ بنا جلی غایک بنا او تو به جسم
 بطایق بنا او سجد می بین زین بنا او منبر
 تو شکل بنا او می بین اور تو هر مرقع می بین
 تو ذات بنا می بین جو صفات اور تو به تعالی
 تا تو بنا تو می بین اور تو به عروج اور تو زین
 می بین تو می بین اور تو به عروج اور تو زین

می بین زین بنا او تو کو یامین او به زین او به زین
 می بین بنا او تو سجد می بین او به زین او به زین
 می بین بنا او تو می بین زهره می بین او به زین او به زین
 می بین بنا او تو می بین زین می بین او به زین او به زین
 تو قاسم چو می بین سیر می بین او به زین او به زین
 تو گاه بنا او می بین او می بین او به زین او به زین
 می بین کعبه بنا او تو قبله می بین او به زین او به زین
 تو نو و دی نمونه نقش می بین او به زین او به زین
 تو زنده سدا می بین او می بین او به زین او به زین
 تو سجد او می بین او به زین او به زین او به زین
 می بین نا پید او می بین او به زین او به زین

تو زلف بچا یاف و اورنگ بک تو میں عسبر
 میر فہم بنا تو فہم ہوا میں عقل بنا تو ہوش مرا
 سیلاب بنا تو میں ہو جلا اور تو ہر صفا اور میں قلعہ
 توبہ بنا ہی میں تیرے تو مانا بنا اور میں بنا
 دوست بنا میں ہوش اور تو ہی قلند میں آزاد
 میں ساقی اور تو صبا میں ایسا اور تو خفا
 فولاد بنا تو میں آہن اور کس میں ہون جست
 میں خون ہون مرد تو الاس میں یم تو ہی مافوت
 تو تیغ بنا ہی میں خنجر تو تیرا اور میں ہو گمان
 تو تولا بنا ہی میں ما اور گچی بنا تو میں رتی
 شہباز بنا میں تو عقاب میں ہد ہوا اور تو میر

تو ملک متں میر شہر خطا میں اور نہ تو انہیں
 طبع بنا تو فکر سامین اور نہیں تو انہیں
 تو عکس نام آئینہ میں اور نہ تو انہیں
 تو سوت بنا میں جامہ میں اور نہ تو انہیں
 زیرک تو بنا میں دیوانہ میں اور نہ تو انہیں
 حیران بنا تو شمشیر میں اور نہ تو انہیں
 تویم بنا ہی میں ہو طلا میں اور نہ تو انہیں
 میں ہون خاتم توفیق زہ میں اور نہ تو انہیں
 تو بانک بنا ہی میں وشم میں اور نہ تو انہیں
 میزان بنا تو میں پیمانہ میں اور نہ تو انہیں
 طاؤس بنا میں تو ہی ہما میں اور نہ تو انہیں

قیصر بنا ہوں ستونِ زمین تو جنت
 رحمت میں بنا ہوں تو رحمت میں جہنم بنا ہوں
 تو طوبیٰ میں ہوں تو حالِ بنامین حال ہوا
 احمد میں بنا ہوں احمد میں مجھ تو جو
 آزار بنا تو میں بچار اور تو سچا میں ہو
 تو عشق بنا ہوں عشق اور بنا تو میں
 تو جو کرشمہ میں غمخوار بنا ہوں
 قرآن میں بنا ہوں تو کلام اور زیر بنا ہوں
 میں استیلائیں محمد تو میں نعت بنا ہوں
 تو ماہ بنامین سال اور روز بنا تو میں
 تو صاف تھا اور میں ہو قد تو صاف تھا

میں صحن بنا تو دروازہ میں رہنمائی نہیں
 میں صاف خطا ہوں تو خطا میں رہنمائی نہیں
 تو دید بنا اور میں ہی آیتِ بنامین نہیں
 میں ہوں حسن اور تو لکھ میں رہنمائی نہیں
 تو قرآن تھا اور میں ہوں آیتِ بنامین نہیں
 تو خاص محبت میں ہوں آیتِ بنامین نہیں
 تو سوسہ بنامین ہوں آیتِ بنامین نہیں
 میں آیت ہوں اور تو سورہ میں آیتِ بنامین نہیں
 رحمت میں ہوں تو ہی شامین اور بنامین نہیں
 تو صبح بنا میں ہوں صبح اور بنامین نہیں
 تو ہی تسلیم اور میں ہوں میں رہنمائی نہیں

تو رام نہا ہی میں لکھن تو خوشی ہو کر
 ایسا تو جی میں ہو کر جو تو خود
 اسی بار اوٹھا دل دے اور لکھن میں
 کل وصل میں تجھ میں گم ہو کر سچا تری
 وحدت تو کثرت ہے لیکن تو لیگانہ

تو میرا صلہ اور میں پوجا میں نہیں تو نہیں
 تو میرا ہی میں ہو تیرا میں نہیں تو نہیں
 تو تیرا خدا یہ کہ میں نہیں تو نہیں
 اسی سبب علی تو کیا چھپا میں نہیں تو نہیں
 جہگڑا یہ غلطی میں تو نہیں تو نہیں

میں عاشق صادق ہوں تیرا تو خواہتی ہو

۱۷

ترشا ہشتہ اور میں ہوں گدا میں اور نہیں تو نہیں

۱۱۳

آواز سے جدا تر ہے ہر دو جہان میں
 بیچو لگی میں چون چراگاہ میں
 وہ میں کچھ شریک خداؤ بتا نہیں
 کس طرح سمجھے رزمیہ جو غیب میں

وہ کو دہشتی ہے جا کہ تو ایجان جان میں
 سب سے حق سے خدائی کا ہی ظہور
 اس کے نشان ہی کثرت ہوئی ہو
 جو انکھ سے نہان ہو وہی کان پر

ہر دم آن روح سستے ہیں لطف ہو
 کہ جب الہ جو دکائیہ ہے عرش و فرش
 ہو حسن کا جانب جو خاموش ہے صنم
 جی کہ جو جانتا ہوں رہ گیا وہی سدا
 آج ہوا آتش و خاک ادس کے ہیں جو
 ولا شریک سب میں ہوا شریک آپ
 مانع فتنیں اپنے ہمیشہ بھار ہیہ
 اسٹال مختلف کو دنی سے نہ کچھ تو
 سب میں جو سوچے یہ کتنے ہیں کچھ لوگ
 دیر دم کاشنج و برہن کو ہی جو عزم
 ظاہر کا علم پھر کہ یہ گمراہ ہیں تمام

ذکر خدا میں اس لئے گویا زبان نہیں
 ہی قصہ غیب اس کا جہاں لاکھان نہیں
 عاشق وہ کب بھی کہ لب و لہجہ نہیں
 رب کی جو زندگی ہی وہ کچھ جاودان نہیں
 باہر خدا کی ذات سے اندر رجا نہیں
 حقا کہ ادس کی ذات کے ہم دریا نہیں
 گلزار میں عدم تو ہرگز خزان نہیں
 تجھ سے جدا کیسے کی بھی روح روا نہیں
 بار یک تریہ عید ہی سب پر عیا نہیں
 کیا بوجہ گاہم نزل انکا مکان نہیں
 طالب خدا کی راہ کے پیرو جوان نہیں

بازار عشق گرم سیمه سودا فروش
خزان بر آج کسی سبکی کا نہیں

عاشق میں دین رکھتا ہوا جہین
۱۱۴
۲۵
ابھی سا جھانک نہیں آئین نہیں

رہسار غلیظ کا جوہر کبریا نہیں
باریک سے یہ عقود ہر اک رکھتا نہیں
ابتک تو ایسے نہ تو کسی کا نہیں
جیسے ترار تم مطلق نہا نہیں
موسیٰ نبی سا کوئی جہان میں نہیں
اپنا تو کیا خدا کا تر ومان تبا نہیں
سولہ واو سا میری کچھ خطا نہیں
عیرم کو جو کہ گیا وہ چاہ نہیں

کچھ نہیں فتن بکرت جے و خد نہیں
بیچون بیچکون جو وہ نہیں کے لوگ
دیرو حرم شیخ دیر بہن کجی تلاش
کانو نکوایس کے بہر ہی کر دویمان
کسکو کھاؤں خسیہ اند کا جمال
ایسے بندہ حق کے پوچھتو حال وصل
اند رکھ رہا ہونا الحق وہ شوخ خود
ایسا کیا طوتمنا عجیب و مان

زیر زمین بدلو گئے خاک ہو گئے
 مسجد کی راہ لی نہ وہ کعبہ گیا کبھی
 کرتے ہیں کو سجود وہ ہم جاہن خود
 انداز تو ہو کو ہونڈ سدا کیسے پہا
 اپنے میں رو یا رو ہم دیکھتے ہیں
 نیچے ہو دوں گے انگلی کی تلی میں ہوتی
 سجادہ شاخ و درویش پارسا
 حوص جہاں میں جاں بچا ہے لکھتے نقش
 مستی شراب ثقیل ہر اک کو کھٹ ہے
 کتاہی کسی نفی وراثت بڑھ چلا
 موسیٰ کے تائبے گر طر بھی جلا

اسم او کائنات گیا پستھی مسکرت
 در پر جو تیرے بیٹھ گیا پھر نہین
 سر سنا حق کے سامنے ملا حق کائنات
 یا را پا برطا ہی کسی جا چھ نہین
 مثل اپاد و جہاں میں کہن نہین
 عمارت سے حرم کے بدستگ نہین
 اعزیز کو بی بی طالب لی ہو نہین
 عشاق پر کیا پلٹا چلا نہین
 ہمار کسی نے ایک بھی جرح نہین
 ہر سیکے رب کوئی ماسوا نہین
 ہر گز نہوانہ سہر و جب تک نہین

دست سے دیکھ رنگ جگر کوٹ کر بنا نقش زبان شد و طالب ہوا ہر ذکر کس کو بناؤں بخت سے عرفان و فہم لا اعلیٰ سے کوئی سمجھتا نہیں یہ علم سیرا بے اوٹھتے ہیں خوار خون کے	چشم نقیب کا ایسا کہیں تو تیا نہیں وصل صنم کا اپنے کہیں کہ نہیں علم خفی میں ذہن کی کار نہیں دانست یہ قدیم ہے مضمون نہیں خالی دل اگر جس میں بھرا دلو نہیں	
۱۱۵	خواجہ معین دین کے فقیروں میں رمزان عاشق کا ہمسرا آج کوئی بھی گدا نہیں	۱۱
کیا بھید کہوں کہ میں کیوں کیا ہوں گنت جینہ خفی میں مرا نام کہان تھا معنی کو انا الحق کی اگر جانتی مخلوق اسی شیخ ہوا نظر ہر ٹپکے تو ذرا دیکھ	اس سستی ہو ہوم میں خود صلو و صلوات آدم میں ہمارے صفی اللہ بنا ہوں ہر اک کی زبان چھپی ہوتا کہ خدا ہوں خود مصحف عارض سے ترے جلوہ ہوں	

ہو سر میں حلق مر سنا سر آر تیت
 ہو زندگی دوست کرا تین ہر دم
 فانی جو ہو اس کے حجاب آپ ہی تو کیا
 سمجھو تجھے عالم دنیا میں ہو تو ان
 آزار جدائی کا جو گستاخ ہو وہ اپنے
 ہی زروئی جا کر مرے مہر کو بھی

با تاز میں جوش میں بن کے گھڑا ہوا
 خود بیت کا حکم ہونے کا رہتا ہوا
 اپنی ہی سدا ذات میں دریا لہا ہوا
 ہر ایک شے کے میں ہر ادا ہوا
 فوج کا مریض کا دہشت کی دوا ہوا
 عاشق ہوں میں جیت جیت ہر گلا ہوا

خود عاشق صادق ہوں ہمیشہ ہی مجھے وصل
 میں خواجہ شہستی سے نہ اکدم بھی جدا ہوں

۱۳

۱۶

میری صورتیں خدا طاف ہوا میں
 دو بین کو صاف ہو گا ہوا میں
 یہ مرا جسم صفا آئینہ ہی میں نہیں

روئے احمد میں ادا ہو گیا میں نہیں
 عرصہ حد میں آتا ہوں شل سرا
 کھل گئی قلمی نظر نے لگا جب تک مگر

جسم آدم کتب اپنا غور سے دیکھو ذرا
 سامنے اصل کی جیسے پادری کی گائیہ کلام
 مصحف و منہم کی جی جیو چانت تہین
 دوسرا میں شہم حق میں نظر کر کے تو دیکھو
 گرنہین چشم بصیرت سے پہچان لو
 سامنے آئینہ رکھ کر کہتے ہیں اپنا منہ
 اوشاورت و قطرہ مجھے ہرگز نہ جان
 بہن شہادت میں منہم کی صدا و نو پکیا
 اوشا تا شاہین سراپا دیکھ لے میرا کہ یہ

چار عنصر کا مرقا قلب بنا ہی میں نہیں
 شش صحبت میں شہراک کی ہو صدقہ میں نہیں
 ناظر و دیکھو یہ وجد انہا میں نہیں
 اسم کا میرے سمی و سر ای میں نہیں
 ہر کلام اک آپا یہاں آتا ہی نہیں
 روبرو ایک سدا شکل فنا ہی میں نہیں
 آگے تیری آنکھ کے دریا کھڑا ہی نہیں
 شکل میری دیکھو عین تکبہ ہی میں نہیں
 عشق کی بازیگری کا شعبہ ہی میں نہیں

عاشق صادق کی آنکھوں سے ذرا تم دیکھو

۱۵

خود معین الدین چشتی بنو اسیر میں نہیں

۱۱۷

تو جو یہ ہے جلوہ نما پر وجہ چشم تر میں
 سامعہ گم ہی مرا جب سے بنا ہوں بہرہ
 حالت وصل ایسا میں ہوا ہوں بخود
 برج و جہاں ت میں حقیقت میں ہی
 خود صد کہتی ہی غنیمت کھل دیاں بھی
 سر شکیلی ہے سدا موج سمندر ہر سو
 بر بہن کی لئے آج گھیا کاسی کو
 غنیمت کی شہر لا جو دم میں جا
 اڑی جا تو ہمیں زندہ کر گیا کیونکر
 صاحب مال کو در پر جو فقیر آتے ہیں
 طاقی برہن کر سجد ادا کر راہ

خب دائی نظر آتی ہی دیر سے بھی میں
 صوت یحشوق فانی ہر مہر ہی میں
 تاب طاقت ہندیر کچھ اپنے دل منظر میں
 یہ ہے عروج اور تر نزل جو اوقاف میں
 دیکھ لے جلوہ نما ہر سے خود گوہر میں
 کس لئے بکریں گرا دیا ہے خود چکر میں
 وہ دلا رام ہی جو دیا ہر ہر میں
 ایسی طاقت ہندیں جبریل کے بال پر میں
 وصل کے مریے کب تھے آہیں تر شہی میں
 کیا مرا فاضل حاجت ہے سیم و زمین
 جلوہ گر ہی تر اسجد اسٹی ظہر میں

<p>کہہ دے ایمان ایسا عطا ہو کہ سب کو کھا گیا احمد بیہیم کا عقدہ ہم پر آئینہ ذات کا جو علم ہی محبو حاصل</p>	<p>نادی خیر جو خود وہ نڈل ہی نہیں نظر آیا جو احد صورت پیغمبرین وہ عاتقا ہی نہیں دل کی سر و قمرین</p>
<p>۱۱۸</p>	<p>خواجہ چشت کا ہر اک کو کرے دیوانہ ایسی قدرت نہیں عاشق کے کی نہیں</p>
<p>جو خدا خود کو نہ سمجھا او کو ایمان ہی نہیں ہو اگر چشم بستی دیکھ سب کے سب میں حق نکتہ تہلیل سے آگاہ ہو کر غور کر ہستی حقیقے جدا جو جاتا ہی آپ کو ایک تو ہی جا بجا ادھر اک شریعتہ میں ہے پڑھ کے آیت تہضرن اور نما کی دیکھ لے</p>	<p>عرب جب کو نہیں ہے وہ سلمان ہی نہیں صوت اللہ کی کچھ اک انسان ہی نہیں ماسوئہ کا ظہور حق میں مان ہی نہیں حق بھی ہر طرح کا کوئی نادان ہی نہیں مسطح یہ ہے سچا بختہ میں عرفان ہی نہیں کیا کہوں شجر تجا کو یاد قرآن ہی نہیں</p>

طالب نیلے ہین منشی اور علم بھی
 کس طرح ہو گی عیان تجھ حقیقت جانکی
 دل کے دیوار آتی ہو جو دست کی صدا
 صاف کہتا ہو طیب عشق ہو کر لالہ
 آپ بہین عرش پر چھا ڈکا آپ کا
 گنج مخفی کی حقیقت عیان ہم پر نام
 تکتے تکتے تکتے گدائیں کہیں سے بھی صل میں
 سچے گوشہ نشین بھلو میں بس کر مار کو
 ہم جو کہتے ہیں لانا لہی کیا کر محنت
 غرق دریا ہویت میں تو ہوا یا خدا

اس زمانہ میں کون سی چھانچا خواہا ہی نہیں
 تجھ کو جالیں روصل جسم جاتا ہی نہیں
 ہر کوئی بھرہ سنے وہ صلا مکان ہی نہیں
 جسکو درد و دوی کچھ دوس کا درما ہی نہیں
 پھر کہا و عہد تم برگزیدہ شایان ہی نہیں
 راز اپنے یار کا کچھ سے پہنان ہی نہیں
 حشر میں بھی جگہ و کیوں ل میں رہا ہی نہیں
 کیوں بھریں ہم درد کچھ درد بھرا ہی نہیں
 دار کا اپنے کچھ سے پاس مان ہی نہیں
 لائقین میں کوئی بھرا یا طوفان ہی نہیں

ایسے شہا جیہ عاشق پر کھلا رتبہ ترا

۱۱۹

۱۔ لیا میں کوئی تجربہ مادی کا لکھا نہیں

۲۱

حنیم کی جسم میں اگر افسر کا تار کشیں
 جو تار کج پہنچے ہیں ان کے تار میں جم
 حرم میں کیا کرتے ہیں محنت غلام
 ہمارا عشق ہی شہ ہے مسلک ہی پیری
 جو ہم چاہیں شہ ہے ہر چیز کا شہ ہے
 شہر شہر نکبت ناظر آپہن اپنے
 ہمارے شہ کی پی کی نقطہ میں خود
 نظر کر لو کہیں اب ہم ہیں پی اتنی غدا
 جدا خود شہ ہے ہر حد حیرت کہ اپنا
 بنا کر شہ کی غلامی خدا کو جب سے بچا ہے

بڑے بڑے خود گرد و غبار ہم نہ رکھتے ہیں
 سطر خود ہوا حد غبار رکھتے ہیں
 مسلمان ہیں مگر ہم نہ کھاتے رکھتے ہیں
 ہیں بیکار پائے ہیں مگر کار رکھتے ہیں
 بغل میں ہر پردہ ہر دم دلا رکھتے ہیں
 منو انما ہے مصحف رکھتے ہیں
 نظر کی بنیے مجنون ہم نگاہ رکھتے ہیں
 کہ وہ حد میں طوق و ہاش ویدار رکھتے ہیں
 پر ہم ہم لاسکان کے کجاں رکھتے ہیں
 تہی ہے عشق کا سوا سرا رکھتے ہیں

نظر میں اپنی برکت بقصور کا رہتا ہے
 وہی خود میں ہم صوابی الٰہی کہتے جانے لگے
 جو ہر شے سے بہتر ہے اور تار صوت
 دکھاتے ہیں کہ کر کے اپنی غالب ہیں آدم کو
 بنا ہی جیتے ہیں کا لہو سے جو عالم
 پھیل گیا جو دنیا کو بنا کر بنا اور با نا
 نہ کوئی نوجوان کی کا کچھ خاص ہی تھا
 زمین کی فرشتے ہم کہ پڑھتے ہیں تزلزل
 ملا جو اصل کا جو کچھ ساغر دل سے
 کلام اپنی صفت جو زبان چلتی ہی خود

جو بندہ اگلے پنی کر تے ہیں ان سے کہتے ہیں
 چڑھنے کے پھر بھی لی پر خوف دار کہتے ہیں
 بنا کر وہ جس فی و فرما رہتے ہیں
 ہم انسان تیری میں بڑا سر کرتے ہیں
 لہو لہو ناسوت پر تو کہتے ہیں
 نفس کے تار میں چڑھ کر ہم فانی کہتے ہیں
 لہو یا یہ کہ لفظ ہم انوار کہتے ہیں
 توجہ ہر اکدم عرش کی خبر کہتے ہیں
 محو وحدت انکھ میں ہم اشار کہتے ہیں
 رہیں خاموش کو نہ کہم اگتار کہتے ہیں

معین الدین چشتی کے جو کلام ہیں ہم عاشق

۱۷۰

بہان میں خاص عشق حیدر کرار ہوتے ہیں

۱۷

احمد جو بنگیہ ہوں احمد نام کا بہترین
 منتیر بہترین تو دیکھ نہ رہ گئے خدا بہترین
 ہستی بنگرں کو جو اثبات کر دیا
 جو جن ورت خدا میں تو بندہ کھانا کھا
 آیا ہوں بخود ہی خود ہی کے جو دریا
 بجتی ہے خود بخود جو مرتن کی باہری
 پوچھو نتیجے حال مری سر نوشت کا
 ہر عرش و درجہ جو میرا عروج آج
 آئینہ تجلی اول ہے میرا عکس
 پاتا ہوں نفس میں جو موت ہی اپنی شا

چہرہ میں مصطفیٰ کے سراپہ چہا بہین
 شبیہ کے خیال سے مطلق خدا بہین
 صورتیں جو آئہ کی ہو خواہی لا بہین
 اشد میری شکل میں ہو خود فنا بہین
 خواب عہد کی بیک جا جگہ ٹٹا بہین
 کم ہو کے اپنی صورتیں بخود بنا بہین
 شہد بنا ہوں آپی ہو کچھ لکھ چکا بہین
 فرشتہ نہیں یہ صاف معق کھڑا بہین
 عدوت کو میری دیکھنے نور صفا بہین
 خود قید سے تعین جوتے رہا بہین

<p>عصر بنی برین چار صفا اپنی ذات کی تحقیق کر لو کہ کوئی ہے ہی کمر سوا حق مرا وجودی گہو نگت میں نہ کی چہرہ مرا شرق و غربت جلوہ گر خود کو رہنے کو نہ دے ہو کس نے شے پہنچا جلال کو جوت م جمال میں</p>	<p>مان خاک باد و آتش و مطلق ہوا ہون ہر اخلق کا نشو و نما ہون میں کر لو نظر کہ حلقہ ارشاد میں پڑ سکے شمع کیسے خود انما ہون میں انسان کے دوزخ میں خود بر ملا ہون میں ناحی کند عشق میں اگر پہنچا ہون میں</p>
---	--

عاشق جو ہو گیا ہون نظامی گروہ کا

۱۷

۱۲۱

خوب سے میں ہون کا فقیر و گدا ہون میں

<p>کہ فتن و عرش پر ہون الہ کا ہون مظهر ہے میری ذات کا اند کا جو ہستی ہے اپنی آپ مہر جان ہون کم ہو کے ہو کی ذات میں خود نشان ہون اپنے تن صفا کا خود جان ہون ہستی ہے اپنی آپ مہر جان ہون</p>	<p>کہ فتن و عرش پر ہون الہ کا ہون مظهر ہے میری ذات کا اند کا جو ہستی ہے اپنی آپ مہر جان ہون کم ہو کے ہو کی ذات میں خود نشان ہون اپنے تن صفا کا خود جان ہون ہستی ہے اپنی آپ مہر جان ہون</p>
---	---

ہوشنبہ گریہ میں مری خود اٹک لپٹ
 کہتا ہی جبریل مرے منہ میں انگڑ
 آواز میں جس کی مری ہوتے سنو
 ذات و صفات میں مری اب کہہ اتھا
 جل الوریہ کے تو ہوں نزدیک تر لگے
 حسن و جمال ہے مرا حلقہ میں ہم کے
 پہنچا برات عشق کے ہم رہ جو اس جگہ
 بیے صورتی سے میری ہر اک شکل ہی
 ہر اک نفس ہے ذاکو معراج میری آنج
 میرا مقام غیب مری "الورامین" سے
 ایسا عشق ہے تو بتی میں عرف کا

ہوں اک جگہ عنان تیرا کیا عیان ہو نہیں
 حق سے جو ہم کلام ہوں حق و نیر بان ہو نہیں
 زنبور کے سر و دکا شور و دھن ہو نہیں
 مان بجلول خود ہی مر در میان ہو نہیں
 سمجھانہ کوئی رمز کو میری کھان ہو نہیں
 منہ آری میں دیکھنے غنچہ دان ہو نہیں
 خود تخت بر عروس کے جلوہ کمان ہو نہیں
 واجب ممکن اب جو بنا چستان ہو نہیں
 اوج براق نفس کی خود نزدیکان ہو نہیں
 پایہ جو ہوں زمین کا سر آسمان ہو نہیں
 تو ہی خدا ہی تجھ میں خود آگے ہو نہیں

<p>دیرینہ ملحد و مخین مرا گر چہ ہے شمار نکستی کہ بقیام پہ نقطہ کی میری ذات</p>	<p>اکی پر عشق متقی و نوجوان ہوئیں خامہ کے اور دین کے لیے مکنتہ دان ہوئیں</p>
<p>۱۲۲</p>	<p>خواجہ معین دین کا ہی عاشق ہو جان دل سے غلام بادشہ خواجگان ہو جان</p>
<p>ہستی ذات خدا میں ملحد دیرینہ ہوں کرد با اثبات الالہ ہو کا شکر آپ منظر ہیچون مطلق میں معین ہے مرا ہو تکتی ہی بین تری جلوہ گر خوش خلق برزخ کبریٰ مری ہی عبادت کا لقب اسے صفی اللہ کی تصویر نورانی مری بچہ سے پیدا ہو گیا ہو خلق</p>	<p>نود وجود کبریا میں ملحد دیرینہ ہوں محموت کا اپنی لایں ملحد دیرینہ ہوں صاحب چون دہرا میں ملحد دیرینہ ہوں صاف نور آئینہ میں ملحد دیرینہ ہوں بندہ سولی نامین ملحد دیرینہ ہوں خام شکل مصطفیٰ امین ملحد دیرینہ ہوں ہو مرا نشو و نما میں ملحد دیرینہ ہوں</p>

پردہ غایت سے نکلا ہوں جو بیکرید ہوں
 ہو سکے بغیر میں نے دیکھ خدیجہ میں لبر کی شکل
 بندہ درب کو کیا ہی کم خود اپنی ذہن
 مشرق و مغرب پیدا اسحق بنی حرام
 جیسے شہنشاہ و برہمن کے حرم اور دیرین
 کہ حج الطاہر سے چھپ کتا ہی مان میرا جو
 عین میری ذات کے ہیں سارا سماؤ و
 غیر جو کتب اس شش بہت کے تحت فوق
 جانتے ہرگز نہیں پہنچتے ہیں سب مجھے
 غیب ہو جاتا ہوں خود ہی میں حضور
 دیکھ لو میرا تاشا کے خلوت گاہ میں

پرتوشس الضحیٰ میں ملحد دیرینہ ہوں
 آپ اپنا مہلا میں ملحد دیرینہ ہوں
 سرسبز اصل مرا میں ملحد دیرینہ ہوں
 شرح و جہان نما میں ملحد دیرینہ ہوں
 آپ ہی بہر و بیا میں ملحد دیرینہ ہوں
 خلق میں کہ بر ملا میں ملحد دیرینہ ہوں
 شان ہر اک مرتبہ میں ملحد دیرینہ ہوں
 ہر طرف اور عجا میں ملحد دیرینہ ہوں
 صرف اپنا آشنا میں ملحد دیرینہ ہوں
 جان جان کا شعبہ میں ملحد دیرینہ ہوں
 اپنا باز گیر نیامیں ملحد دیرینہ ہوں

<p>اول اور آخر بھی میں اک طر پر آیا نظر کیا کہوں اپنی حقیقت شد و حیران ہو ارغشون دل کا خود پسینے بج رہا ہی ہر بجود و سرشار ہوں جو سیکدہ میں عشق کی لائی تو تون آب بنگرانتو تو اڑھ چکا مجلو سوار ی ملی ہے حضرت منصور کی</p>	<p>ابتدا کی انتہا میں ملحد ویر نہ ہوں من عرف میں پتا میں ملحد ویر نہ ہوں سامع بانگ صدا میں ملحد ویر نہ ہوں مستقی اور پار سامین ملحد ویر نہ ہوں خود قضا و خود بقا میں ملحد ویر نہ ہوں کاشف سرائین ملحد ویر نہ ہوں</p>
---	---

۱۲۳	عاشق صادق بنا ہوں خواجہ اجسیر کا چشتیوں میں بنو امین ملحد ویر نہ ہوں	۱۷
شوخی اپنا جابجا ہے دکھان کھان کھان جو اپنی ذات میں وہی ہے صفات میں ہر اک کندہ عشق تو ہر اک نام زلف	شوادر کا ہر طرف ہر سادون کھان او کو جدا میں کر کے بتاؤں کھان دلو مریہ عبت میں پھنداؤں کھان	

سب سے بڑا کسب و کار ہے
 ہر دم خزانہ دل کا لٹاؤ کجا کجا
 ایجاں جان تجھے میں بھاؤں کجا کجا
 میں ناتوان ہوں صدرا دھان کجا کجا
 اے تاج عشق جان بھان کجا کجا
 خود کو بگولہ سان میں پھونک کجا کجا
 زیادہ جو خاک و ڈاؤن کجا کجا
 میں اک مکین دل ہوں سناؤں کجا کجا
 خود لا مکان ہوں گھر میں بناؤں کجا کجا
 خود کو بنا کے غیر چسپاؤں کجا کجا
 مطلق وجود کو میں بناؤں کجا کجا

سب سے بڑا کسب و کار ہے
 ہر دم خزانہ دل کا لٹاؤ کجا کجا
 ایجاں جان تجھے میں بھاؤں کجا کجا
 میں ناتوان ہوں صدرا دھان کجا کجا
 اے تاج عشق جان بھان کجا کجا
 خود کو بگولہ سان میں پھونک کجا کجا
 زیادہ جو خاک و ڈاؤن کجا کجا
 میں اک مکین دل ہوں سناؤں کجا کجا
 خود لا مکان ہوں گھر میں بناؤں کجا کجا
 خود کو بنا کے غیر چسپاؤں کجا کجا
 مطلق وجود کو میں بناؤں کجا کجا

کون کون کی غیبی نگاہوں کی گاہان
تخلیق کے نگر گاہوں کی گاہان

چو قشک کے در ہونہ ہو عرش کے پر
ستار ہو لحد میں ہے آئینہ گمان نعل

خواجہ معین دین کا ہر اک شکار اک رنگ
عاشق تری غزل کو میں گوار کیا گمان

۱۷

۱۲۴

ہم صورت خدا ہیں و جو و شبہ نہیں
خاص اپنے لئے لا گمان میں دیوار و درین
اکدم بھی غیر میں مرا نور بصیر نہیں
ہم سے جدا اک آن بھی شمس نہیں
تفصیل و اعلم یہ ہے مختصر نہیں
کچھ کوہ طور سے مرا کتر جگر نہیں
اللہ اپنی نکل میں کیا جلوہ گر نہیں

انسان کیا شئی یہ ہیں کچھ نہیں
بان عرش کے پر ہے ہی سعلق چار نہیں
اپنے مشاہدہ میں ہیں کچھ کوئی تپان
یہ اپنے دو نور پر مینی ہیں ماہ و مھر
اپنی جو ہے جلال و جالی صفات
سینہ تجلیات سے پر نور ہی مدام
موسیٰ کی طرح خواہش دیدار کیوں کر نہیں

آواز پست یا رکب سیتے ہیں نفیس
 رخسار و رشتہ پست ہیں اللیل و النجی
 کرتے ہیں ہم مجھ کو رشتہ مستم کی یاد
 جاسیتے ہیں اک کیم میں رہی الوری میں
 کعبہ میں لکے جا کے جو کرتے ہیں ہم تک
 اپنے طواف کا ہی ہو الباطن گواہ
 مروج و حجاب قطرہ کف کی ہی ایک آست
 میں واجب الوجود میں ہو جاو گناہ
 اکی شخ آگاہ مبارک جنان کا قصر

بھروسے کے شکل گشت و لی اپنے گزین
 خود و یکدم کو اپنے سر شام و سر نہیں
 و آواز پر دوس کی تہرے زبرد نہیں
 اپنے سہوا کی کیا کعبہ مان گذر نہیں
 حجاج کا تار نشان کعبہ او دہر نہیں
 شاہکارا اکی بت کا فرج نہیں
 صاحب سے میں بحر سے خارج نہیں
 ممکن کو ہو بقاء یہ سخن مستبر نہیں
 رضوان کی قسم مراحت نہیں گز نہیں

عاشق بچوڑ و امن خواجہ حسین میں

آواز جہان میں کوئی ترارہ بر نہیں

بیان بچو کلی جان سیت این
 بنیکے نقش محمد و احمد
 ہو میں باقی فنا میں شہین
 اپنی گردن پر عرش عظیم
 قائب تو میں بکے پر یہ ہو کر
 خط وحدۃ جو در بیان ہو عیان
 یمان وجود اور علم و نور و شہود
 دیکھ ادھاکر تو سیم کی گھونگٹ
 عین ہستی سیسے فیرتی اپنی
 ہو خلا کی ملا میں سیسے آواز
 سیکے بندہ میں سیکے مولیٰ

برسم اللہ کی شاربہ کستہ میں
 اس میں حق کا نشان بکشتہ میں
 عیون و اسم بیان کستہ میں
 سرچ ہم امکان کستہ میں
 ہم وہ یہ دوکان کستہ میں
 ہم نہان ہم بیان کستہ میں
 عشق ہلکی لگ ان کستہ میں
 اس میں ہم سب بجان کستہ میں
 موت میں یہ عیان کستہ میں
 اوس کے سیکے کستہ میں
 عشق میں ان جان کستہ میں

<p>یہ صفت جو کلیم کی ہسم میں ہم وری وری پو چڑھنے کو خود انا الحق زبان پر اپنی یہ بسکے مضمون آپ کو ہر دم عین تشریح اپنی ہے تشبیہ</p>	<p>یہ زبان کی زبان رکھتے ہیں تیب کی زبان رکھتے ہیں بات میں چستان رکھتے ہیں پرستان رکھتے ہیں یہ نشان کا نشان رکھتے ہیں</p>
---	---

۲۵	<p>آپ کے عاشق اسے معین الدین معرفت کی دکان رہتے ہیں</p>	۱۲۶
----	---	-----

<p>نشان ہر ماہیہ نشان جانتا ہوں ہوں آپھی بخان اور بان جانتا ہوں یہ اپنے میں یکس جہان جانتا ہوں ہوں آپھی میں جلوہ کنان جانتا ہوں</p>	<p>مکان سے رالاسکان جانتا ہوں جو اپنی نظر میں یہ تشریح تشبیہ ہو عالم کا سیر میری دست میں جو کثرت میں وحدت ظاہر ہر کجا</p>
---	---

سخن کی مری جو بر صیوت آواز
 خودی عبور کی جو اپنے سے گم ہو
 نہ چو حقیقت مری جو خودی کی
 ہوا اللہ کا دم جو بھرتا ہوں ہر دم
 دوئی بہ بہ نہیں میری ذات صفتیں
 جدا ہو نہیں دنیا و عقبی سے مطاق
 ادھر کار نامے ادھر کا کھون کیا
 جو ہوں ٹبل گلشن قدس اپنا
 بہار و خزان کا سہ مجھ سے قصہ
 وجود و عدم کی آلت اور پلٹ مین
 فنا کا نہیں وصف مجھ کو بقا مین

میں صرف ایسے کو سیر بان کو سنا ہوں
 میں اپنی خودی کو کسان جانتا ہوں
 بندہ صاف اپنا دامن جانتا ہوں
 مراد ہے خود جان جان جانتا ہوں
 کھان غیبی ہے وہ بیان جانتا ہوں
 ہو سکے مرا بھان نہ وہاں جانتا ہوں
 خود اپنا بیان الہیان جانتا ہوں
 وری الوری آشیان جانتا ہوں
 ہزار اپنی اک بہستان جانتا ہوں
 مری اصل ہے ایک مان جانتا ہوں
 ہوں موجود و خود ہر زمان جانتا ہوں

جلاں اپنا آنا یہی کہ کئی نظمیں

جو اسرار مخفی کو کرتا ہوں ظاہر

ہو اسودہ سیدہ میں حاصل تو صلی

جزیں کی حد لے سکے وہوند ہو نہیں کہو

نفس کی براق اب جو ہر زیر اپنے

زمین پر جو سہراج حاصل ہے تجھ کو

لغات تعاقب جہیں اس سخن میں

ہو نہیں صورت عشق مطلق یہ نکتہ

احد کا کہہ ایا جو برزخ سے میرا

مری آپ میں عزیز شان جانتا ہوں

ہوں خود مر رہی شریبان جانتا ہوں

میں اک چشتیوں کی دوکان جانتا ہوں

ہی غائب یہاں کج روان جانتا ہوں

سر عرش کو آسمان جانتا ہوں

ہوں خود صورت نروبا جانتا ہوں

کلام اپنا میں حبیبستان جانتا ہوں

بلا وہم و شک و گمان جانتا ہوں

میں احمد کا ہوں جسم جان یا ہوں

جو مجھ میں ہوں جس کے ایجو مجھ عاشق

میں کعبہ ترا آستان جانتا ہوں

جو میں چٹکی صورت بنا چاہتا ہوں
اذا الحق کا دوی مرا کہ ہے ناق
جو اپنی خوری کو مٹایا ہے میرے
مٹا شکو اپنے میں آیا ہوا
جو اپنے میں بٹل اپنی دیکھی ہے
ہوا ہوں جواب خواب غفلت کے بلکہ
ہوا عشق میں نکل جو درد و غم
جلالی جلالی صفات اپنے ہیں دو
میں اب آپ بنتا ہوں مجھ کو سلی
احاطہ میں رکھتا ہوں دیر و عزم
مری ذات ہے کفر اسلام خود

جدا عبدیت ہوا پس چاہتا ہوں
میں حق پر ہی سہی چڑھا چاہتا ہوں
خاک کی خود ہی میں ملا چاہتا ہوں
عجب سے دو دن رہا چاہتا ہوں
میں تعبیر اس کی سنا چاہتا ہوں
نصو میں اپنے اودھا چاہتا ہوں
کچھ انسانہ اوسر کا لکھا چاہتا ہوں
میں اب اکتوا کجا کیا چاہتا ہوں
خود الفت میں اپنی پھینا چاہتا ہوں
ہنیں اک جگہ پر کھا چاہتا ہوں
رہا جلوہ گر بجایا چاہتا ہوں

ہنہین دین و مذہب سے بجا و غرض کچھ	ہر اک سے میں عشق و دلا چاہتا ہوں
۱۲۸	ہوں خواجہ معین میں ترا عاشق زار ولایت کی تجھ سے عطا چاہوں
جو میں ذات بخت اس بنا چاہتا ہوں مجھے لائقین کا ہر شق حاصل صفات اور اسماء و افعال اپنے پرے عرش و کرسی کے ہنہ کا ہنم جو ہی گنج فغنی مری خاص خلوت رہوں غیب ہو کر ارادہ ہی میرا مرا خاص گھر دایر سے کیے ہی اوپر ہی لاشہ و ناموت کی اپنی جاہور	مقام وری الوری چاہتا ہوں خدا سے جدا میں ہوا چاہتا ہوں شکر ہمیشہ رہا چاہتا ہوں سکان لامکان میں لیا چاہتا ہوں میں پر د میں اپنے چھپا چاہتا ہوں ملا سے میں اپنا خلا چاہتا ہوں میں کیشش حبت کی سرا چاہتا ہوں میں ناسوت کی کتب چاہتا ہوں

<p>جو آواز باطن نکستی چہ چہ ہے جدا ہوں اضافات والفاظ میں</p>	<p>یہ صورت اپنی آہی سنا چاہوں جو معنی سے آنا چاہا ہوں</p>
<p>۱۴۹</p>	<p>ہو خواجہ سعید اپنے عاشق کو بخشش میں اپنی غزل کا سدا چاہت ہوں</p>
<p>دیر ہوں نہیں نہ گردش گرداب آہیں نقطہ کی شکل ہوں نہ خط انتخاب دور ہوں نہیں نہ روشنی آفتاب ہوں ہوں نہیں احد نہ احمد حدت تاب ہوں ہوں میں حرم نہ در نہ کعبہ کا باب ہوں ہوں مشتاق و مجنون نہ بیشعشع و شارب ہوں میں ملو نہ ہوں نہ رگ و تہی الباس ہوں</p>	<p>قطرہ ہوں سرج ہوں میں شیم جاب ہوں سعی ہوں لفظ ہوں میں ام الکتاب ہوں اختر نہ ماہتاب نہ چرخ و سحاب ہوں برق ہوں سیم کا نہ میں شکل آفتاب ہوں اللہ کا ہوں نام نہ بت کا خطاب ہوں آتش ہوں باد ہوں میں آتش و تاب ہوں میں سچ ہی خدا نہ سوال جواب ہوں</p>

<p>شاید شد هون جدم هون شراب کباب هون هون خیر هیچ شتر نه ثواب و عذاب هون مانند روز و شب که نه از عذاب هون نام حیوة و موت نه در عتاب هون سرمانه بر شغال نه درین فصل تاب هون هون برگ گل نه تخم نه دین حق و شاخ سبز بی بی کام و سبز بان هون در آید که سوز</p>	<p>نه بخار هون ساقی نه خراب هون هون حبت و سقر نه خطا و صواب هون عافان هون شیرانه دین نه خراب هون دینا و آخرت هون نه روضاب هون صفت هون نه نصرت آید سراب هون نخچه هون نه دین نه مطلق آید هون صوت و صدا باطن جنگ و رباب هون</p>
---	--

<p>خواجہ معین دین هون نه چستی نه قادی معیوب هون نه عاشق پر مضطرب هون</p>	<p>۱۳۰</p>
---	------------

<p>طوبی ای بگیا ای لای معین دین سایه دین ایگه بھی که راهبر شا</p>	<p>سدره یسعی هوا ای لای معین دین نیل کبریا ای لای معین دین</p>
--	---

جنت الہی بنگیا ہی سلسلہ سر اسد
 و کھلار ماہی سب کو یہ کعبہ کا جو سنار
 خود ملکشان بنی ہر نشان انگریز
 اور خان و ملہم اس کا تم اعجاز نہ کیوں
 زردی غلام کی صاف جو سرق ہو گیا
 عشاق کے لہو سے نرم اس پر فہم
 کجرات کا ہر حضرت شہر و نشان
 عالم میں نام شہینہ تھے جیسا کہ لواء آمد
 سب خواجگان شہت کا ملا ہر نشان
 عرش برین کا قبۃ آسیا کو خود گور
 اس کا نشان چہ مشرق و مغرب میں چہ

قاسم کے خرافہ کا لواء معین دین
 قبلہ کا بنا سب سے لواء معین دین
 ہمایا نہ ماسیہ لواء معین دین
 موسیٰ ہی کا عصا ہو لواء معین دین
 تشریف کی یا سہ لواء معین دین
 اگر خاصہ ہمارا لواء معین دین
 شہد ہو ہوا ہی لواء معین دین
 انکو وہی ملا ہی لواء معین دین
 ماوا اولیا ہی لواء معین دین
 کس بعد مان سکا ہی لواء معین دین
 کیا تو اس تو لواء معین دین

محمود کے کرم سے خلافت جو ہر نصیب

۱۶

عاشق کے گھر کھڑا ہو اب معین دین

۱۳۱

یہ مدد گشت ہر نشان معین دین

قرآن کی ابتدا ہر نشان معین دین

تویر والضحیٰ ہر نشان معین دین

شکل فائما ہر نشان معین دین

لاک الف بنا ہر نشان معین دین

آثار کبریا ہر نشان معین دین

عشق کا خدا ہر نشان معین دین

مرجان کا لوہا ہر نشان معین دین

کتب سما کھڑا ہر نشان معین دین

بسم اللہ آرمایہ نشان معین دین

الحجیر کی بنا ہر نشان معین دین

والشمس کی ضیا ہو کہ بیکر کلی ہر صف

اللہ کی جو وہبہ فتم سے ہر عیان

اللہ ما سواہ سے آتی ہر یہ ندا

تفسیر شہود کی تفصیل یہ بھی

اگر وحدت الوجود تری ذات کی قسم

عشاق کے لہو کے جلی حوسہ بین

پہنچا ہوا ہے اس کا کس لاسکان تک

تھا عاشق کجاو تن نشین جو لواء احمد
 دعویٰ جو اپنے اتہا کرتے ہیں سنے
 کیونکر نہ حکم فخر ہو سہد و دکن آج
 ہوتی ہر اس رزمیہ اللہ شگفت
 سایہ میں کے ایک سعادت کر جھول
 آپ کی نظام دین میں جو محبوب آگے

خود یکہ آگیا ہوشان معین
 بران خود ہوا ہوشان معین
 محمودیہ ملا ہوشان معین
 اسرار اولیا ہوشان معین
 یہ صبریت ہما ہوشان معین
 یہ حاصل پکا ہوشان معین

عین شاہد کا جو تار نظر بنا

۱۹

عاشق کا دل رہا ہوشان معین

۱۳۲

صد آماجس ہم نعمت زینور ہستم
 عیان آن گل لعلم کہ خود تو ہستم
 خود مشہو ہستم

من آئم و جہان یکنا کہ پر شور ہستم
 شہ از نقطہ خدا باز از ان حرفت ہستم
 ز دم آخر خودم ظم ہر خودم ہستم

و چون طرز گوناگون کن از دست شده ظاهر
 خدا خوا آرد گفته بر من آیت سخن
 چو داشت برده چشم من نظاره ذاتی
 همین نشو نمای من ظهور هستی حق شد
 دل من دلی این شده از تابش نور
 تجلی زخم کرده است روشن مهر عالم را
 بچشم ظاهر منی که آید ذات من مطلق
 بسراج آموارم بر میرگ ذایمی هم
 چو گویم جلالت من کشیدم دست از دنیا
 بپایه یا قافض افروختم زار محبت را
 شرب میل خود و خور و چنان بخوشتم اکنون

نگریا کثرت است با خود و منور شدم من
 و یسبب هر گم هر دم نه از سر و دهم من
 ز خود بر خویش هر دم ناظر و کور من
 چرا خود را ناگویم حق که خود منصور شدم من
 من آن بودم که دارم که رنگ ملک شدم من
 مدام از طلعت خود شعله برآور شدم من
 همیشه در حجاب عین دل مستور شدم من
 مدام از دولتش ای خود معرور شدم من
 که خود را سکند و دارا و هم فقور شدم من
 من آن پیر معانی هم که در دستور شدم من
 که در یخانه دود بدل سرور شدم من

<p>من آن گلزار فرودم بیدار من کجا خلد است لب اظهار من بدست از انگشت حیرت میزبان من تماشا طلب چشم میوه درون بجز دامن عقیده نیست قلبیت</p>	<p>من آن رضوان بر آن غلامان شکرت شرم چه گویم حالت خلوت که خود بپرستم من کنون در روز روشن خود شایسته شرم همانا بر همه شایسته خود محصور شرم</p>	
<p>۱۳۱۳</p>	<p>سنگ از نواجیه حمیر حاصل کرده ام نعمت دام ای عاشق چشتی بدل شکو شرم من</p>	<p>۹</p>
<p>جیسیم و ذاکتی هستی و سپهر شار کیونکر هو جو چون کا خواب غفلت است فتنه چنانکه تری صورتی که چو تو می آید تو بی بی پایا نیست خلوت من جو عاشقی هستی شکر بل حب بلین این بجز نوازه</p>	<p>خمار باد و حدیث و هشیار کیونکر هو فنا کی راه پر جو سو و بیدار کیونکر هو صفا و ذاتی مطلق تو بجز تکرار کیونکر هو هنین جب دوسری صورت تو بجز دیدار کیونکر هو همین بجز خودی هر دم شب گفتار کیونکر هو</p>	

جو تو ہاتھ سے ناسوت کی یہ شہتیری کی	ہو ناقص تا نابا تن میں دم کا تار کیو نہ ہو
جو کعبہ میں ملا مجھ کو اوسیکو دیر میں پٹا	ترا ہمت رنگ ہر تیرا نہ ادیندار کیو نہ ہو
جو موسیٰ ہو یہ لو جو کبریا نظر کر رہے	ہی سینہ دشتا میں طالع اب توار کیو نہ ہو

۱۳۴	معین الدین چشتی کی توجہ یہی جو عاشق ہو	۹
ہمیشہ یاد مرشد کے سوا اب کار کیو نہ ہو		

گنج مخفی ہے عبث کون ہلا یا مجھ کو	سبز باغ آسکے یہاں کسے دکھایا مجھ کو
صوت غیبی ہے یہ غیب تھرکا تو مجھ کو	کسکی آواز ہی کیا بید سنا یا مجھ کو
وصل جانان ہوا مفت میں بدنام یہاں	خلوت یار میں کس شخص نے پایا مجھ کو
ایک ہی باغ الفت ترقیے ایسا قی	مست دیوانہ وہی ہوش بنایا مجھ کو
وفا خواب کیسے یوں ہو نکٹا	کون جدم تھا جو خلوت میں ہلا یا مجھ کو
جستجو تھکی جو کی فہم رسا میرے	ذات اپنی ہی اللہ کو دکھایا مجھ کو

سجد کعبہ نہی کہ چو چای سے عبا تکلی نہیں
اپنی ہستی آفتا تو ہو چکر کسو خدا ب

در بدر شنج نامق ہے پھر آیا مجکو
دیکھا واعظ سقا پنا ڈرایا مجکو

عشق میں تیر سے نیا ہوا ترا نوا جہشت

۱۳۳

عاشق اپنا جو سدا لاق میں بنایا مجکو

۱۳۴

یوسف ہو سنا بچہ بیخ ساقی بھی بچاؤ تو
رنگ جو تو بوی ہو گل جیسا ہوا ورنہ
ملو تو دلی دریا اور تھلہ انوار ہو
جو ہم پر ہونے کی ہوا ورنہ ہو بھو جیسا
نہیں تھا ہوتا نہ ہو تو لارام ہوسم
بہر طہر تیرا نہ ہو ساجد و سجدی
از دل آتہ بھی ہو ہو طہر و باطن میں

کیف ہو سرست ہوا اور بخود و سرشار ہو
ہو بہار اور ہو خزان او بلبل گلزار ہو
ہو کلام اور دید ہو و طالب یدار ہو
لفظ ہو عاشق ہو اور لب ہو گفتار ہو
اکثر ہو کافر بھی ہو نہند و بھی ہو زنا ہو
تیغ ہو زہری ہو اور عابد و نیدار ہو
راز ہو ہزار ہو او عید ہو اسرار ہو

ہو مرضِ جان ہو آزاری ہو شفا
 ہو خون ہو شر ہو شیدائی ہو دیوانہ
 عاشقِ معشوق ہو شو شاہدِ شہید
 گنجِ ہو قاون ہو ہوا مال ہو ہی ہو غنی
 شاہ ہو دشمن ہو امیر ہو وزیر

ہو سیجا ہو صحت اور خود بیمار ہو
 عاقل و دانا ہو زریک ہو تیار ہو
 طالبِ مطلب ہو اور لبر و لہار ہو
 فقر ہو قناعت ہو اور زہی ہو زار ہو
 تاج ہو تخت ہو اور اقصا سرِ خار ہو

بروم ایسے خواجہ معین الدین جی عاشقِ کبیلے
 سرور و سرکار ہو اور مالک و مختار ہو

۱۳۳

۱۳۴

ساقیا بگردِ اباد و بیتِ پیمانیک
 سنگِ توحیدِ نبون ہوئے پھر تانیک
 عاشقِ عمر و وردہ ازب نے کیلے
 لامکن چو کرا یا ہوں بیکت کر بیاں

عشق کی فوسے عاشقِ ہرستانیک
 تم سے کہہ دیتے ہیں ہم چہ نہیں دیکھ
 اشکِ سپینے کوہین اور غصہ و غم
 ستد آبِ کھڑا ہوں بھی مگر جانیک

<p>شکایتِ دردِ دلی تو کہو کہو نہ کرو وصال مجھ کو آبادیِ قلمِ عدم سے مرثوب ہم سچا ہے یہ کہ جانیئے گئے وقت میں ایشو کا قیمت میں کس شے تیار لکھ دیا کا قہر نے جو کچھ تمام ننگھے پیسے جو جو جاہن مفتو گناہ مردِ مکتِ یار کی آنکھوں میں ہر محسوس روئے دلدار کا متاق اگر ہی کوئی</p>	<p>نکتہ باریک ہے آسان نہیں بندھو کیونکہ رہنا ہو بیانِ یکہ کے دیر انکو کس بہانے سے قصا آتی ہے انکو نہ کوئی آئینے مری قبر یہ سچو ہانکو باقی ارب کیا ہے جو ہم جانیں لکھو انکو چھوٹے کو بعدِ شمع بھی جُتھانکو طاقِ سجد سے لگا رہتی ہے سچانکو ہم بھی خلوت میں جلین پاد رکھنا</p>
---	--

۱۳

حضرت خواجہ شہنشاہ جو ہے عاشقِ تیرا

۱۳۴

زیتِ سمجھا ہے ترے عشق میں مرنا

ادوستِ شق ہو گیا خود متلا ہو

سینے حرم ہو اہو

دھلا

جوشِ خون سے بگنے دیوانے اجماع
 کھتے ہیں خویسے ضد دل کا کھلکھل
 الفت میں تیری سی تیہیں آیا جب
 ہیچ نہ راضی کا اوس سے ظہور ہی
 آواز غیب کا ہی تو غل جو روز شب

ایسا ہی پتے باجین تجا دعائے
 تسکین کو ہر اس کی حرب دوائے ہو
 تو بھی ناکر اپنے کو کھلکھلے ہو
 پاتا ہے جس کو تودہ ہی نشوونما ہو
 سنا ہوں شجرت سے میں ہر دم

ہو ایک بلکہ دین تو کجا ہی لاسکان
 حلقی صفات جو نذر ہر اوسکی ذات
 مرنا نہیں جب کی ہر وہ کہیں کے
 کس طرح تجکو وصل میں مل جائیگا آہ
 ہوتے ہیں ذات یہ سار تعینات

جس انہیں گمراہ ہی عطیے ہو
 عارف سمجھتے کہ ہیں خدا کو بجا ہو
 حقیقین سب ہیں دیکھ کے یہ جہاں ہو
 دیدار رب جو چاہا تو پائے لگا ہو
 آتی نظر جو کجا ہی مطلق نقائے ہو

خواجہ معین دین سے جو سہر خفنی کھلا
عاشق ہوا یہ ہے خود کو شاکر فدا ہے ہو

انتق لا آله الا هو

ہو گیا لا آله الا هو

کل کمال لا آله الا هو

دو لا آله الا هو

اشنا لا آله الا هو

برسلا لا آله الا هو

پڑھ سدا لا آله الا هو

خوش ندا لا آله الا هو

جا بجا لا آله الا هو

ابتدا لا آله الا هو

احدیت کے کلاسیق

ہو گیا سب زبانی

مرد عشتی کہ شہزادہ کا

صورت و جبر و قدرت کا

ہی اوتا را و پڑا و مرین دے

صاف کہتی ہی آیت الکرسی

صوت چو کہ آ رہی سمون

نمیب راج سنتے تھے احمد

آملالا آله الا هو رمنا لا آله الا هو ہی بقا لا آله الا هو ہی غدا لا آله الا هو مدعا لا آله الا هو	بیب تماش خدایں نکلت ہی وری الوری کو پیے الحق اللہ کا ہی رسم فنا عاشق اپنی زندگی کیلئے ہی بکشی لکا عار و لاپیے	
۲۱	پڑتے ہیں عاشق معین الدین اولیٰ لا آله الا هو	۱۳۹
رب مطلق سے جدا میں ہوں نہ تو اوس کا ہی نشوونما میں ہوں نہ تو ہی وہی خود جا بجا میں ہوں نہ تو دیکھ لکرا آئینہ میں ہوں نہ تو	ہو جہان شان خدایں ہوں نہ تو شان کی یہ یہاں لولا کی پہلے آدم سے ہوا جس کا ظہور عبد کی صورت میں بولی آپ سے	

صفر میں محبوب خود ایک بی
 وصل کے بہرہ کا پہلا ارشاد ہے
 ہو گیا اثبات الا اللہ سے
 مصحف رجب خان پر کرتلہ
 بزم وحدت میں ذرا گم ہو گئے کچھ
 خاک آتش کی حقیقت سے کھلا
 سیم کی گنگٹ کا نقشہ ہے جہاں
 کل شیر مالک کی رمزیہ
 جو کہ وجہ اللہ میں مخفی ہی رہا
 آپ اپنا شیفہ ہے جان جان
 سامنے اندھوں کی دیدار کا

گم ہے اسجا دوسرا میں ہوں نہ تو
 ہی وہی ملتی صدائیں ہوں نہ تو
 دریاں لفظ لائیں ہوں نہ تو
 خلق ہے خود ایسا میں ہوں نہ تو
 یار ہے خود بر ملا میں ہوں نہ تو
 ہی جہاں آب و ہوا میں ہوں نہ تو
 ہی نہ یہاں ارض و سما میں ہوں نہ تو
 شب رانی ہر فنا میں ہوں نہ تو
 خام و سکھ ہر بقا میں ہوں نہ تو
 یہاں کیا مبتلا میں ہوں نہ تو
 ہی فقط جلوہ سدا میں ہوں نہ تو

عشق کے پھنڈ میں مرغ جان ہوئی قید
خیر و شر کا اپنے جو تخت رہی
چارہ بیمارِ حیران اور ہے
ذاتِ بیچون فنا ہو کر تو دیکھ
دیکھ لے اصل حقیقت اپنی آپ

دام الفت میں پہنچا میں ہوں نہ تو
ہو و ہو ہی طے کیا میں ہوں نہ تو
اسی طریق کی وہاں میں ہوں نہ تو
ساحبِ ہون و حیران میں ہوں نہ تو
بیوجو و کسیر یا میں ہوں نہ تو

خواجہ چشتی کا یہاں عاشق ہو گیا ہے
ہاں وہی ہے جسے نوا میں ہوں نہ تو

۱۲۰

۱۷

ہیں ساری قمریان اکجا انا مانا اہو ہو
خزانِ جاگر بھاری جو باغِ عشقِ بیچون
بنائیاں اول تو پھر پختہ میں
جو آئی بیل و حدِ شک کے باغِ کثرت میں

چمن میں غل نہ کرنا ہو کا انا مانا اہو ہو
چمن و حد کا سب سے پہلا انا مانا اہو ہو
ہو شاداب اب گل اٹھو انا مانا اہو ہو
ہمیشہ کرتی ہے نالا انا مانا اہو ہو

مینی ہی یا بصیر اس کے صبح گلشن مین
 ہماری سروتقامت کو الف اللہ کا پایا
 ستایا لاکھ کو جو لوحِ حنیہ سے اپنے
 درہی کیے رنگ سے نکلا تو اگر بویہ ترین
 جو رخ و اشمس اللیل اور گل گیسوی ستر
 و عینِ خیزبان رسن ہر گلشن تجسستہ
 ہر ساتھ دس لایہ بالی کے پھیلنے گلشن مین
 گلستا کیے تشق مین سرسبز در و در
 جو ایک مصحف جسے پینا باہن پکا
 مینی ہی سرخ و کبھی خطا دعویٰ مہدی کا
 بنا ہی مویا تو آپ ہم خود و اتین تری

پکاری تر گشتہ انا مانا اہو ہو ہو
 تو بلا سداہ اور طوبی انا مانا اہو ہو ہو
 سدا کہنے لگا لالا انا مانا اہو ہو ہو
 جبکہ ہوسا دونا انا مانا اہو ہو ہو
 وینیل اور گل تازہ انا مانا اہو ہو ہو
 صنوبر کا ہی نقشہ انا مانا اہو ہو ہو
 ہی گل و سمنوی چنیا انا مانا اہو ہو ہو
 کھڑا ہی باغ مین گیندا انا مانا اہو ہو ہو
 گلاب سدا ہوا پیدا انا مانا اہو ہو ہو
 حنا کا رنگ ہی تیرا انا مانا اہو ہو ہو
 نہاں شاخ اور پتا انا مانا اہو ہو ہو

بنا ہوں باغبان کچھ چرک اپنے سہی
ہوں جو میں مالک شہر امانا اہو ہو

۱۴۱
سحین الدین چشتی کے چمن کی تاحل شوق
۱۵
غزل تیری سے گلہ ستہ امانا اہو ہو

خواب سے چونک اٹھا ہوں تنہا مایا ہو
آپ واجب کیا کج جو بنا ہوں ممکن
پوچھتے کچھ نہ مرا نام نشان و کن
نام اللہ سے ہرگز نہ بکار اب محکو
دیکھتے تجا نہ میں نا توں بجا کر سنے
قل هو اللہ فقط سورۃ مطلق ہری
شان تیرے کی عزات مری آئینہ
اول آخرا اب ظاہر و باطن محکو
خود کو پہچان چکا ہوں تنہا مایا ہو
ہو کشد ہی کھڑا ہوں تنہا مایا ہو
میں بعین جدا ہوں تنہا مایا ہو
خود میں بچوں میں پران تنہا مایا ہو
ستر باطن کی ندا ہوں تنہا مایا ہو
جان قرآن میں بنا ہوں تنہا مایا ہو
کہ میں شب بیدار ہوں تنہا مایا ہو
دیکھ لے جلوہ نما ہوں تنہا مایا ہو

صد رگتو پہ بیٹھا ہوں جو مولیٰ شکر
 لاسکان بھی پر دھونڈھ لے نکال کر
 خاموشات اب مری الاں کا کالج
 دعویٰ کیڑی منی نکالو ہمیشہ سے حاصل
 ہوساز زندگی و موت و شیر اُچھٹے
 وصل میں گم سی تعین جو برا آٹھ پھر

بندہ و رب خدا ہوں تننا مایا ہو
 غیب کی نون میں چھپا ہوں تننا مایا ہو
 نہ بڑا ہوں نہ گھٹا ہوں تننا مایا ہو
 بیگیاں سترانا ہوں تننا مایا ہو
 خود صفاتوں سے رہا ہوں تننا مایا ہو
 ہو ہو تجسبا ہوں تننا مایا ہو

عاشق خواجہ اجمیر کی مدوت نکر
 آپ ہی نغمہ سرا ہوں تننا مایا ہو

۱۷۱

۱۷۲

مردہ میں چھپا ہوا زندہ نظر کرو
 میں آپ ہی خدا پس پردہ نظر کرو
 ہر دم ہی حق کا دیو جلوہ نظر کرو

بندہ کی شکل ہی میں ہی مولیٰ نظر کرو
 آنسو سے دور کر کے خود ہی کے جلوہ
 اللہ کے نظریے سے ہمارے ہنر ہی غیب

چون چرا کے واسطے بنکر زبان خود
 عین شاہد میں کھڑی ہیں چو تلیا
 محرابِ شیم کعبہ ہر اور دل ہی خودم
 ہو نظر اٹم کی حقیقت جو اپنی شان
 جاتے ہوں امان کے طرف نفیر حرم
 صورت و صدا غیب ہی جا جھٹ
 پر تو صفت ہے ذات کی سمجھو اور کو غیر
 ماتھو نکو اپنے سینہ پر رکھ رکھ کے شوق
 بعد فنا سمجھیں کہ آبِ نیکی ریز نوت
 آئینہ وجود سے ظاہر جو عکس ہے
 موج و جہاں قطب رہ و گرداب بحر سے

بیچون و بچکوتہ ہو گیا نظر کرو
 آنکھوں سے اپنی کون ہی سنا نظر کرو
 میشر ب بنا ہی اپنا سراپا نظر کرو
 ابھی ہیں صاف برزخ کبریٰ نظر کرو
 ہی کون سے عرش معلیٰ نظر کرو
 دلبر کا اپنے دہان ہی ٹکانہ نظر کرو
 خورشید ہی کا عکس ہے ذرہ نظر کرو
 کیا اضطراب دکا ہی نہا نظر کرو
 مان زیت میں عدم کا شتا نظر کرو
 کس شخص کا ہی مصحفی چہرہ نظر کرو
 کب ہی جدا انہیں میں ہو دیا نظر کرو

منہ بند کر کے سوئی سنی نظر کرو
آپھی من ہی حیات کا چشمہ نظر کرو

کب معرفت ہو ذات کی کتنے سے اسکے
کیون وہ ہونڈ ہو مثل سکندر اودھر

خواجہ معین دین کے جو بندہ سینے ہو تم
عاشق تمہارا ہے وہی آقا نظر کرو

۱۲۳

۱۷

کھانا ہر ایک کدھر بندہ ذرا تو اسکو سمجھ کے
ہی علم نقطہ میں جمع کئے ذرا تو اسکو سمجھ کے
ہو کچھ بکھر نہ ہو حوا ذرا تو اسکو سمجھ کے
ہی مزاراتِ صفائیں کیا ذرا تو اسکو سمجھ کے
ہی موعظہ میں مریا ذرا تو اسکو سمجھ کے
ہی ایک شیدا ذرا تو اسکو سمجھ کے
پڑا ہوا کچھ نہ تھا پڑا ذرا تو اسکو سمجھ کے

ہو مثل انسان کون سا ذرا تو اسکو سمجھ کے
اگر صاحبِ فن کی کیا کجی مرنے سے
وجودم بنا ہو کس سے اور میں تجھی ہر ذرا
طلسمِ اکا عشق نہ کر جو میں بچا ہر چور
جاگ رہا کچھ خدا کی بھر وید دایرہ سے
کچھ شخص دیکھ سے نہ اپنے انوار ذات
نور میں ہر آن پاک نظر ہو کرتے بندین

بنویتی قبی می میستی تیری تیرا تیرا
 کلام کی صفت کوین کر اپنی طاهر
 جو کلام تو میرا سنا او کو گوش دل سے
 ہر لفظ کب اخصا صفا مخلوقات ہیں
 جو مردہ سو ہی زندہ ہیں کہ فرق اصل
 وصال مگر کب ہی ہر جا ہم ہو تو کفر
 ہر شکل ہر شو خدا کی صورت ہو تو حقیقت
 خدا تو مخلوق و خالق سر عشق ہویت الحق
 چون حرف ہو نہ تو حال تو علم ہرین

ہر جا و ہر کج عجب شاد تو اسکو سمجھ کر
 یہ کہ ن ہر میرا کجا تو اسکو سمجھ کر
 ہر دم ہرین کی صدا ہو تو اسکو سمجھ کر
 جو ہم ہر نو و ہیستی تو اسکو سمجھ کر
 ہر سید اول پلک تو اسکو سمجھ کر
 ہر شکل بخون ہرین آپلی تو اسکو سمجھ کر
 جہا اشیا ہر عید تو اسکو سمجھ کر
 فائما یہی ہویدا تو اسکو سمجھ کر
 ہر شخص بڑا ہو کا تو اسکو سمجھ کر

ایسے تین صادق معین ہرین سے شقت

۲۰

محمود کس کا چہرہ تو اسکو سمجھ کر

۱۳۴

بنیکے صدمہ پہنچا اب تیری گنج گھر تم تو ہو
 تم جو احسان احمد مولیٰ بندہ ہو کس
 لحمت لہجی سے نکلا دم مٹی کا حلی
 مطلب سخن سے اسجا کتب ضمیر جمع مریح
 صورت آدم حوا صفا تمہا ابرخ ہے
 آب ہوا و آتش خود کا پتلہ میں ہر خان
 اشرف مخلوقا ہو تم صورت الٰہی ہونین
 سچ کے سر پر ہی جو جواب آب دریا گرد آب
 قطرہ نیسان کے جو دار سے ٹپکے بحر میں تم
 ہاں دریاں نگر تم فرخ پہ پلجے جیش بکو
 شامجب کردل کا تم پوچھتے ہو آ اور

ذات اپنی ہر کچھ دل اندر تم تو ہو
 ذات و صفت اپنے ہی غنیمت ہر تم تو ہو
 جسم نبی مرسل اور جان حیدر تم تو ہو
 ہر بندہ انشا اور بیان کے مظهر تم تو ہو
 گم جو دوئی ہو معدن اپنے شانور تم تو ہو
 سبکے عرض جو سیکھ ہو اپنے جو ہر تم تو ہو
 سچہ توبہ و خلعت میں سب بہر تم تو ہو
 کف کا کتب پر عجایب سمندر تم تو ہو
 درجہ فک کے آگے سب سر تم تو ہو
 صاف کلامیہ ذرہ سے مرئی تم تو ہو
 سچے ہو جان کے تم تک مندر تم تو ہو

<p>اپنا نغمہ بھی تم سستے ہو خود پردہ چھوڑتا را دلین دل کو سمجھتے ہو تم خود بنکر قمع عالم کا خود موصوفے تم اپنے ناوی آبی ہو اور دل بھی اپنے خود تم ہو مکے تا بسا ذاتین اپنی جلو گنا شان خدا و اندر پر عاری کی کج طبع سیرانا کا عقدہ اٹھاتا ہر کس بہر اس خاص متار بوجہ صلب ہے ہر کس لیے</p>	<p>صوت و صدا باطن کی تان سراسر تم ہو سرفنہ بنے ہو سینہ کا قلب صبر تم ہو پڑھ کے فتم سمجھے ہم ہر اک جا پر تم ہو خیر و شر کے اپنے صاحب خلق ہیں تم ہو و مدتی ہو کثر ہے اس کے مصداق تم ہو انکھ سجد تو کھتا ہوں میر منظر تم ہو ستر ملک فلک کے یعنی رہبر تم ہو ہم جانا اتنی کہتے ہیں اس کے سخنور تم ہو</p>
--	--

عاشق خشتی کے درخت خواجہ معین الدین حسن

۱۷

ہندو دکن کے دیون کے شاہ سردار تم ہو

۱۴۵

نقشہ وجودین خود مصطفیٰ کو دیکھو

گم ہو کر اپنی ذہنیں آبی خدا کو دھونڈو

بیو معیون میری اولنگر دکھائی وضع
 آدم ہوا جو خد کے باہر ہی بید اور
 ملک سے آیا ہی عاشق جو اپنے تھتہ
 مٹ جا گیا کبھی تصور سے تو فقط
 ہی دل کا خطر اس بجا بڑھا و پر
 اتنی ہر شرجہ ہے جو آواز یار کی
 ہوتی تھیں سُر رخ رو سے قد مو پہلے کن
 لکڑیے جگر کے چاک پیتا ہون غزل
 اسی عذرا جیسا بنے سینہ کے غبار
 دنیا و آخر کی طلب میں نہ ماتھہ اوٹھا
 ہستی کی اپنی کسبے خبر نر نشمین

خود آپ مبتلا ہوئیں اپنی ادا کو دھو
 تقصیر ار تو خواو سکی خطا کو دھو نہ
 کسو اسطرح چھپا ہی وہ ادس شہنا کو دھو
 اسی طالب بقارہ کفب کو دھو نہ
 تسکین و اویسے کو اپنی ہی دوا کو دھو نہ
 کانوں کو بند کر کے ذرا ادس ان کو دھو
 شکار اگر ہے شوق نہ زنگنا کو دھو نہ
 ایسے فکر یار تو بھی کچھ اپنی غذا کو دھو
 کھلا ہی جس نے غنچہ دل ادس ہج اکو دھو
 زاہد جو بدین کام ترا ادس دعا کو دھو نہ
 ہو سکا بے نشان تو تشو و نما کو دھو

آغاز پر تو کتبِ بجا بنام پر ہے قصرِ جمائین آتا ہی خود لا مکانِ نظم غیرِ زباجو رونا کسے عشقِ مستقیم تو نے بہلا کیا کہ برا جو کیا کیا	کر ابتدا تو اپنی لظاہر کو دہونڈھ ایزہر و عدم نہ بیان تو سر کو دہونڈھ بہتر بھی ہی جان تو اسکی ضیا کو دہونڈھ ابقت الگا ہر شتابی قضا کو دہونڈھ	
۱۲۶	عاشق کی طرح تو بھی نازل کر گیا طے خواجہ معین دین سیسے کسی ہنجا کو دہونڈھ	۹
بچو اسے پھلو میں جو دلدادہی دلا جب دیکھتے ہیں اپنے کو پھر میسے سفر چڑھا وار پہ کھ کھ کے انا الحق جسکو عرفان سے اک جرم وہ ظاہر میں جو دیوانہ نظر آتا ہے وہ خود	بیدار ہے بیدار ہے بیدار ہی دلا دیدار ہی دیدار ہی دیدار ہی دلا سرشار ہی سرشار ہی سرشار ہی دلا سرشار ہی سرشار ہی سرشار ہی دلا ہشیار ہی ہشیار ہی ہشیار ہی دلا	

ہو عاشق معشوق کی نزدیکی صحت جب کہ مین بیمار کھینچ سکی مین برہنہ کی جو بھرتا ہی بھان برہنہ شین	اسرار ہی اسرار ہی اسرار ہی واللہ آزار ہی آزار ہی آزار ہی واللہ خود یار ہی خود یار ہی خود یار ہی واللہ	
۱۴۷	عاشق ترا دارین مین وہ خواجہ پستی سدا رہی سدا رہی سدا رہی واللہ	۱۵
کچھ عرف نہیں اپنا دل آرام ہو اللہ ماقوس کی آواز سے یہ سنتے ہیں دم سعی ہو الاول والآخر سمجھو یہ اپنا سراپا جو بنا مٹھ نہ چوں اعلیٰ کی اور ادنیٰ کی جو ہر ذلت کی ہستی گہو سے محمد یہ جو دلیل ہے ناز	ہو سنگ ہو اللہ اور صہام ہو اللہ ہیے کفر ہو اللہ اور اسلام ہو اللہ آغاز ہو اللہ ہی انجام ہو اللہ ہی جان بھی ہو اللہ اور اندام ہو اللہ ہاں خاص ہو اللہ ہی اور عام ہو اللہ پڑھتی ہی سدا زلف سیفام ہو اللہ	

کتاب بھی طائر دل پہنیں کیے قفس میں
 خطبہ و القامین سمائی ہو ادب کی
 میخانہ موسیٰ کے ساتی کا ہوا رشا و
 ہر عاشق و معشوق کا جب ایک ہی آ
 کعبے میں کر دیکھ بسا ہی جو وہ اگر
 خرید و قمر سے جو نمایان ہر ترانہ
 آتی ہے نہ اوصاف بھی گنبد سے
 ہر کواں اللہ سے یہ بہ بید کھلا

صیاد ہوا اللہ سے اور دام ہو اللہ
 ہی و حی ہوا اللہ اور الہام ہو اللہ
 شیشہ بھی ہوا اللہ ہی اور جام ہو اللہ
 خود یک ہو اللہ ہی پیغام ہو اللہ
 ہر طوف ہو اللہ اور احرام ہو اللہ
 بس صبح ہو اللہ ہی اور شام ہو اللہ
 قبتہ بھی ہو اللہ سے اور بام ہو اللہ
 صف در بھی ہو اللہ ہی فرغ ہو اللہ

ایسے خواجہ جمیل میری فقہ راہین

۱۱

کتاب ہر دعا عاشق بد نام ہوا

۱۲۸

خدا جو کھتے ہیں ہم کو نہ پھر ہر نام

احمد جو اپنا بنا ہر احمد سنی کی ام ہو

ذرا تو کتب میں عشق کے تم سب سے بڑے
 ہر نفس جبریت اپنی نہیں جو خطر کا جل وین
 بنا جو عید ہزار عالم بھی وحدانی کثرت
 جہی تران آج ثابت اوکا لاہوت سے توج
 صفا اوکی ہر اپنی ہی تنگے او میں جہاں
 کلام صبر اوکا ہر دم جو گوشہ میں آکا ہوا
 وصال میں ہم جو بظرب میں چرا و بحر و لؤلؤ
 جو اپنی تشبیہ محو ہر جمال جان و جلال میں ہے
 ذرا تو صیاد غور کر لے قفس میں اس تنگے ہو کر

بنا ہی نقطہ الف جو ازل اخیر پر دو لام زد
 سمجھتے ہو جو کہو و چی تم احباب اس مطلق کلام
 جو غیرت دور کر کے دیکھو نظر میں یہ امام
 کھڑا صاحب شریعت خود زمین کی پیل غلام
 وجود اوں کل ہوش و ریاض و یمن ایدام
 سمجھ لو اسی عاشق کہ نسبت میں پی اڑکا پیام
 ہر لب پر اپنے جو شوقا ہوا اپنا ہی کام
 قیام سر بہرہ میں جو ہر دم اپنا مقام
 جو من و دل اسی الف کی گئی کیو دام ہر وہ

نماز وحدت میں ہو کے بخود کرتے اب تقداد کی

۹

بنا ہر خواہ معین دین جو بہارا عاشق امام ہر وہ

۱۴۹

<p>ہمیشہ ساتھ شیشہ کے لگا رہتا ہوں کھانچے ایسی یادیں ہیں جس میں رہا اڑنے لگے ہوش ساتی ہو کے خود مر گئے تھی کلی شمع کی مورت بنی وہ شکل پر وہ کرین کیا شیخ صاحب ہم بنا تو دل ہی برہنہ ہو کے عالم میں کھاتا ہوں عین سنا ہماری طبل جان کا نہیں جنت میں جو بندہ ہو وہ ملا ہی نہیں ہم سے رنڈا</p>	<p>ہنوں جس گھڑی کھانیا ہوں جہان میں یہ لچر پیسچا ہوتی ہوشت کھوں شیشہ شیشہ کی سستی کی کیا شعلے سے دکھلایا مائتا نور و مدکا ستم جہاں ہر اپنا ہی بہتر دیکھ سے گریبان چاکر جب دیکھا تو جا بکے کئے کرا شاگر تھل ہستی کو فنا کے باغ میں پھینچی خدا ہی اپنی ہستی میں تو بندہ کے کھلا</p>
--	--

معین الدین چشتی کا ہر منظورِ خاطر کیون

۳۰

سخن ہے اس کے عاشق کا قلندر وار مرد

۱۵۰

نور ستر کبریا ہی اپنا خواجہ شہ

مظفر خاں اپنا خواجہ بادشا

خاص شخص مصطفیٰ ہوا اپنا خواجہ بادشاہ
 کیونکہ ہم کھلم کھلا اس کے خالق کے خالق
 سجدہ گاہ خاں عالم اسکی ہر درگاہ پر
 شریک و عظمت میں پھر کتا ہندوستانی کوئی
 سلطنت و کن کی ہر اسکی حکم میں
 ملکی سب کو ولایت اس کے خاں میں
 جو خطاب تھا اب اسکو ملائندہ جیب
 تابع فرمان ہیں اس کے سارے قطعات آج
 کیونکہ برائین جہان کے مقصد اسکی ذات سے
 سر کو قدر و تہجد اسکی وقت ہم
 شربت کے آئینوں میں ہے ہر ایک کے

جسم و جان تقضی ہوا اپنا خواجہ بادشاہ
 صورت مولیٰ بنا ہوا اپنا خواجہ بادشاہ
 قید و کعبہ حب ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 رونق ارض و سما ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 شاہ اس اقلیم کا ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 بحر فیض اگر بسا ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 ہاں محمد کی عطا ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 تاج بخش ادیب ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 سر بر حاجت ہوا ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 حضرت کلکشا ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 صاف و جہانیا ہے اپنا خواجہ بادشاہ

رگرویشانی کو اپنی اوسکی چوہت پر
 ہی تجلی سے اوسکی ماہ گردو کی حکمت
 دین دنیا کا حسین تحقیق حضرت کا وجود
 شخص و عکس آپ ہی بنا ہر عشق کے انہار کا
 حسن ممکن ہی پر ہی جو وہاں ہر شے
 بعید راگ رنگ کا ہر ایک سے پر
 جاتا کہ انجان بہن اوسکی حقیقت کہہ
 ذات یحیون نگہا ہر صاف و کا جسم
 نام نامی اوسکا اپنے لب پر گھڑ
 منزل معصود اوسکی غیر کو مال کہ
 جو کوئی ہو عشق کا بیمار ہے اوسکے پاس

سب کا باب دعا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 زیب محرم رضا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 دو جہا منین برلا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 جان تن کا آئینہ ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 آپ اپنا دل رہا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 نعمت کن کی صدا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 ہمنے سمجھا ہی کہ کیا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 ابتدا اور انتہا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 اب تعین سے جدا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 چشتیوں کا رہنما ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 صحت دلکی دوا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

اک جود اوس کا جو تیر سیر اور تیر سیر میں
 غلطی نہ نکلی اوس کے گنت کسرا کی
 پاسبان اوس کے بیٹے ہیں سار شہباز جہاں
 خرق عادی اچ نک اوس کے جانی بی
 ایکے ظل عافیت میں اک جہاں شہباز
 پاک دل ہو کر کھو تم ذات اوس کے منو

خود فنا و خود بقا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 زینت عشق و لاہی اپنا خواجہ بادشاہ
 قالب جان ہما ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 عین ہی مجرب ہے اپنا خواجہ بادشاہ
 سایہ ستر ملک کا ہی اپنا خواجہ بادشاہ
 صاحب بق و صفای اپنا خواجہ بادشاہ

تارک الدنیا جو بن کر ہو گیا ہے بیوا
 جان عاشق میں چھپا ہی اپنا خواجہ بادشاہ

۱۵۱

۱۷

جود کیون تو خود وہ مر رہا ہے
 فنا کی بجائے سرسبز آرزو ہے
 اویس آب حیات کا ہر دم دھو

مجھے حق سے ملنے کی کب تجرب
 کھڑی نغمہ شگین کی پانی چڑھا چک
 عبادت میں مصروف ہے جو مراد

ہو یہ جبکہ خلوت کھلا راز خفا
 چلیگی سیما کی کب دستگیری
 بقا و فنا کی جو کی سیر میں نے
 مرا کعبہ دل ہی ایسا کشاؤ
 احد گنج مخفی میں احمد ہوا جب
 ترے ماتھے سے سینے بانی شہادت
 مرے سینہ وحدت اور باغ دل کا
 بگولہ بنے بھی تو کیا خاک میں
 جو چہرہ ہی سیرا دی ہے خدا کا
 شراب خودی پی کے ہو نہیں جو
 دوئی تو بتا دے تو تشبیہ پر ہم

جو تو جی سو میں ہوں جو میں ہوں تو
 مرے رنم دل سے جو جاری ہو
 جد ہر دیکھتا ہوں او وہ ہر جھوٹی
 طواف ادسکا چاہو تو ہر چار سو
 اوسے عشق کی عاشقو گفتگو
 مری لاش کب لایق شہادت ہو
 کھلا ہی جو غنچہ اوس کیلی یہ تو
 عبث خاکساری تری کو کیوہی
 مرے ملے اے ماہ تو تیرہ روہی
 بجلی یا بُری ہے مری آبروہی
 صراحی جو تو ہی یہ کس کا گلوہی

جو تیرنگہ ہے ہین اس دلین دوزن
جو دیرو عوم ہین مقابل عارے

نہ عیسیٰ کو بھی کچھ مجاہد نہ ہو
مسلمان ہین دشمن کا فرعد ہو

نظر کی سیہ جو خوابہ چشت کی رلف
یہ پیچ اوس کا عاشق پڑا ہو ہے

۱۵۲

۱۱

نتیجہ حبیبی آدم تو کیا تھا کیا تھا
نما اپنی زبان پر کچھ تو ہی آزاد ہو
بہمان ایدل صال تھکو تو نسل کوڑی گز
نتیجہ تنگ کہ بکری کی بھی پانچھے گلو
وہی ایل و خبی سر وہی ظاہر وہی باطن
میں اپنی ذاکا عاشق ہوں اپنی ذاکا
رنگا رنگ میں ہے کو تو نے رنگ زنگ

سبھی لے راز غفی کو تھقی ہر صوفی ہوا
ہی دم میں خیر اللہ ہو تھا اس کے سیا
اگر ہے شوق مٹنے کا تو اپنے کو تو بیا
حقیقی رنگ کو اپنے تو سمجھا تھا خدا
اوس کا نام بچوں تھا اوس خدایا
میں ہوں بنیو میں ہو با خود جو کچھ چاہا
ہو بی بی رنگی جو کچھ چاہا تھا ہے

<p>میجا بنگیا آچھی ہوا جب درو عشق جو چاہا یا رنے ایدل تاشا دیکھنا اپنا کھان مرنا کدہ ہر دنیا فنا کی بقا کیا</p>	<p>نہو تا اگر مرض عشق کہے تی دو پہلے کل کر پروہ ثابت کی اپنی ہی خطا پہلے سبھی میراں ہیں سجا ہو می سب انتہا پہلے</p>
<p>۱۵۳</p>	<p>سعید الدین چشتی کی عنایت تجھے عاشق ہو ا جو خراب حاصل تھا یہ مرتبہ پہلے</p>
<p>جو تیرا طاق ابرو جان جان سی طپان دل دیکھ کر بولایا کھون ہیں کس طرح اللہ کو بچون پچھے ہیں نعتن مہورت میں میری ہو مجھ سے دور کیونکر صحت و بھر عدم کے ہم سا فرہین کہیں کیا</p>	<p>سدا وہ سجدہ گاہ عاشقان سے مرض عشق کو صحت کھان سے صفت انکی خود اویمین سے اویمین آپ اللہ بھی نہاں سے اویسکے عشق سے قابلا سے نہ پوچھو گھر ہمارا لاسکاں سے</p>

کلام اللہ کھنا کب سے جائز	جو کھتے ہو خدا خود بی زبان ہے
کوئی کھتا ہے کو کو کوئی یا ہو	چمن میں مرغ ہر اک نغمہ خوان ہے
انا الحق کی عیشے لن ترانی	زبان چلتی جو ہو بے استخوان ہے
ہماری چشم کے ساغر میں بنا	شراب شعلہ کی جس جادو کاں ہے
جو نکلی آہ دل سے عاشق کے	فلک پر دیکھ لو او سکا وہوں ہے
جو ہونڈا حق کو تو سب نے یہ پایا	طہو عشق ہے جس جادو مان ہے
عدم کی سیرین نے تو دیکھا	ہنہن او کاشان مان جو کیرہاں ہے

۱۵۴	دردوں گنل گیا عاشق جو تجھ پر	۱۱
	سعین الدین فیض آستان سے	
یار میرا حب داہنیں مجھ سے	دور میرا خدا ہنیں مجھ سے	
دل پہ میرے کہا ہے اللہ	راز مولا چھپا نہیں مجھ سے	

یخودی سے ہوا ہوں دیوانہ	دوستو کچھ گلا نہیں مجھ سے
تو نے کچھ چارہ در وقت کا	ایسی کھا نہیں مجھ سے
یار سے ہو گئی جو شب خلوت	سرمختی چھپا نہیں مجھ سے
روزمیناق تیرا ہدم تھا	بیوفا کیوں ملا نہیں مجھ سے
عمر بھر رویا کے عشق میں	یار و دم بھر نہ ملا نہیں مجھ سے
زلف کے سچ میں بھینا ایسا	دور ہوتی ملا نہیں مجھ سے
سلیے میں اب تو راکے ہوں	دور کچھ مصطفیٰ نہیں مجھ سے
یہ چہیا کون نکل انسان میں	یا رگروہ ملا نہیں مجھ سے

خواجه چشت عاشق اپنے ہے ساتھ	۱۱
وہ جدا کچھ ہوا نہیں مجھ سے	۱۵۵
جسے کہتے ہیں سب اللہ اور یگانہ نام ہے	کون کون سے کہ جگارا لڑا

<p> ہوا کیوں گنج غنچ میں اجداد کو عشق احمد کا جسے دیکھا تھے دیکھا جہان پائیا پائی بنا جہدم تو پتی با خود انکھ میں میری ہوا جاتا ہر خلوت میں مرا جب بیا پر پر فنا کو دور کر کے جب بھاگو پاسکے فنا بنا جبٹے عینان تو صدقین نگیا گو ظہور عشق ہے جس سے وہ آواز جان علی بدین نہاں میں یوں میں میں سے روشن سپر نور کو جان </p>	<p> اگر پھپھکے عارف بتا دیگا جو کسے تو ہی کر آدم و خواہد عیسیٰ تو ہی مہیسی اوشاکر پر وہ وحدت کو اپنے آپ میں نہیں ادب کو پر وہ مجھے کہ کس سے پر ہے کہین کیونکر اویسے مردہ جگام زندہ بنا قطرہ سے جو موتی اوتی قطرہ میں دریا وہی ہر عارف کامل جو اسکو خود میں پائی کھڑا ہوں سننے اپنے یہ میرا محبو مجد ہے کھین شید باباں ہی کھین بکھین توں رہے </p>
--	--

ہمارے بزم شادی میں ترسب یا رجاوہ
 ترے خلعت پہ وحد جو یہ میم کا پٹا
 چونکہ لاکے چوہین کی نوبت ہو اشدی
 ترپتے ہیں بھٹکائیں میں بل ناز کیے تر
 رخ شیدہ نکلے جو طبقے نور ساقی کے
 لگائی تو نے مجھ ہی دکھایا پیچہ مر جا
 ہا روح الامیں تو رکھ بناو پناضلوں نام
 ہلو جب مرکب چڑھانکر دمان سوسا
 فلک پر شری پڑ پڑا غوغا خطبہ
 چمن میں جب بنا تو گل سما یا عطر میں اگر
 جو دیکھا نکلی میں ترا آئینہ حدت کا

جو لہو گشت منہ پہ داہ تو ہی نہیں طہ
 جھانک دیا ان کے اوہی قدر نقطہ
 ترا ہی نغمہ لکھش جواب ہر کوئی سننا
 تو ہی عرق میں جانان ہی نام نہرو
 ہوا وہیں گنہ مخفی سب کہ جب کا تاشا
 حنا جو رخ روہیوں اس میں رنگ تیرا
 جو چاہی اپنی زینت ہی سدا و طرب
 ہی روشنی دادی میں ترا شب گشت کھلا
 جو نکلا ہو کے آدم تو ترے ہی ساتھ حوا
 تری جو میں سب مرست ایجا تو حیا
 دونی کب تجھ میں مجھ میں تو جانی میرا

ہوا ہون عاشق صادق من انخواجہ العین

۱۵

۱۵۷

تو مرشدھے تو مادی ہے تو آتہ تو مولیٰ ہے

چسپا کر اپنی صورتِ مست من دلدارین
مرے ساتھ چہرہ خمار کے دربارین
ہنیں وہ بختِ مطلق جو بختِ تکرارین
جو بیل بک ہم اچان سے رگزارین
کلار شہ متعجب سے زمارین
ہو جب تو کی اک صورت کو بیدارین
بنے خود قاتل و مقتول شکل دارین
کھا کر بر میانِ خم و دُشہوارین
چن کر جامہ ناسوت دم تارین

کلک گنجِ مخفی ہے جو شکل یارین
خدیو لم زیر لکھی شانِ آنکلی نظر گر تو
بیانِ علم لدنی کا ہے اپنے صفحہ دلیر
ہزاروں تانینِ شکی نوکِ بان پرین
جو چھوٹے شیخ کے پیچھے تیری یادین
جب آیا طور پر سی نہ سمجھا سہ مخفی کو
ہو مفسدِ خود ہم جیسا الہی کا کیا ہوئی
بنے ہو سے لداو پھر بنے دریا ہم قطرہ
بنے پیوے جب بشتہ تو ہو کر نا اوریانا

<p>گیاں ہفت دو ہو میں کچھ پڑا جانا اشاریہ ہم ابرو چاکرتے ہیں بل نہ ہر دم پوچھنے کے توای یا راجو میں شر عشق پیکر ہم بنے ہیں سطر زار بنا ہوں میں جو دیوانہ سمجھنے کا ہر شے</p>	<p>فریب عشق ناحق ہم اس بازار میں گئے جلا قاتل صفت کبھی تلوار میں گئے ہی مخفی راز غلط کا وہ کب گفتار میں گئے کہ شیشہ ماتھ میں لیکر درخار میں آئے جو حکمت مجھ میں پیدا وہ کب شہسوار میں گئے</p>
<p>۱۵۸</p> <p>وہی ہے عاشق صادق جہان کی چھو کر خدمت جوابے خواجہ معین الدین تری سرکار میں آئے</p>	<p>۱۵</p>
<p>ملوں میں یار سے کب ہی جیتے جو باقی کیا ہے عشق کے آزار نے جو زرد مجھے پہرا یا جوش خون نے یہ درد بد رنگو سے لگا کیا تو سچا مراد دل صد چاک</p>	<p>ہنیں ہی وصل کی لہیں کچھ آرزو باقی ہنیں ہی تار نفس میں مری لہو باقی رہی جہان میں مری کچھ آرزو باقی ہنیں چسپاس تر سوزن رفو باقی</p>

میں اب کس سجدہ میں نکلا جو گنج مخفی ہے
 عیاں چل بلالان ریخت گل ہے
 گل کے قید تین سے میں ہو ہوں مطلق
 ہو ہوں بحر میں جس کے ڈوب کر شہید
 طبع کو کیونکہ ہو محل الورد کی تشریح
 کبھی نہ ہجر کی دھوکے میں کھو کے جان
 خودی کو اپنی خدائیں فنا کیا میں نے
 ریگانہ نہ مولیٰ نہ عشق جو دم بود
 زبان حقے نکلتی ہیں سب مری پاتین
 میں واقفہ علی سے کرد گلا دو گلا سے

وہی زاہد و اب تک مرا وضو باقی
 چمن میں بار کے دو درج رنگ باقی
 صفات مجہدین قائم نہ نکل درو باقی
 یہ میری لاش کو کیا فرشتہ شریقی
 فنا ہی جسم تو کبھے رگ گلو باقی
 جو سیتے وصل میں بہتا ہی بار تو باقی
 ہندیں ہر حضرت ان کی مجہد میں ہوتی
 سمیٹ اپنے میں سب کو ہر گاہ باقی
 سخن کو منہ ہر کسی کو نہ گفت گویا باقی
 اگر ہو کوئی حبا میں مرا عدد باقی

فنا ہوا بھی تو کیا عاشق حسین بن

۱۵۹

۱۶۰

ہیں گے پر ہے کچھ اور سیکے ہیں کو کب باقی

ہم حجاب تھے ہیں او جاپہ گزر سکوی
 واسیکے بجز آدم کی نہیں اصل شیخ
 قصر بیت نکھر جو بہو خانہ بدوش
 باد و وصل کا اک جرعہ پیا کیا مہینے
 یکے ہم اپنے وطن ہی میں سدا ایجاں
 و مہم و لیے نکلتی تھے انا الحق کی صدا
 ہم شب بصل کیا کرتے ہیں سب کو روشن
 روز و شب اف و رخ یار کا رہنا خیر
 مطالعے کے ہیں آگاہ جہانین نا
 شمع کیوں بڑتی ہے تو جا رہے جلنے سے

اں تھڑیکھے ہیں ایسی نطس کو
 شکل حق میں بھی کھاتا تو بکری
 بنکر آواز لو پڑے پھرتے ہیں گھس کو
 اس قدر خود میں ہیں گم اپنی خب کو
 نزلین کرتے ہیں طالعیا سے کو
 کون منہ خود ہی سولی کا خط کو
 خود ہیں خورشید حسد تجھے قس کو
 بھان تصور ترا ای شام و خاک کو
 فکروں میں ہیں سب اندیشہ کو
 سوز دل مہا بھلا آٹھ چپ کو

اپنی ہستی کو فانیار میں ہم کرتے ہیں
نگ ٹوٹنے کے جو پوچھا میں تو کہہ میں

لاکھ ہو جائیں خوش بختی تو کس کو
میکو ایشیج تبا عشق حبس کو یہ

خواجه چشت کی دولت جو ملی ہی عاشق

۱۱

۱۴۰

صاحب گنج ہن ہم خواہش زر کس کو یہ

کہہ دالان کماکان کا معنی کیا ہی

ہم کو لایا ہر عدم جو سوے ملکے جو

باوجود وصل نہیں شوق سے اگر احباب

عکس ہر اک کا چولیتا ہے مرادیدہ تر

ذات بخت اپنی تیرا ہی ہر اک صورتے

جسم کو اپنے تصور سے فنا کر کے تو بکھی

جان دیکھ جو جاسیے ہیں عدم تبا

جس کو کہتے ہیں بیچون وہ معما کیا ہے

اس سے تباد و بدلہ یار کا منتا کیا ہے

محب کا مری محفل میں اجارہ کیا ہے

انکھ میں دیکھتے صورت کو نی بیٹھا کیا ہے

تو نے کس شکل سے ایسا بجا ہن دیکھا تھا

باقی اس ہی موہوم میں ہٹا کیا ہے

اسطرح شہر خوشان میں تماشا کیا ہے

حق ہی سچ تو کہا کرتا انا الحق ہر دم دل مرا کہہ دو اور شکل میں یہ ہے وجود ذات مطلق ہی پیدا ہین بنی آدم	ایں موجد تجھے پھر خوف کیا کیا فائدہ دیکھنے میں شربِ بطحا کیا کھو بھر گبر تو سلمان میں چھکڑا کیا
عاشق زار تمہارا ہونین اینوا جہِ حیات محبہ میں اور تم میں کسی بات کا پروہ کیا ہو	۹
کچھ غمی ہے بنا چہرہ انسان ہی بھی بندہ و رب کا جو ہم جانتے ہیں اکیت جو عشق کیا ہم نے کیا قید ہوئی بکلو نصیب خط جانان پہ جو میں زیرِ دربار پاتا ہوں جو خدا کو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں نخنِ اقرب جو اللہ کی قربت جہوں	مصحفِ رخ ہی بھی صورتِ رحمان ہی بھی مذہبِ اپنا ہی بھی میں ایمان ہی بھی خوبی ملکِ عالم اپنے کو زندان ہی بھی نظر آتا مجھے اب صفحہِ قرآن ہی بھی شکلِ انسان سے کیا کون ہی پتھان ہی بھی شرک سے کفر ہی اور جرم ہی عیاں ہی بھی

ور نہ اوٹھ جائیگا اب جو تراہتا ہے بھی

کہ ہو تکلیف کے خواہش جاناں ہی

میزبان پیداوٹھنا اپنی تسامح ہستی

دیکھ کر دلی تڑپ میری ہمد سے کما

تجلی بہتر ہے گدائی اسی در کی عاشق

۷

خواجہ حشمت جوہی دین کا سلطان ہے بھی

۱۶۲

نکل چوٹ ہے یہ صورت فرقان ہی

واحدیت ہی یہی قابل اسعان ہی

الصمد لکھنؤ تائیں میں تو لگا ہی

یہ تعلق ہے ولادت کا یان ہی

ہر اُحد ایک جو طالبِ خان ہی

کیا دھواؤں کا ہر اک خلق کا سا ہی

قل هو اللہ سمجھ یا رکاعرفان ہی

گنجِ مخفی میں جو دیوتا تو اُحد کو پتا

لکھنؤ اللہ تو ہو میں صفتیں خطا

کم نلک سے جو ہوا رو کہ یوں لک تو

ہو و کم یہ جو لکئی اولہ سے کفو

ہی جو خوش واقارب کے مرا جان جہان

خواجہ حشمت کے روضہ پر تصدق ہو جاؤں

۱۶۳

دلین عاشق مرید حسرت می دان بر می

۹

ہو کر و تھوڑے مکھن سیم بخانین تو کون جانے
 خود خدی تو ہوا اگر کون سیم بخانین تو کون جانے
 سو شوم جہ کی نرال فروں سیم بخانین تو کون جانے
 اوی لکھا جا کر ووں سیم بخانین تو کون جانے
 ہو تو ہی لیلیٰ ہو تو ہی مثنوی سیم بخانین تو کون جانے
 ہو تو ہی گنج او تو ہی قافوں سیم بخانین تو کون جانے
 ہو تو تیرا ہی بیش خون سیم بخانین تو کون جانے
 سخن ہو کیونکر دوی کا مٹو سیم بخانین تو کون جانے

بگشت کنت لہر زنجیر چم بخانین تو کون جانے
 خیر چہ سے تھی نہ بگڑو کھا دیا تھا ہر کھا
 تو پہلے درجہ حیکم اوٹھا مقام پر و سرگیاں
 ہی تو جو دیر قطر منہ ہی بنا اپنے برج چوین
 ہو اجب ہم سے آپ خواہو پایا حجاب عشق
 ہو تو ہی ہو تو ہی ہی سوال تیرا جواب سیرا
 ہو تو ہی بریں ہی ہر تہی ہر او تو ہی ہر
 بنا جو حیدر عالم ہی تیری ذات و صفات

۱۶۴

جناب خواجہ معین دین بہن بزرگ یوسف جلال دیکھا

۹

ہو تو ہی عاشق ہو تو ہی مثنوی ہم بخانین تو کون جانے

<p>یار پایا تجھے جہوت خدا سے پہلے ذات کو تیری جو نکھایا ہر بے مطلق مرض عشق مرا دیکھ کے کہتے ہیں طبیب زاہد و ماتمہ اٹھاتے ہو یہ کس کے آگے قید تھی یہ مری جان راہ جو بدم باع جنبت سے بحث آن کے بھانجے بہین آگے ہی کھائے کیوں نہ کھو قند موہن پی کیے ہم ساغر وحدت ہو نہرت ایسے</p>	<p>یہی خبر تھا مریہ انشودنما سے پہلے ہم نے ہستی کو مٹایا ہر فنا سے پہلے مرہی جا گیا یہ بیمار قضا سے پہلے سو چھپے کچھ تو ذرا اسکو دعا سے پہلے لا مکان تک چلی جائے ہوا سے پہلے مفت بدنام ہو جرم و خطا سے پہلے سیر جگ جاتا تسلیم درنا سے پہلے وصل میں من منم ہوش رہا سے پہلے</p>
<p>خواجہ حشمت کی کیا لکھہ کے عاشق حیت ۱۶۵</p>	<p>۹ جینے اوصاف جین پر تھے ثناء سے پہلے</p>
<p>ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہیں کرتے</p>	<p>کچھ اپنے بغیر اور کو پایا نہیں کرتے</p>

اک طور پہ جب مٹی نہیں اپنی طبیعت
 ہم آپ میں جب ایک تو دیدار ہو سکا
 جب نظر ہی نہیں تصویر شالی
 ظاہر میں تو مٹنے سے جاتا ہر ہلکا
 تکفیر میں ناہنہ ہماری ہو تو کافر
 بدکار ہمیں کہتی ہر مخلوق تو کھیلے
 مسنون اگر پوچھیں تو عقدہ کھلے اٹکا

کس حال میں ہم رہتے ہیں بجا نہیں کرتے
 کیوں اپنے کو بچر آپ ہی دکھانہیں کرتے
 کیوں آنے والے کو مصفا نہیں کرتے
 پر بے مین چلے آؤ تو پردہ نہیں کرتے
 آپ اپنے سوا غیر کو پوچھا نہیں کرتے
 جو کچھ کہ ہم اب کرتے ہیں بجا نہیں کرتے
 بیخود جو رٹا کرتے ہیں کیا کیا نہیں کرتے

عاشق ترے کھلاتے ہیں اینچا اچھے چشتی

۹

جو کچھ ہے تو ہے اور کی پروا نہیں کرتے

۱۶۶

ہندو ہیں خوب اون کے تابع ہیں کم
 محتاج ہم نہیں ترے اکہ و جام کے

کلمہ پڑھا تو کیا جو سلمان ہیں نام
 میخانہ بگیا ہی یہ دل اپنا ساقیا

<p>ہو قافلہ عدم کا جو ہر ادبیے شمار کجے کو بھی گئے تو ملاک خطا و نہین اپنا وجود ہم نے کیا یار میں قنات بندہ جو نگیا ہے خداوند ہی رہی عاشق جو ہر جہان میں مینوشی رہی دنیا و آخرت کے نہین کار سے غرض</p>	<p>جہان میں اس سرزمین ہم میں شمع حجاج بیہ نصیب میں بیت الہام کے ایسے کھان میں ہم دار السلام کے صاحب چھپا ہی چھوڑ میں دیکھو علام کے سامان کی بھان میں سلام و پیام کے جو یار میں کار وہ میں نے کام کے</p>
---	--

۱۶۷	<p>خواہد معین دین کیے جو عاشق میں خام دعا کیونکر تھون فرقیہ اپنے کلام کے</p>	۱۱
-----	---	----

<p>عاشقوں کی یہی نشانی ہے دلوں کو فرصت ملیگی اب کیونکر ارنی سن کلام ہی جس کا</p>	<p>چشم ترنگ زعفرانی ہے اپنے پہلو میں یار عابدی ہے لب پر اس کی ہی سن ترانی ہے</p>
--	--

یار باقی تمام فانی ہے
 یار کی سب یہ زندگانی ہے
 جب طرف دیکھ لاسکائی ہے
 چشم سے اشک کی روانی ہے
 اصل دیکھو تو کل کی پائی ہے
 صورت مطلق کو جاودانی ہے
 یار اپنی وہ پیش آئی ہے

سُن چاکل بن علیم افان
 لگے مرینے کیے مر گئے خود ہم
 کھین ملتا ہنن مقام اپنا
 درج وحدتین جب چھپا گوہر
 آب رحمت سے تازہ گل بہن
 صفتیں جھکی دایمی کب ہین
 ہے جو بحر طرہ پیشانی

۹

خواجہ چشت کی لکھی جو صفت
 یہی عاشق کی خوشن بانی ہے

۱۶۸

آئینہ بن کیے ہم نہ خود کو بتا سکے
 پہچانے آپ کو جو وہی ام کو پاسکے

صورت نہ اپنی انگو پچھلے دکھایکے
 ہر صورت الوجود کل خلق کا ظہور

<p>تصویر ہی میں اپنی مصو کو دیکھ لو آتش ہمار عشق کی ایمان بن گئی ایں ہر وہاں ملک علم کچ کیجئے ہستی نہاں ہنسنے قمار کے یارین ایں شکر و نیکیری تیسے ہر سواں بیچون بچوں کا یہی وجہ نام خاص ہنچ</p>	<p>صورت کو کب جدا جو تصور میں آئے کیا گبر کی مجال ہو اس کو بچا کے دینا ہی بے بقا کوئی کیا یہ سچا کے آئے مسیح بھی تو نہ ہلکوا جلا کے ہم حستان وصل کو تم کب بگا کے اللہ کو اس کے ساتھ تو کیوں کر ملا کے</p>
--	--

۱۶۹	<p>خواجہ حسین دین کا جسے آستان ملے عاشق کھان جلال اویس جو سر اٹھائے</p>	۸
-----	--	---

<p>اب آئینہ دل کی صفائی نظر آئی خواص نے پایا ہم وحدت میں صدف کو جب پنجہ مر جان دید اللہ ہوا ظاہر</p>	<p>خود یار کی صورتیں خدائی نظر آئی قطرہ کی جو موتی میں سمائی نظر آئی دریا میں بھی ہر شاخ حنائی نظر آئی</p>
--	--

آئی جو قیاس کی مائی نظر آئی
 جب بند ہوئی چشم بجا مئی نظر آئی
 غنچہ کی ہر اک عقدہ کئی نظر آئی
 آپس میں بُری ہو ہو بدائی نظر آئی

محبس سے جہان کج بھی اچھے ٹیکے مجرم
 آنکھیں جھکی رہتی تھیں کبھی پوری
 جب شکل تری بنے صبا باغ میں چلی
 اویں ہوں شمع نہیں خوشباز

۱۷

درویش بنا خواجہ چستی کا جو عاشق

۱۷۰

شاہی سے بھی بہتر یہ گدائی نظر آئی

یار کو کیا منہ دکھائیں شہسار بیچکی
 جستجو ہوئی تھی تہی اب ہاں بھی
 بخود خود دور مجھے ہوشیاری بھی
 اپنے فتنہ بھی کچھ نگہ زاری بھی
 ہو گیا برباد خود خاکساری بھی

خواب غفلت میں جب اپنی عمر ساری بھی
 ہمہ غفلت نکرا بس تلاش یار میں
 ہو گیا دیوانہ میں جوش جنوں کی بیک
 کیونچو معشوق امانی سے اب ہار میں
 جون بگولہ عشق کے صحرا میں ہر تار بھی

جینے اپنے کوچہ پیا کر پار کو گھاہر کیا
 پوچھتے ہیں اپنی ہستی کو جو ہم احقر پرست
 کھرا دوین عشق میں پلایا جو ہم ایکسا
 بخود دھین میں پیلالی ہر شراب شہ تیاج
 نیز باری شکی الفت سے بہانہ دو تھامین
 زندگی اپنی مناشی جینے سب لدا زمین
 عاشق خندان ہو ہو کر قاتل یا مین
 وقت آخری میری تجھ سے کیا ہوگا علاج
 عاشق مضمحل نہ ہو چو ٹوگے قید ریت
 کوئی صورت جائیں یا یکے ہم روئے
 تجھے رو یا بہت میں قتل نہ

لایق حمت خود اپنی بخشاری ہو چکی
 عین ایمان خود پرستی اب جاری ہو چکی
 اپنی ایمان داری ای دیندار ساری ہو چکی
 ختم مجھ پر زاہد و پرہیزگاری ہو چکی
 ملگنی نہ جان کو نصرت دوست داری ہو چکی
 کیا کھینچم جو کچھ تھی اپنی باری ہو چکی
 ہو گیا خستہ دم و نا شکباری ہو چکی
 خود مریض عشق کو اب بقیار ہی ہو چکی
 تھی جو تجھ پر فضا وہ آج جاری ہو چکی
 عاشق اپنی تور سوائی و غوار ہی ہو چکی
 بھینچم جو کچھ تھی خستہ نگاری ہو چکی

۱۷	تارک الدنیا ہوا عاشق جو تیر عشق میں خواجہ چشت کی تجھ پر جان نہاری ہو چکی	۱۶
<p>خود غور سے نظر کر تجھ میں ہی ذات ہے اس کا لب لباب آیا ہی خود واحد جب واللیل والضحیٰ ہر زلف و رخ محمد گھونگٹ میں ہم کی ہر ساری خدائی پہنا بیچونگی ہی قائم باچون ہوا تو کیا وہ آیا عدم کیوں میں اور آج اس جگہ سے دھوکا دفا کا دیکر لیتے ہیں مفت دلو غفلت میں عمر کھوٹی تو نیا پا جھکو حرف و بی سادہ عنوان سے مطلق</p>	<p>پہچان اصل اپنی حق سے جدا تو کیسے تو دیکھ عین دشکار کس شکل میں ہے جاری بانی کس جو رور و روز ہے دیکھ اپنی مردک سے نقطہ میں مجید ہے اپنے وجود میں دنگے جو تھا سو ہے بتلا دمجھ کو ایجان بنا کا کیا سبب کھتا ہو کچھ بے یار و یار بھی ہے ای غنشین بہم تجھے بہت عجب ہے ایجان جانچے اب حد تک اگر طلب ہے</p>	

محب سے خودی چلی گئی تھی خدا بنا ہوں کیا چیز دم پنا کو نہ کر کہوین تجھ سے مرنے کے آگے مر جا شربت بقا کا غلوں حببات کی اذاتیہ ہی پیدا کثرت دین دیکھ کر تو چپا نیگا جو حب کو بادہ فروشی اپنی رکھتی ہے یہاں قدا	اس سے زیادہ کھانا کب شوہ ادب ہے یعنی کہ بند اسجا اپنی زبان و لب ہے ہر وقت تجھ کو بانہو و عیش و طرب ہے کیا پوچھتے ہو کیا اکھٹی حب لب ہے جانو گا صاف وحدت تیری صحیح ہے اسے خراب کرین کیا کلب اوہی ہے
خواجہ معین دین کا جب ہے عشق مجھ کو مشہور عارفین عاشق مر القب ہے	۱۳
تھکر قید رہی سے عدم کو تم چاؤ گے رہو گے تم ہیجان جب تک سجدہ لو جو لو جو وفاداری نہیں ہم میں الفت اپنی روزہ	سواک ذات مطلقہ کی کو وہاں بناؤ گے پہلے جاؤ گے عالم سے تو پھر واپس آؤ گے بہت پچھاؤ گے کہ جوں دل مجھے لگاؤ گے

ہوا شد المصوّر شتابی پوچھ لو جا کر
 چہیتے ہو کہ تن میں چاہن خود پاؤ کیا ہو
 اگر وہ صلی کی خواہش تو ہو گا وصل خود ہو
 حکایت تر جانا کی سنو گے گوشہ سے تم
 مقام طلاق اپنا خود بیان دم نہی نہ لگ
 بھارتان عالمین خزان نگلی اکدم میں
 پلٹ کر حبیب اولیگی تمہاری فانی جانا
 ملاحیہ تھ پکڑا تم نے جانا کچھ تو شرما
 کھڑا عشق ہی خود اپنی اب غافل فی ہر

جو شکلیں رہ گئیں باقی بھیں کب تکناؤ گے
 جیسے جسم فانی کو تصور سے مٹاؤ گے
 خودی کو خود میں گم کر کے جو رہی ہیں سناؤ گے
 بنا کر نہری تن کی اگر آچی بجاؤ گے
 چلے آؤ گے سید اگر قدم اپنے بڑھاؤ گے
 جو تم ای قمر پوچھا ہو گا شور و غل مچاؤ گے
 ہمیں بیان قتل کر کے حشر میں کہو نہ جلاؤ گے
 ذلیل و خوار کر کے بھانجے کہنا پھراؤ گے
 منہ پھر وصل میں کیونکر ضم سے آؤ گے

زیادہ تر رہی گی تم سے ہر دم بابر کو نسبت
 اگر تم عاشق خواجہ معین الدین کھاؤ گے

ذات احد کی جو یہاں شکل میں آئی تیری
 واپس شعلہ جو نکلتے ہیں جگر جلتا ہے
 یار رکھتا ہے جو تو اپنا وجود مطلق
 ملگنے تجہ میں جو ہم خوب ہوا ایسے
 صحت و برکت سے تجھے عشق ہی ادا کر جائے
 ہاتھ غیب کی پائی جو حقیقت تو نے
 عکس میں شخص کو پایا جو خلق ایدل
 نیک و بد یار کے ہیں کام سمجھ کر ایدل
 دہشت سے ذرا ماتمہ ملا کر تو دیکھ
 صلح کل کچھ لے ایسا نہ نادان ہم

احمد اخلق میں کیا ہے خدا ہی تیری
 ہی یہ اسے عشق منم آگ لگائی تیری
 کس طرح سے ہوئی پھر مجھ میں سچائی تیری
 کہ ہمیں خوش تھی محبت میں جدا تھی تیری
 نفس جسم سے کہہ گی راہی تیری
 ہی جو بیل سے بھی بڑھکے سائی تیری
 محو خود آئینہ ہے دیکھ صفائی تیری
 تو جو بتا ہی برا ہی ہے بہلائی تیری
 خود دید اللہ سے ملتی ہی کھائی تیری
 سب کے حق پہ ہیں باقی ہی لڑائی تیری

سلطنت ہند کی ماتمہ آئی ہے خواجہ چشت

۱۷۴ آج عاشق کو پیسے جو گدا ئی تیری ۱۷۵

یہ دل بے غم سے لگا چاہتا ہے
 قدم کی نظر آتی ہو راہ سیدھی
 ہو عاشقی سے بھی غلو حاصل
 ہو سیلاب خود طالع کس دہر
 ہوا جبکہ تخم زمین بسم فانی
 نہان برج وحدت میں ہو مطلق
 سمجھ لے یہ ای شیخ سجدہ سے پہلے
 بنامہ نوٹے خود ابروئے جان
 مجھے عشق پھیلانے کے لایا عدم سے
 چھپاتا ہے تپ من شیخ زنا

خدا رام اپنا ہوا چاہتا ہے
 قدم اپنا دم میں اٹھا چاہتا ہے
 کہ برباد عشق اب کیا چاہتا ہے
 جو آئینہ پر اب چڑھا چاہتا ہے
 تب اوس گل سے سبزہ اوگا چاہتا ہے
 قمر بر میں خود چھپا چاہتا ہے
 کہ سر کس کی آگے جھکا چاہتا ہے
 یہ خنجر سے عقدہ کھلا چاہتا ہے
 برا ہو جو اس کا بھلا چاہتا ہے
 مسلمان بھی ہندو بنا چاہتا ہے

<p>صنم مجھ سے ہر دم ملا چاہتا ہے دل اوس کا ہی نغمہ سنا چاہتا ہے</p>	<p>حجاب اٹھ گیا وصل میں جبکہ دل سے ہو طہنورہ سر میں آواز مطلق</p>
<p>۱۳</p>	<p>میں ایسے خواجہ حشت عاشق ہوں تیرا ہر اک مجھ کو شاد و گدا چاہتا ہے</p>
<p>۱۷</p>	<p>تجھے عشق جہاں ہوا چاہتا ہے محبت تجھے ہو رہی ہے جو غیب سے جو آیا نظر عشق کے آئینہ میں جو ہوں مصحف روئے دلبر کا ناظر زمین تر جو ہوتی ہے عشق فلکی سے فنائی کے جو مرکب ہے عشق راکب خواب و وصل میں عامتہ ہے ہمارا</p>
<p>ترا تو ہی خواہاں ہوا چاہتا ہے پھر الفت کا سامان ہوا چاہتا ہے وہی عکس انسان ہوا چاہتا ہے مجھے حفظ قرآن ہوا چاہتا ہے سراکستان ہوا چاہتا ہے یہ سب ہو کا میدان ہوا چاہتا ہے تمام اپنا ارمان ہوا چاہتا ہے</p>	

<p>ہمارا سوئے لامکان غم نہ اب ہی وحشی ترا جامہ عور سے خوش جو ایسے برہنہ حق ہے خود شکل میں جو ہیویر یا فقر کی سلطنت میں جو سیتے ہیں ہم صوت مطلق کا کلمہ</p>		<p>یہ گھراپا ویران ہوا چاہتا ہے وہ اب چاک امان ہوا چاہتا ہے تو کیوں پھر مسلمان ہوا چاہتا ہے وہ تخت سلیمان ہوا چاہتا ہے درست اپنا ایسا ہوا چاہتا ہے</p>
۱۷۶	<p>ہے فیض شہِ خواجہ پشت عاشق ترا جامع دیوان ہوا چاہتا ہے</p>	۱۳
<p>سنا ہوں کہ مطلق وہ کون خدا ہے پہلو میں یا تیرا بیدار ہی ہمیشہ یہ عین جو ہے رب کے وہی جان کا تیرا چہرہ تشبیہ کائنات کے ہیں درجے</p>		<p>کہتا ہوں خود انا الحق پھر کیا میرا جرم ہمیشہ تو بھی ہو جا غفلت میں کیوں احمد جو ہی بلا میم آج بھی وہ مصطفیٰ ہے مطلق ہوا و مقید گر کچھ تو جانتا ہے</p>

<p> باجن کے راگ کا ہر شوق و ذوق تنجگو احمد میں خود فنا ہیں ہر دم ہو مگو سراج آتی نظر ہے مجکو کثرت میں خاص و حد زاہد یہ تو ہی کھد سے ہم پوچھتے ہیں الیت دیر و حرم کو جا کر تکلیف کیوں اٹھائیں محبوب و یار ہر اک دہو کا نکھار دہی کا کرتن کو اپنے پارہ تانکے شخص آ بھی مطلق وہ خود ہیں بچوں میں تنفس ہے </p>	<p> نکو بجائے دلی نغمہ سن اس میں کیا ہے دیکھو براق نفس آج اپنے بھی زیر پا پردہ جو تھا دوئی کا وہ دل اوٹھ گیا ہے سجدین کے سجدہ کو تو کرنا ہے خود دل ہی اٹھا کعبہ اور انکھ بکدہ ہے مجنون جو ہو کر آیا لیلیٰ وہ خود بنا ہے کیا دیکھتا ہی صورت تو عکس وائینہ ہے حسرت کی شے تو بچر کو دیکھتا ہی </p>
---	--

خواجہ حسین دین کا عاشق ہوں اس لئے میں
اوس بھان میں کوئی مادی نہ رہتا ہے

۱۳

۱۴

عیان سورت آدم کی عیسیٰ ہی ہو گیا
محمد اور احمد اور خود اللہ پیدا ہے

جو تم کہتے ہو اللہ و محمد میں جھپکا کیا ہے
 محیط اب کل شے ہوئے ہوں میں خود و جدا
 ہیں تجہ میں تہی و عشر و کسی اور ملائکت
 کروں کا لطف اور جا و غایب کی پیش کو
 جو تھ آیا مرے دیر تم اسکو میں بہا خوب
 سیاہی شے کے حیا طینے کیا جا مہ عریا
 تجلی خاک کی ہر سب ہمارے روشن
 صلہ عشوق مطلق کی ہر آواز پر غاب
 پہنکر جائزہ انسان خود آ یا شاہ مطلق
 سہمی آپ رہا ہر شاکر اسم خود اپنا
 شاکر ذات مطلق میں موجود اپنا جو تان

و مطلق سیر جو چوں نہیں کہنے میں آتا
 مری ہی ذات کے روشن رہے خشنید و ذرا
 زمین کوہ و نخل و رنگ و بو و سبز
 میں خودیت ہوں انجھ میں بچا و پرو
 کہیں سا کہیں قہر نہ خود آپ دریا ہے
 ہر مطلق اس میں یک صنعت نہ پیدا نہ اولیا
 یہ کس کا زہی چکر گن ریشہ میں بھرتا
 ہو جگہ کا معاصر ہی خود اسکو سنتا
 جو تہ نہیر اور تشبیہ عایل و زمین ہے
 فنا خود ہو کے دیکھ کوں کون زندہ ہے
 خطر ہی روز محشر کا نہ محبو و غشی ہے

۱۷۸

معین الدین چشتی کا جو ہون دیوانہ و عاشق
وصال یار میں ہر اک نفس میرا گذر تا یہ ہے

۱۶۳

صنم کے سامنے اپنے جوہر آہی جاتی ہے
پڑناوے مرشد کامل جو بس اللہ کافی ہو
شراب شوق پی پینا مزہ کیا قہر جابنہ
ہوا ہو جاتی ہے بہارستان سنیہ میں
سلگتی ہے آتش شعلہ کی ہر اک نفس میرے
طریقہ کا جو کلمہ نہیں کچھ کھڑو شرک اس پر
اجید اک جو تم کہتے ہو کہ مطلق ہو خود احد
کبھی نہ پہنچے اگر خود سوشے پہ آتے ہیں
وصال یار میں بھی ہر پریشانی تو خود

نظر اللہ کی ہر وجہ صہوت آہی جاتی ہے
سجینے میں دروغ طو کج ولایت آہی جاتی ہے
خودی خود دھوئی ہے بخود تو ذریعہ آہی جاتی ہے
شگفتہ دل کا غنچہ ہو تو نکلت آہی جاتی ہے
جگر میں دین بھلوں میں حرارت آہی جاتی ہے
پڑھے کلمہ شریعت کا تو شرک آہی جاتی ہے
جب اک سے دو نکلتے ہیں تو کثرت آہی جاتی ہے
تو ہمراہ لطافت کھپے کثافت آہی جاتی ہے
نزدیک شعلہ کی ہر دم شگایت آہی جاتی ہے

نرہنا زابد و اعمال کج اپنے ہی خود نازا بھڑی کار کا خیرہ امانیت کی نعمت سے لحدین عاشق صادق کے کہ ہی ہی تاریکی	ہمارے بچہ کے باعث رحمت آہی جاتی ہے جہ کی جاتی ہے جب گردن توخت آہی جاتی ڈن بھی عشق بیستم رسالت آہی جاتی
۱۷۹	بزرگی خواجہ چشتی پہ گردے کوئی اور دن کو تو ہمد دلین عاشق کے حمایت آہی جاتی ہے ۷
ای مصور مری تصویر کر دے تہی ہی لامکان یا کا آئینہ کاظمین کیو کنز بادہ وصل و خیر نہ بنون کیوں ساقی سنجہ عشاق کا لجا تے ہین مشوق تو کیا چہ ہڑ و شہر خوشان ہین مجھے لجا کر انجہ یاد خدا گرم ہے بازار اپنا	عکس دین بیکر موہوم مری جاتی ہے قصر مطلق ہی بلندی نہ آوہ تہی ہے بندہ اے انکھ مری زور پہ خود مستی ہے زیر دہی ہی نہ آپس مین نہ بردہ تہی ہے ملک دیران ہین سب بادہ مری تہی ہے جہن مطلق ہے گر ان چہرہ راک سہی ہے

۱۷	دوراک لخط ہنیں مجھ سے تو انخواجہ چشت دلین عاشق کے سدا شکل تری سہی ہر	۱۸۰
<p>ایک ہی لخط میں ذات بخت میں مہموم غیر ہو مقصود کہ ہے کہہ دگر معلوم ہے شش بخت میں کن میں ایہ کی کہی ہوں یا را پنا آپ ہی عالم ہے اور مجھ کو مہم ہے دیکھ کر تھکا چھوے عاشق ہی خود مہموم ہے وہ دم کہنا انا الحق لازم و طرہ مہم ہے علم باطل و جہل پر اپنے سب قوم ہے عشق کا بندہ ہو میں سب کو یہی مہموم ہے ذات میں اپنی سدا وہ جی ہے اور مہموم ہے</p>	<p>جوں حساب بحر اپنی ہستی مہموم ہے کون یہ ہے موجود عالم میں محمد کے سوا ایک ہی آواز کے لاکھوں آہیں شخص ذات میں اپنی جو پایا بندہ و ربکا وجود گر مٹے حرف نہی تو وصل میں کب غموشی حق جو ظاہر ہو گیا ہی صورت میں کنت کترا عنفیا کی کہتے ہیں مہموم میں مہموم بن ہندو سینے نصا را سینے ہو مطلب تو میں فنا خود ہو گئے لاکھوں خا</p>	

ایسے عام کے رہز ہو کر فنا سمجھو یہ مژ
دیدہ حیرانین کیونکر آنگیمِ طلح کی شکل
خود عصیانِ شگیا ہی جابر و ابرو ہرین
ہر نفسِ ہم سن رہا ہین نفِ اشدو
جابر و ابرو مجبور کی ہستی سے خود طمانہ تر
فاقہ و یاد و قناعت اور ریاضتِ چاڈین
نقدِ عزنانِ سونپتے ہیں سائلانِ حق کو ہم

اگے مرنیکے جو مرتا ہے وہی مرحوم ہے
 دید کی جستیں کجین تو وصل سے محروم ہے
 صحت و صحت کا ہر ہر گنا محروم ہے
 شکل فی دل تک ہمارا روزِ جلقوم ہے
 کس کو ہم ظالم کہیں اور کون بھائی بظلم ہے
 اسے فقیر و یہ عطا حق کی تہین مسموم ہے
 ہین کریم اب دل ہمارا کب بخیل مسموم ہے

ایسے معین الدین چشتی عاشق صادق و مدام

11

خادم مطلق ہے تیرا دوس کا تو محمد و مہر

151

ہر نفس دلیسے مرے ہو کی ندا آتی ہے

اس لئے دل میں نہیں مایہ خدا آتی ہے

نطق جانان کی جو کانون میں آتی ہے

ذاتِ بچوں کی سائش میں ہے مصروفِ زبان

<p>لاکے پر دیمین شو پویدہ ہوئی ذات آدہ باغ سینہ میں کھلی ہے جو صنوبر کی کلی درد دل دیکھ کر کے کہتا ہے سچا مجھ سے جذب ہو نیگا مجھی میں ختم ہر دم شغل دنیا میں گزرتے ہیں شب و روز بلبل روح سے کہتا ہے بھی گل ہنکر تنگ ناموس کھان تھا جو ہوا تو پیدا پیر گرد و کن زمین سے جو عشق ہو سدا</p>	<p>نظر اک شکل مجھے جاوہر آتی ہے لاسکان سے مرب پہلو میں ہوا آتی ہے مرنے عشق کی گلاب کو دو آتی ہے حکم اللہ سے کہ اپنی قضا آتی ہے عمر خستہ ہے جو ہر صبح و شب آتی ہے باغ ہستی سے ہنیں بوئے دعا آتی ہے دن بدن کس لئے پھر سنجو حیا آتی ہے دمدم مہنہ کے برسے کو گھٹا آتی ہے</p>
---	---

۱۷	<p>عاشق خواجہ ہشتی کے لب گویا پر صرف اک یار ہی کی حمد و ثنا آتی ہے</p>	۱۸۲
----	---	-----

<p>جو گنج مخفی ہے باہر آ تو غفلت اپنی نظر میں آئی</p>	<p>بٹے احد سے جو آبِ حمد تو قدر اپنی نظر میں آئی</p>
---	--

خدا کی سی کا اندر یہ جو نور یں باہا
 ہو جو نقطہ خود الفہم تو جیسے نکلے حریف کار
 قدم ہمارا دیکھ جو یہاں فانی درم میں ہو گئی
 عروج پر مقام پنازل پر قیام جان ہے
 تعین اپنا تیار پایا سیکے آگے ہوا بنات
 نہ ہم میں نہ لی نہ ہم میں نہ ہم میں نہ ہم میں
 وفا کا غم ہی اک کبیر کی فانی عشق تیری
 تمام اُس صف اول اپنے ذرا مطلق میں گنج ہے
 ہر سخن میں غلو اپنی وطن میں حکو فرست
 ہے تعین میں جب ہم میں تھی تھی تھی تھی
 فنا عشق جان بجا عشق کج جگر کا شتر

جمال عشق او عکس جان میں صورت اپنی
 کھلی ہمارے چشم و حد کو کثرت اپنی نظریں
 قدم کی منزل پر ہم جو چاہتے تھے اپنی نظریں
 جو لیے جاتی رہی کثافت تھا اپنی نظریں
 و جو جہد ہزار میں ہے شرافت اپنی نظریں
 دکھائیں کیا ہم کہ کچھ عجائب حقیقت اپنی نظریں
 صدم ہر ادھی کی فاقہ اپنی نظریں
 صد کے ساتھ اپنے دکر باریت اپنی نظریں
 مہاری تھیں یاد ہم تہہ فرست اپنی نظریں
 فنا ہو جی دانا تو حبست اپنی نظریں
 جو دستے ہیں کثرت کثرت اپنی نظریں

<p>شیرین تپا پر دم نہا اقدیس پختہ فکریہ اند غذا کا یہ شیریں جانوں اور ہر اور میں ہر نسخہ کوشت قلب اپنا ایک کھانہ کھا ہر سہم اور سہم میں نئی طحان و کھانا</p>	<p>حقیقی ایمان کا شیخ کے طریقہ اپنی نظر میں عطا ہوئے ہر کتا شیرین است اپنی نظر میں کب کب شیریں سے رہتا رہتا اپنی نظر میں ایسی حالت میں کہ ہم شریک اپنی نظر میں آئی</p>
<p>۱۸۳</p>	<p>جناب مولانا نعیم الرحمن ہوا می حکو جوف فیض حاصل جہان میں فامرا ہی گرائے عاشق دلائی اپنی نظر میں</p>
<p>۲۵</p>	<p>نغمہ یا ہو کا سنایا یا رینے خواب سے بھگو گایا یا رینے کو بکونا حق بھپسایا یا رینے جلوہ دورنگی دکھایا یا رینے کس لئے بھگو گایا یا رینے</p>
<p>لاکھان میں غل بچایا یا رینے عشق کا سپنا پڑا تو چونک کر سن عرف کی جستجو میں خود ملا لکھنؤ میں غلام حسین اور اہل بیت دم میں دکھلا کر عدم میں سیر باغ</p>	<p>نغمہ یا ہو کا سنایا یا رینے خواب سے بھگو گایا یا رینے کو بکونا حق بھپسایا یا رینے جلوہ دورنگی دکھایا یا رینے کس لئے بھگو گایا یا رینے</p>

عشق میں جون جون ہو سے پر نام
 شوق سے کتب میں لجا کر ہین
 بانسری کی بج کر سویم
 سب سے چونی تھے جو نکشف
 صورت احمد سے ظاہر ہی احد
 دم بدم واللہ لڑہ کر زلف کو
 بی زبان تھا میں عدم میں کیلئے
 لوریان وحدت کی گا کر عشق سے
 اس فکر کی کچھ نہ شورش پوچھئے
 سر نہ مازغ اپنے ماتہ سے
 صوفی سرد تو عالم گسید تھا

خاک میں ہجو ملایا یا دینے
 گنت گنوا ہی پڑا یا دینے
 مجھ کو ستانا بنا یا دینے
 سر میں خود اگر تھا یا دینے
 چہرہ اپنا گچھا یا دینے
 مصحف رخ پر جھایا یا دینے
 خود سخن مجھ کو سکھا یا دینے
 سید اکہوارہ ہلایا یا دینے
 عشق میں لگا یا دینے
 میری آنکھ میں لگا یا دینے
 کاٹ کر سر شد مٹایا یا دینے

خود انا الحق کہہ کے یہاں منصور کو	دار پر ناحق چڑھایا یا رینے
رہ کے خود شہر گ سے بھی نزدیک	کیون گلا اپنا کہ ٹایا یا رینے
بیہ سری اپنی عدم میں دیکھ کر	کیون جہان میں سر دھایا یا رینے
آئیکے خود لاہوت کے جبر و متین	اپنا پایہ آب پایا یا رینے
ہجر کی باتیں سنا کر وصل میں	خوب تون کو روٹایا یا رینے
یہ تنک ظرفی ہماری دیکھ کر	مح کا اک قطرہ پلایا یا رینے
خاک کے پتلون میں بھر کر اپنا	شعبہ نادر بتایا یا رینے
ہو گئے مصرف طاعت انجسم	روز و شب بھکوتا یا رینے

۲۳

دام میں خواجہ معین الدین کے

خوب عاشق کو پہنایا یا رینے

۱۸۴

اک آواز میں ہیں بیان کیسے کیسے

ہیں انہی کے شور و فغان کیسے کیسے

سنو بلبل باغ بیچون کا نغمہ
 سخن میں یہ سر زخنی الجلی سے کہ
 یہ ہر اور ہی شکل انسان نظر سر کر
 عروج و نزول نفس پر ہمارے
 مقام اعتبار پر جو آئے عدم سے
 زنا الحق کا دعویٰ ہی اجمالاً اپنا
 ظلم عدم کی حقیقت نہ پوچھو
 درمی الوریٰ کے جو یہ امتیاز
 ہوا قال حق یہ سبھی حال ظہر
 فقط گنج مخفی میں ہر سر مطلق
 قرار اپنے مطلق تہذیب نشان کو

کہ ہر نکتہ دہستان کیسے کیسے
 سخاں کیسے کیسے عیاں کیسے کیسے
 تعین میں ہر جان جان کیسے کیسے
 لگے ہیں سر زو بان کیسے کیسے
 فنا ہو گئے کاروان کیسے کیسے
 ہی تفصیل کو گمان کیسے کیسے
 ہر دہان محو پر و جان کیسے کیسے
 نظر آگئے لامکان کیسے کیسے
 سخن کہ گئے خوش زبان کیسے کیسے
 ہوئے نام قید او کے بہان کیسے
 غالت میں ہر دید بان کیسے کیسے

جاب سندر ہو خود جو اونچے
 پڑھے یار سے ہم نے جب کنت کنت
 لیا یار نے ہر یہ عشق اپنا
 جو یا قابض نظم سدا نخل
 ذرا آب کو سمجھو اسے گیر و بند
 معین اور قطب و فہرہ دیر زمانہ
 ہو سے پانچ تن خاص و چشتیوں
 ہی فیضان عشق سروداد کا ہر جا
 ہیں ان زمین لوگ کس طرح کہ
 ہیں گندم نا جو فرشتہ آج ہر جا

زمین پر بنے آسمان کیسے کیسے
 لئے عشق نے امتحان کیسے کیسے
 تو رو ہو گئے ارخان کیسے کیسے
 ہیں طاعت میں پریشان کیسے کیسے
 تاج ہیں یہ دریاں کیسے کیسے
 نظام و نصیر جہان کیسے کیسے
 کہ جس کے ہیں نام نشان کیسے کیسے
 ہو یہ جمع ہیں نغمہ خوان کیسے کیسے
 ہیں جہاں بدین رموز ان کیسے کیسے
 نظر آئے اہل کان کیسے کیسے

سین کا ہون عاشق مر پرورد

ہی صوت یار پر ہی سماعت لگی ہوئی
 کثرت کے ساتھ جسکی عفت لگی ہوئی
 تسلیں کیے ہو ساتھ محبت لگی ہوئی
 ہفتات صفا کی شرکت لگی ہوئی
 دیکھو کہ اپنی کس سے ہر انت لگی ہوئی
 ہمراہ جان ہی اوسکی نیابت لگی ہوئی
 ہر دم دل کے ساتھ طارت لگی ہوئی
 ہی منہ پر اپنے مہر بت لگی ہوئی
 دیکھو آئینہ سے کسکی ہی صورت لگی ہوئی
 دم کی ادلت پلٹ میں جنت لگی ہوئی

اپنی بگڑ گشت لیے ہر نسبت لگی ہوئی
 ہی یا بیے نشان مراد حد تک بھی پر
 ہستی نہیں کیونکر خزاں سے بچگون
 ہی اسجد واحد میں جو یونہی مہم
 تم عبد و رب جو سمجھے ہو دونوں میں وعدہ
 گنبد میں سر کیے ہی جو معلق منیب خود
 جبل الورد میں جو لہو کھارے ہی جوش
 معراج مصطفیٰ کی حقیقت کھلی گئی کب
 ظاہر ہوا جو شخص پڑتا ہی ادا نکاس
 رکھو خیال اپنے عروج و نزول پر

ہر شکل خاک آب سے پیدا تو کیا ہوا
 دیکھا خدا کے گھر میں جولاں و سناگو
 واصل نہیں خدا پہ کہتے ہیں اپنا ہاں
 ہی حق تو صاف کہہ دے انا الحق بچا کر
 ہی عشق بیوفائی پہ ہر وقت خدا
 ایسے دم سے دار فانی میں توبہ کیا
 دیکھی ہر دشتی توہین بہوش اہل قبر
 آبِ نبیِ وحی کی بنیاد جس سے
 دیکھ اپنی اہل کو کہ ازل ہی پاک ہی
 صنایع کرنا زمین اسے شیخ پنج وقت
 اغیار سے نہ پوچھ مری دوستی کمال

پانی کے ساتھ کب ہی جتا لگی ہوئی
 ہر سکہ سے رتی ہی موڑ لگی ہوئی
 سرخوشی سے اپنی ہی قربت لگی ہوئی
 سڑا کے ہی ساتھ سیاست لگی ہوئی
 کیوں بیکار ہی ساتھ محبت لگی ہوئی
 ہلے پنے دم کے ساتھ ہی محبت لگی ہوئی
 زیر زمین ہی شمع رسالت لگی ہوئی
 نکلی لگی کب بدنِ خلافت لگی ہوئی
 ناحق ہی تجا کو فکر طہارت لگی ہوئی
 ہر دم ہی دل سے یاد عبادت لگی ہوئی
 ہی غیرت کے ساتھ عداوت لگی ہوئی

<p>کس منہ پہ شمع جا بجائے خلد بریں کو تو چونکا جو نیند سے تو نہ احوال کچھ کھٹا دیوانہ خود ہون میں مری ہر باتیں گیت باقی رہی بعد وفا اپنے دم کے تھما پا چشمہ حیات کو آنکھ اپنی کر کے بند ابلیس کو نڈل بنے کیا آپ ہی خراب لاعن جہاں کہہ سکتے پر اپنے پد کیا کرنا</p>	<p>ہی نام جدید تیرے تداست لگی ہوئی خواب عکس کیوں ہی غفلت لگی ہوئی بہر سہ مری ہی فراست لگی ہوئی تہائی کی فقط تری حسرت لگی ہوئی ہمراہ روشنی کے ہی ظلمت لگی ہوئی ناحق ہی اوس کے ساتھ ملا لگی ہوئی اک در بیان ہی راہ شریعت لگی ہوئی</p>
--	---

خواجہ معین دین کا جو عاشق ہی اوس کے ساتھ	۱۸۶
محمود کی یہ شان خلافت لگی ہوئی	۹

فرار گ گوش میں آواز ہی اوس کی	تار نقش ہوش میں آواز ہی اوس کی
توریت نو برد اور نہ بخیل میں ہی صرف	خود آیت نقوش میں آواز ہی اوس کی

پہلو سے نکلتی ہے صدا اپنے جوہر میں	اس نل کیے سدا ہوش میں آواز ہر کی
خود تصویر غیبی جسمائی ہے بہن میں	مخفی لب خاموش میں آواز ہر کی
انگہن ہونہ میں آئی مذاصاف وقت	شکائے سر پوش میں آواز ہر کی
سنے تھے پر سے عرش کے ہم کے سخن کو	اس گنبد نقوش میں آواز ہر کی
ہر چیز کی حدیث سے نکلتی ہے صدور	بہجہ تو خور و نوش میں آواز ہر کی
ستی میں بجاتے ہیں جو ہم ہر کی	خود گو غنئی آغوش میں آواز ہر کی

۱۸۷	حاصل یہ ہمیں خواہش ہے ہو ابھید	۱۹
	عاشق کے تن و توش میں آواز ہر کی	
احد سے جو بنا اصداد کی خبائی ہو	جسے تھے ہیں بیچ و جان مصطفائی ہو	
ہو اربے عرب جبہ صغی اللہ بنا آدم	عجب جو مطلق نے یہ شکل اپنی بنا ہی ہو	
محمد کا تعین نہ کر آیا خود و جو دوسر کا	جو ذات مطلق اگر عشق سے اوہمائی ہو	

ہر اک نقطہ میں بار بار پیدل چو پیدل چو چکا
 صلہ مشوق مطلق کی یہی مزاج کی شکو
 جو چمکا نور احمد کا ہوا بہوش غم دوسری
 بنی کلیہ طہر تھا فقط اک نور کا دریا
 ہوا اول ہوا انتہا ہوا اظہار طہر
 کسی فی سنیہ مجھ سے پایا بیدار کا
 خدا کو عایشہ کی شکل میں دیکھا محمدؐ
 جو دیکھا عشر بن جبریل نے چہرہ محمدؐ کا
 پلا دی پہلو احمدؐ کو وحدت جو ان بھر کر
 ارادہ ذات مطلق کا ہو خود اہل طہر کی
 ہوا وجہ خود ممکن توجہ رکھا ہم ان عبد

احمد اور ذات احمد میں نہیں مطلق تھا
 جو عیسیٰؑ میں علیؑ پر محمدؐ کی رسائی
 نہ سمجھا اگ ایسی طور کو کس نے لگائی
 کل جاتا تھا پکا جیسے موجوں کی صفائی
 یہی آیت مطلق کلام اللہ میں آئی
 خدائی ملگئی اوسکو بھلی ادسکی کمانی
 جو کھدین تھکو ہم انسان تک اہل زمین کی
 فرشتہ دیکھ لو احمد کی یہ حدوتی ہے
 سد غمور تہ ہین اپنی پارسائی
 ہر دم نفس تارہ تو بھر کس لڑائی
 نظر کر اپنے ہولی میں مطلق خود گائی

<p>ہمارے کھوئے احمد کی یہ آشنائی ہے خدا اسکو جو کہدین سم کرے ہمیں کی یہ اللہ سے نمایاں محمد کی کلامی ہے نبی سے پوچھ لو تم کو جانیں غنائی ہے</p>	<p>جو حق میں راستہ پائی نہا کر یہ میری نصرت ہو دربار سے اعلیٰ تہجد کی ستائش کا اگر قسمت باندھے ہے تھوڑا ہاتھ بڑھ کا صفت یہ بھی سچی اور سچی ذات کو پایا ہے</p>
---	---

۱۷۸	<p>سعدین الدین کی الفت میں کیا ہے ترک دنیا کو جہان میں عاشق صدا و تری سچی گدائی ہے</p>	۱۷۹
-----	--	-----

<p>کوچ ہر ملک عدم کا تو مائل کیا ہے ذکر و اشغال تو جہ سے بے حق کیوں حاکم دہل کے نظر کر کے تو ہو جانو مجھ کان میں تگوا گریغ میں چل کر سن لو جہان بہا آپ جو جان گزر کر اپنے</p>	<p>دور منزل ہی تو جانیں تنافل کیا سرف کا تو ذرہ دیکھ تو غل کیا ہے ہر جگہ تجکو عبث شوق تو سل گیا ہے کسی آواز ہی وہاں شورشن بدل گیا ہے بآستان ہی یہ مکتو تامل کیا ہے</p>
---	--

<p>عاشق زار سینے ہو تو چلو خلوت میں عارف حق ہو اگر صاف انا الحق کہو زرب زینت کے مصفا ہی موجود زور بازو سے بسر کر تے ہیں قاتل سارے خلقت میں بزرگی جو بن سکے ہر گز ہی ایسا تو رہا ہی و تار اور پڑا باج و بنامین میں جو وفا کچھ بھی مگر وصل میں کیوں نہیں تسکین سے شعلو مصطفیٰ رح محمد سے جو آواز آئی</p>	<p>وصل شوق کو پہر سیر و تحمل کیا ہی راہ میرج کی پہلا تھکو تجا ہل کیا ہی آئینہ خانہ میں پہر تیرا بھل کیا ہی ہم نہیں جانتے ہیں راہ توکل کیا ہی کہد آدم کی حقیقت میں تفصیل کیا ہی دیکھئے دم میں ترقی و تزل کیا ہی تو جو چھا گیا دودن ہی میں اگل کیا ہی رات دن رہتا ہی بچپن وہ بالکل کیا ہی روز و اللیل ٹپکا کرتی ہی کاکل کیا ہی</p>
--	--

خواجہ شمس روضہ پہ تصدیق کے لئے

۱۹

ساتھ عاشق کے چلو عجب تکا ہل کیا ہے

۱۸۹

نکلتی ہی جو واجب سدا آواز دلبر کی
 پہلا دل ہوا تھا ہوا نظر ہوا الیا ملن
 اگر ہی طایب الی تو پڑھ آیت پارس
 صفت حاصل ہی کا نو نکو ترے گریا بھیج
 مکان مکان جو رش کر سکی پر سے بھی
 فنا ہو گی صدا میں سبکی اک صوبت یطین
 عبادت ہم سمجھتے ہیں کہ گانا خود دکانہ
 تہ اتریگی کیسی ہی اگر دل کو ہر شوق و ذوق
 لگی رہتی ہی گوشت ل ہر دم سکی ہی
 ہو ہی اس کی الفت ثابت ہو فانی
 نہیں رہتی کیسے یہاں مکان ہے کہ ہر نہ

نہیں اکدم بھی محسوس جدا آواز دلبر کی
 انہیں پاؤں سے خود ہر تہ آواز دلبر کی
 کہ ہی ہی کی او کی انتہا آواز دلبر کی
 تو اس کو دہم ایدل سنا آواز دلبر کی
 ہی آئی شجھت میں بجایا آواز دلبر کی
 فقط ہر ات میں اپنی بقا آواز دلبر کی
 مہنی ہی عارفو اپنا حرف آواز دلبر کی
 سادے تن کی فی لیکر ذرا آواز دلبر کی
 یہ کیسی ہی جہان میں لبر آواز دلبر کی
 ہی مہیے با وفا اور شہنا آواز دلبر کی
 جہان کستی ہی نشو و نما آواز دلبر کی

<p>خود میں اپنی گم ہو کر کھسکا باطنی پر ہوس وید کی بجا نظر سے غیب سے خود صد آتی ہو خود نہ سے جو اپنی ہکامی من پریش میں چٹکی ہو یہ کم فہمی ہزار کی صفات سے حکلی و جوا دکاتا پہلے صد آتی ہو کا نہیں جو اپنے پردہ دل عجب رجب کہتا ہوں یہاں اور یہی</p>	<p>سنی جائیگی تجھے بر ملا آواز دلبر کی نظر آئیگی کب تکو پہلا آواز دلبر کی ہو گویا گی کا گویا معجزہ آواز دلبر کی الوہیت مان کچھ کم ہو کیا آواز دلبر کی سب مطلق ہر ذات کبریا آواز دلبر کی ہوئی ہر من عرف مجھ پہ آواز دلبر کی حقیقت میں بی مصطفیٰ آواز دلبر کی</p>
---	---

سنادی خواجہ شہتی نے صوتا پنی جو شق

۱۹

۱۹۰

ہو یہ ہے اوسکی آپھی مبتلا آواز دلبر کی

خدائی میں ہر اک فرد بشر اللہ ہی اللہ ہے
 ہمارا اک بھی پیغمبر اللہ ہی اللہ ہے

کھان لاہنہن در بدر ہی اللہ ہی
 احد جو بنا احد اسکا نام ہے وہ

ابو بکر عثمان بن خدا نزدیک رفت
 کہد انفس السموات کی است بھی قصہ
 خیال سورۃ اللیل والعجائب کہتے
 سمجھ کر معنی امت یا اللہ اب کہتا ہوں
 بھی پر بخان یا یا یقین پڑھ کر کہتا ہوں
 ہر مطلق نام و کما حبب انہ فیاضی الحاجات
 ہمال کشن ہستی اگا ہوں ٹھیکے یہ کلمہ
 بھی کہتا تھا آرزو دنیا کر تب کو با حق
 تجلی جلالی اور جلالی سے کملی یہ رمز
 مذہب کہ نفس آتی ہی مجھ کو جان جان کہ
 دہرہ کہتا ہی اگا کہ نہ کو کا زنج

علی اللہ ہی اللہ عمر اللہ ہی اللہ
 کہ زیر اللہ ہی اللہ اور زیر اللہ ہی اللہ
 ہمارا پس شام و سہر اللہ ہی اللہ
 ہی خیر اللہ ہی اللہ اور شر اللہ ہی
 ہوں نار اللہ ہی اللہ اور شر اللہ ہی
 ہی سیم اللہ ہی اللہ اور زرا اللہ ہی
 شجر اللہ ہی اللہ ہی شر اللہ ہی اللہ
 صنم اللہ ہی اللہ ہی مجر اللہ ہی اللہ
 ہی شمس اللہ ہی اللہ اور سہر اللہ ہی
 سر یا و دل و خون و جگر اللہ ہی اللہ
 زمرہ اور یا قوت و گھر اللہ ہی اللہ

<p>اگر چشم بصیرت تو بکجا ابداً رہی خلقت میں تو جب کبھی دیکھا طالبِ تیری مردک میں سندِ جوش کجا کجا کر بھی کرتا ہی شور و غل بزرگِ خرد کا رتبہ کیا کب حقیقت میں کرین ہم فیصلہ اب کس طرح شیخ و برہن کا</p>	<p>کہہ کر اترہ زمین جلو کر اللہ ہی اللہ ہے سبحا ہی بوالہوس تیری نظر اللہ ہی اللہ ہے جنا بقطبِ قوس و موج اور بندہ اللہ ہی اللہ ہے پدر اللہ ہی اللہ ہی سر اللہ ہی اللہ ہے اوہر اللہ ہی اللہ ہی اوہر اللہ ہی اللہ ہے</p>	
<p>۱۹۱</p>	<p>ہیں عاشق اور کے ہم بند ہمارا خواجہ چشتی سعید الدین پیر راہ برا اللہ ہی اللہ ہے</p>	<p>۳۳۳</p>
<p>مری ہستی ہے یہ ہستی خدا کی انا الحق کا جو ہم کرتے ہیں دعویٰ فنا کا عزم کہتے ہیں جو ہر دم تعلیق سے جدا ہو گناہین اکلن</p>	<p>یہ شکل اپنی ہے صورتِ مصطفیٰ کی حقیقت ہی یہی سترِ انا کی ہمیشہ دلوں سے خواہش بقا کی یہی ہے کیفیتِ روزِ جزا کی</p>	

جہان میں ہم ہیں اور ہم میں جہان ہے
 نماز اپنی پڑھا کرتے ہیں آپ بھی
 کھڑے ہیں رستہ ہم ضا پر
 شاکر نخل ہستی دیکھ اپنی
 جوہن زندان ہستی میں بھید
 وہی درویش کامل ہر قلندر
 بنی ہر سہم چشم بصیرت
 اوٹھایا میں نے جو بار انت
 جدائی میں تو کسی مضطر ہے
 ان خلوت میں رہے اور بندہ
 منہ تو خود ہے بیچون

کھلی گلی رمز کبریا سو اکی
 ہنیں ہے بندگی اپنی ریا کی
 ہنیں تسلیم میں حاجت دعا کی
 کہہ مینا وہی نشو و نما کی
 خطا ثابت ہوئی حرص و ہوا کی
 ہے جسکو معرفت صحت صدا کی
 ملی جو خاک تیرے نقش پا کی
 ہی طاقت ایسی کبار من و سما کی
 کہ تیری شکل ہے خود دلربا کی
 دوئی کی ہیں یہ سب باتیں دعا کی
 ہنیں وہاں اصل کچھ چون چا کی

ستم اور کجاہ ایمان عاشقوں کا
 مریض عشق کی ہے غیر حالت
 پھنسا ہوں دام میں اک بیوفا کی
 کر دو دم مجھ پر تم واللہ لیل ٹرھ کر
 حقیقت موت کی سمجھے ہو یہ ہیں
 ہو چپ کیوں خفتگان خاک کہدو
 روان سے زخم دل سے خون ہر دم
 لہو سے عاشقوں کا اس قدر شوخ
 وجود احمدی میں ہم فنا ہیں
 علی کی شکل ہے انگہوں میں اپنی
 جزیب الغیب کا لکھتا ہوں مضمون

شکایت کچھ نہیں جو روضہ کی
 ہو یا تاثیر کچھ تیری دوا کی
 کروں توصیف کیا اپنی وفا کی
 کہ تار دھو بلا زلف و ناکی
 نہیں بطلق تین دہشت قضا کی
 ہمیں کچھ کیفیت اپنی فنا کی
 لگی برجھی ہے بھر کی ادا کی
 کہ یہاں کس سنجہ رنگت کی
 صفت اپنی ہی خود وصل علی کی
 ہی ہر دم یاد دل میں مرتضیٰ کی
 یہ جو ہے مری طبع رسا کی

<p>پہنچتا ہوں مین دم مین لاسکان تک تمہارے شوق مین بیباک ہوں مین ترا دم مارتا ہے دم بدم وہ کہین او کی خبر لے جلد عاشق جو عاشق کا ہر عابدہ غفرانی میرا ہے تو خود نام و نشان ہے</p>		<p>ہے رفتار ایسی کب باد صبا کی ہی نسبت نچ سے کب فراق جا کی محبت ہے یہ تیری کس ملکی بری حالت ہے تیرے آشنا کی بھی اک خاص زردی ہو طلا کی زبان کو تری مدح و ثنا کی</p>
۱۹۲	<p>یہ عاشق تو اسے چستی کر میں ہے شہرت خلق مین تیرے گدا کی</p>	۱۳
<p>کچھ مین بس گیا ہر قسم کے واسطے ہی دل ہی مین کی مراد بے مضرب نشو و نما ہمارا اگر ہے فنا کے بعد</p>		<p>خود بکدہ بنا ہر حرم کے واسطے سرت مین ہر نفس ہے یکم واسطے پیدا ہوا ہے ملک عدم کے واسطے</p>

تخم زمین ہے اپنا تن زار ایک روز
 سزاہ کر کے روتے ہیں ہو ہو کے زرد و
 جو پچھتی ہر نشت وہ خستہ تم ہو چکی
 تحقیق کہ لو آب ہی اپنے سے پوچھ کر
 گر باغبان لم زیر لی کو نہیں ہی حرص
 عاشق چلے ہے ہین جو ہر دم قدم کی را
 اقبال ہر طرح ہی وحدت کا خود ہمین
 موج و جباب شرو گرداب سب کے خود
 ہی عاشقوں کو سورۃ اسلاص کا بخود

کھینے کہ ہین نیاز و نعم کے واسطے
 یہ عاشقوں کو درد و الم کے واسطے
 باقی ہے ہین لوح و قلم کے واسطے
 اسبغایدم آہ ہین ہم کے واسطے
 سر سبز ہویہ باغ ارم کے واسطے
 خود اوٹھ رہے ہیں قدم کے واسطے
 کہہ دو کہ ہر جھانمیں کس کے واسطے
 مخلوق پر محیط ہی ہم کے واسطے
 ہر اک نفس ہے ادھنا خیر کے واسطے

عاشق نہایتے خواجہ جشتی کے ہم اگر
 آتا جہان ہین فضل و کرم کے واسطے

ندانی کام مونی جو بت کرنا ہے
 انا حق جو کہتا ہوں یہ قول میرا
 حقیقت کو اپنی سمجھ اور کمال طلب
 سنی من عرف کی جو رزا اس سے پیدا
 نظر آجھایے جو عالم میں مجھ کو
 جو ستر غمی الخفی ہے وہ خبر میں
 ہی وہ مجھ میں اصل نہیں لکھیں
 پڑھا گنت کثرت کا جب دس سو تین
 فریب محبت جو کھایا، عین میں
 جنان سے جو کلام میں حرم و سرا
 جو دیوانہ ہو نہیں یہ قسمت کا میرے

بجایے بجئے بجئے بجئے
 سدا سدا سدا سدا
 انا ہے انا ہے انا ہے انا ہے
 صدا صدا صدا صدا
 سدا سدا سدا سدا
 چپے چپے چپے چپے
 باد باد باد باد
 ولاہ ولاہ ولاہ ولاہ
 عشا عشا عشا عشا
 خط خط خط خط
 لبت لبت لبت لبت

تجنی زلف صنم شب جو دیکھی
 عبادت میں رہی جو ہر شیخ پیک
 صنم ایک اپنا پرستش کا خواہان
 تمار فامین ہو ہون میں کہ لہ سین
 تو دیکھ اپنی صورت کہ آئینہ دل کا
 جو غم کہا رہا ہے مر فیض محبت
 جو چاہے وہ کہ میرے حق میں شتا
 دم دہین دل جو مضطرب ہے اپنا
 جفا ہے جواب جان جاتی ہی میری
 تعین کو میرے فنا ہے تو مجھ کو
 نذر قبر سے تو بھی عاقبت کی

بلا ہے بلا ہے بلا ہے بلا ہے
 روا ہے روا ہے روا ہے روا ہے
 ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے ہوا ہے
 رہا ہے رہا ہے رہا ہے رہا ہے
 صفا ہے صفا ہے صفا ہے صفا ہے
 دوا ہے دوا ہے دوا ہے دوا ہے
 رضا ہے رضا ہے رضا ہے رضا ہے
 قضا ہے قضا ہے قضا ہے قضا ہے
 وفا ہے وفا ہے وفا ہے وفا ہے
 بقا ہے بقا ہے بقا ہے بقا ہے
 سحر ہے سحر ہے سحر ہے سحر ہے

ترسی یاد میں خون پیاسیے اپنی
 بُرا کیتے ہو میرے حق میں جو انا
 مری قل کا یہ بہر حال مفسدوں
 سجا تو مراد فردل سے خالی
 جو کہتا ہوں طالب کو طالب ہے
 زبردست مرشد مجھے شاہ تلمود
 مرا زار سمجھے دی ذہن جس کا
 بوی نعمتِ مرشد سے منگو

خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے
 بسلائی بھلائی بھلائی بھلائی
 نیا ہے نیا ہے نیا ہے نیا ہے
 بھرا ہے بھرا ہے بھرا ہے بھرا ہے
 سوا ہے سوا ہے سوا ہے سوا ہے
 ملا ہے ملا ہے ملا ہے ملا ہے
 ریا ہے ریا ہے ریا ہے ریا ہے
 عطا ہے عطا ہے عطا ہے عطا ہے

ترا عاشق زار اس خواجہ پشت

۳۱

۱۹۴

گدا ہے گدا ہے گدا ہے گدا ہے

یہ دگر معرفت کی اکا ہے سرچی

چون بچکون سے کب بکو ہسری

جتنے تعینات حق ہیں وہ خدایں

لفظ احد سے مشتق ہر احمد بلا سیم

صورت پھٹنی کی آدم ہوا جو پیدا

کہتے ہیں جب کو ہم دل وہ دل ہر مطلق اپنا

لاہوت کے جہان میں ہر دم جو بھر رہیں

مشکو آپ اپنا ہوتا ہوں نفیس

میر و صل کی جو پی بی خمور ہوں ہمیشہ

ہم جو بگن بنے ہیں نرگس باہو ہم میں

چڑھ جاؤں ار پر میں کھکھانا الحق کدن

ہی حکم شرع ادب و دنیا کی رہ چوہ میں

پہرے ہیں در بدر کیوں جاؤہ شیخ

سنتہ ہیں جسکو واجب ہر ممکن سے وہ بھی

سیر محمدی کی مٹی پیسہ بری ہے

ہجده ہزار عالم پاد کی سروری ہے

اوسن ل کے آگے کب قلب صوبری ہے

اپنے سفر میں مطلق کشت کی دتری ہے

پھلوں جو بر قسمت کی یاد رہی ہے

شیشے میں سیر دل کے اوتری ہوئی ہے

نام اپنے ہی صنم کا نارین اور ہری ہے

چہرے دنا و لکین مگر بھری ہے

دولت میں فقر کی کب قانون کبری ہے

حر جہان میں اونکی عزت کی برہی ہے

<p> بزم قلندران میں ملائے منتری ہے پیش نظر ہمارے کب دیکھو منتری ہے بدلی ہیں جطرح سے خورشید انور ہے تائبندہ اختر و بخین ماہ منور ہے اگر سب کے مقابل کچھ فن زر گر ہے مطلقی ہو مان سربابی اپنی تہ منتری ہے پرکھے جھامنین او کو خوشنوع ہر ہے سر میں سما یا اگر خود مستز لبر ہے </p>	<p> بدنام کر سبے ہیں عشاق کو کھڑو ہونو ہمارے مہر کے نور ہرہ فلک پہ ہر دم تائیفات طلسمات یہ فلک ہی رست ہو بہتیارہ حدت کثرت میں کبھی ہے عاشق کلا رہے ہیں بوتہ میں کل زر اگر ہر دم عدم تو خوف و ہراساں ہے وہر یمیم عرفان ہے بے بہا ہمارا صوت و صدا غیبی جو گوش زد ہے </p>
--	---

خواجہ معین دین کا عاشق ہوا ہوں اپنا

۱۸

۱۹۵

ہے صوفیہ طریقہ مذہب قلندری ہے

نہ بچا نے اگر حکم و کب عالم ہی جاہل ہے

جو سمجھا اصل آدم کی وہی ان کا بن ہے

جو ملا اور عالم ہی نہیں سہیت منہتی نہ تھی
 نہ تہہ پوچھتے ہیں ہم ہی استعداد تو کھدہ
 ہم کو تکیہ پر جسکی ہمیشہ او سکھو ہر وقت
 زبان دل کیے ڈاکر کی غوری کہ سچ جو کلم
 وجودت اور کاسخ نہ کیا ہی خدائی میں
 بھرے ہیں گنجین اپنے ہمیشہ لطف مطلق
 بنا ہر صورت رحمان میں آدم گنج مخفی میں
 کلکرم تعین سے بنو خود جان جان اپنی
 سو میرے انا الحق کون کچھ سکتا ہی عالم میں
 تو بھیہ پر کوئی نازان لطائف پر کوئی شان
 قلندر اہل دنیا سے کہاں لیتے ہیں رزم

ہی عالم غیب کی خبر وہی عالم میں نہ قابل کر
 امید میں ہم کا نقطہ پہلک سب سے شامل کر
 جو سمجھا ضرور واجب کو اس کا نام وصال
 سبقت پہ جو کھتا ہی وہی سب سے ناغہ کر
 ہی جسکو دید کا دعویٰ گنہگار سکایہ بطل کر
 ترانہ ہو ہی بہشت و صد اول اس کا نام کر
 کلام حق پر اپنے خود کلام اللہ نازل کر
 یہی اک ہستی مہووم جان دل میں جان کر
 مجھی کو آج الحق رتبہ منظور حاصل کر
 جو وصل یار کا ہی لطف ہر اک اس سے غافل کر
 ہنیں درویش وہ کم خست جو عالم میں بل کر

لیاقت اور شرف میں کب اور کیا تھا
 مذہب پیرو ایسے اگر وہ ست ہیں
 ہمارا سراوس کی ستر بجو فی کا حال ہے
 جو ہی مقبول کا چہرہ اسی صورت میں قاتل ہے
 ہنر معلوم کس ست خانگی کا یہ کہا ہے

ہمارا مرشد کامل ہنرین معلوم کم رتبہ
 و کثرت بیہوش جو طالب تلاش ہے جو کر کے
 اوٹھایا کس نے یوں بارانٹ اوٹھایا عالم
 گلہ جو خوف کا کر ہے ہو کس کے آگے
 مسیحا بھی گناہ ہنرین کتا ہی زخم دل

۳۰

معین الدین چشتی کا کہنا ہے جو عاشق معین
 فقیروں میں میان محمود گزرتی کے داخل ہے

۱۹۶

ہیں جو مصروف بکاؤ کو نہ مانا ہے
 تھکان وصل مطلق کا جگنا ہے
 عارف حق ہیں جو ان کو لب ہلا مانا ہے
 چشتیوں کے پاس گناہ مانا ہے

واصلوں کو ہجر کا طلب نہ مانا ہے
 روز محشر طلع پہونکو گے ہر فیض صور
 کیا پڑے ہو حق حق دلیق دلیق میں ہم کو
 نقشبندی قادری کے پاس منع ہے

آجیہ سینہ یاد رکھو صحتِ رخسار پر
 کھدے جا کر اوس چایکے کوئی گانین
 ساتی میخانہ توحید کھتا ہے سدا
 شاہِ مطلق مجھے پردہ میں کھتا ہی بھی
 پھار کر اوس کے اوڑا دایہ سیا و جھیا
 کیا کہیں جب لیا ہی جوگ اوس کے عشق کا
 ساتھ خالص ہو چکا کان بھر د اوس کے تو
 قمر پرستی میں اگر نعرہ ہو ہو کر د
 ہی ہمار بورے سے تختِ سلطانی کو
 حالِ قاتل کر سے ہر شیخ لازمِ حترار
 جو کہ ہیں مجذوب اوس فیضِ حق ہوتا

بے پڑھے والیل زلفوں کا جانا منع ہو
 عشق کے مردے جو ہیں دنگو جلا منع ہو
 مان تنگ ظفر نوک اوس مفر کا بلا منع ہو
 یار کی خلوت میں غم و نگو بلا منع ہو
 اس دل صد چاک پر خون کا سلا منع ہو
 ہمو اس و بیاد و ن سے دل گانا منع ہو
 ہر کسی کو نعمتِ باطن کا سنا منع ہو
 اس جن میں شور کو کو کا مچا منع ہو
 اس صیرِ غر پر سپند چھ سنا منع ہو
 طالب نوکوراہ میں حق کی لگانا منع ہو
 سا کو اپنے کو دیوانہ بنا منع ہو

واعطونہ نصیحت کے زبان کو روک دے
 ہو گئے آدم سے اب تک قتل لاکھوں تیار
 ہوتا شصت یار کا آنکھ بچو شوق
 لیٹ جا چلو میں میرا عزیز غلام
 عشق کی آتش سے خاکستر ہے خود انکا
 جو نماز بخود ہی اوسکی ہر ترکیب
 جو رضا پر سعد میں مانگتے ہیں کہیں
 چاکر تکریم جگر کے پی سے نہیں دل
 ای پری پیکر نہ ہرگز ڈال ہرے پر تھا
 طالب دنیا محنت اور موت دوسرا
 خواہش دنیا و جنتی میں دیو و دیوتا

عاشقوں کو ایسی باتوں سے ڈرانے
 عاشقوں کا اصرار کہ جن بھانسنے
 بتلایا تو نظر پر کب چپا نہ منع
 آتش کو گور میں پتلا نہ منع
 پیہر کر عشاق کا پھر دل جلانا منع
 محبت کی بندگی میں سر جھکانا منع
 سادہ تسلیم کو ماننا منع اور ٹھکانا منع
 عاشقوں کو ایسی نعمت کا کھلانا منع
 واسطوں کی اپنی صورت کا چھپانا منع
 آنکھ ان دونوں سے مرو و نکوڑا منع
 ناخدا اپنا اونکے ماتھوں سے ملانا منع

مدرسہ میں عشق کے داخل ہو جو شوق سے

یہ ملاقات آخری ہی پوچھ لو اس غریب

بے نشان کے وصل میں ہو کر فنا ہو گئے

گنت کنت کا سبق اوسکو پڑانا منع

ہم عدم کو جاتے ہیں پھر وہاں منع

اونکی تربت کا نشان مطبق بنا مانع

عاشق خواجہ عسین الدین کا ہی جو کربل

۱۳

دفعاً ہر ایک کو اس کا دکھانا منع ہے

۱۹۷

آدم و عیسیٰ دوسری ہے نہ پہاؤ دو

جان لو خود آدم سے اور خدا ہی مر

لا مکان خود غیبیے دامن شر کر سی

اُنھا پڑھ کر جو ایمان کو نہیں کرتا ہی صاف

جو نہیں کرتا ہی کسب انتم تو زیست

معرف حاصل ہے جسکو ہی وہی خود کا سیات

صورت لفظ محمد میں جہان موجود

جو ہو الاول ہی مطلق صاحب مقصود

یہاں جو ظاہر شہرت ہے ہی نیست اور بارود

وہ نہیں دنیا ر مطلق کا سر مردود

زندگی بے اصل ہی اوسکی کہ اوسکو سود

جو نہ سمجھا آپ کو پھر اسکو کہتے ہیں بود

<p>خات و صل منم کی کیا ہوں تے با کسی بھر یاس اور بات یہہ ہستہ پوچھ وقت تگے فنا ہو کر ذرا خود دیکھ لے پڑہ ایا قرآن مگر کچھ شیخ تو سمجھنا ہیں ہستی موہوم کو دیدار ہو گا کسطح جو کہ الانسان سہی کی حقیقت چکا</p>	<p>یار کی بارادری میں دم مرا سدا ہو سامعہ پر اب ترک کی صدا می دہو کعبہ دایین ہے خود جلوہ گر ہو خود ہو الطاہر کے مطلب خدا شہود دیکھ عین ال میں خود آنکھ بھی نہ قود مرتبہ اوس کی انانیت کا برافزود</p>
--	---

۱۹۸	<p>ملک گیرات و دکن میں خواجہ حشر کے لوگ کہتے ہیں عاشق کا مرشدان میان محسود</p>	۲۳
-----	---	----

<p>آواز مگر توں کے جو خلق دوان میں ہوش کے پیے مری کرئی قصر شاہ ہم بھی ہیں خدا بھی ہے اک جو میں</p>	<p>وہ موت خود ہمارے ہر کار جان میں جو لاکھان میں ہے ہی امیر مکان میں اے مشر کو نہ اپنے پشان گمان میں</p>
--	--

ذات و صفات جدا کب ہی کائنات
 جسم اپنا یا میت نے دم میں بنا دیا
 سمجھو دو سرج و تنزل کو عشق کے
 اک آدم صغی کی ہی ہر دم اولیٰ پٹ
 سبزہ جو بگیا ہی وہی شکل خسے خود
 پیر فلک کے طبقے کھان ہم ہین جدا
 باطن میں کیسے جان ہوا ظاہر کی مژ
 کب چرم و گوشت اور سکی حقیقت کو پاس
 ظاہر ہو کس طرح سے خریدار پیر یہ
 کن ہی ابتدا ہی مرے قیل و قال کی
 ہی حرکت کمتر اول تفصیل کائنات

اللہ کے سوا نہ کوئی اس حجاب میں ہے
 گھر ہو مرا سقر میں نہ مکن جناب میں ہے
 جو دم کہ پیر میں ہی وہی دم جو نہیں ہے
 اگے جو تھا سواج وہی اس زمان میں ہے
 صحرا میں جو اگای وہی گلستان میں ہے
 جو کچھ ہے اپنے سر میں وہی آسمان میں ہے
 جیسے کہ تو بیان کر وہی خود نہا نہیں ہے
 بنیاد مغر سر خفی استخوان میں ہے
 جو جس طرح ہے وہ ہماری دکان میں ہے
 انھیں یہ حال مرے ہی بیان میں ہے
 شرح دقیق اور سکی مری داستان میں ہے

<p>دم میں بہن چڑ باد وری اور سی نکلت جاری جو ہو گیا ہی مرا چشمہ دیت غنیہ سے اپنے دل کے عشق جو ہر اپنا سخن ہی وحی جو احمد بنے دین ہم بے اسم و بی صفات ہی ہمدی مجھے بہ صوت نطق یار جو ستا ہی نفس کے باعث بہود سے حل ہوں مگر نہ ہی خود خدا کی ذات میں گنتی ہماری</p>	<p>یہ غم اپنی فکر ہی کے زربان میں رفقار دلی اس لئے خون روان میں خود بیل نفس می شور و فغان میں جبریل کا مقام ہمار می زبان میں وہ یار کب مرا ہی جو نام نشان میں اوس کا شمار خیر میں رمزان میں رمز وجود اپنی ہر اک پیستان میں سید میں شیخ میں مغل میں نہ خان میں</p>
---	---

۱۹۹	عاشق حسین دین کا جو کہتا ہی سہر حق	۲۱
مرا ترن وصل میں جو کم ہی مطلق جان باقی	مخفی یہ راز خاص دل چستان میں ہی	رہے یہ جان بھی باقی کیہ بدمان باقی

منہ ہی میں خود میری انگلیں تو کھین کا اور لب میں دھونڈ
 جو تجھے لاکے مطلب کو نظر آئے آئے آئے خود
 سنا کر سہی موم ہوم اپنی کی نظر میں نے
 میں مضطر اس قدر اب ہم جو اداس کی میر باقی
 اک آیت سخنِ اُورب کی میں سمجھا تو ایک
 ہند ہے حق تو حق تو حق خالی خود زبان
 درود یو اسجد کو جو زائد سجدہ کرتے ہیں
 جو کچھ روز نل ہے ہمارے تیر کر شکر
 بنا ہی محسب اتنی شرابِ وحدت اوس
 نہ خواہش کی مطرب ترا مطلوب ہے گانا
 اسیر شقی میں خود ہم عدم یہاں جو بیخ

کہ نہیں کس طرح اپنی ابھی بچان باقی ہو
 جہان میں غیر الا اللہ کب انسان باقی ہو
 صد اہوے مطلق ہی کی مجھ میں باقی ہو
 ہمارے نائند دل میں اک جہان باقی ہو
 ملاؤ تلو تجھے اسی شیخ ابھی قرآن باقی ہو
 بخار شستے مجھ میں کچھ اک ہریان باقی ہو
 کہلوی ریت پر تو ادھین کہ بیان باقی ہو
 کب اپنے سینہ وحدت میں اب بچان باقی ہو
 جہان میں غمِ فردوسی کی ابھی دکان باقی ہو
 سر و وصل کی ان اور ابھی اتان باقی ہو
 جہان میں اپنی قسمت کا ابھی زندان باقی ہو

مریض شکو تیرے فنا کی جاسے دارو
 انا الحق کہتے ہیں اب ہم جو کفر تانید اگر
 ہو طغیانی خون لگے ریشہ سے ہر لحظہ
 سر ملک سی مین عدم آئیکہ تر سہین
 سدا ہ خانہ ویران ہمارا سکون مادی
 شیخت مین زہ ہرگز ہی درویشی بہت
 محیط اب جو عالم پر وہی ہی نقطہ وحدت کا
 کرین ہم بیرونی کی اطاعت چھوڑ کر اوکی

میں چاہا پس تیرے اربہ کب رہا مان باقی ہو
 ہمارے دار چڑھنے کا یہی مان باقی ہو
 ہمارا حقیقہ گم گریاں کا ابھی طوفان باقی ہو
 ہمارے منزل آخیرین گریبان باقی ہو
 نہ خلد آباد مین آئے اے ایوان باقی ہو
 تو علم من عرف پڑھ جیت اے نادا باقی ہو
 ہی سر و یم کی گونگت مین جو سدا باقی ہو
 دلی ہند اپنا اک بڑا سلطان باقی ہو

یہ کہدو عاشق چشتی کے اسے ارکانِ دوست

۱۹

شہ اب میر حبيب تک ہی ترا دیوان باقی ہو

۲۰۰

جان جانے مان عشق و محبت کیا ہو

گنت کثر کی تو پڑھ پہلی محابت کیا ہو

ہستی شکوہ سببِ بے بخت کیا ہے
 مطلبِ بات و صفاتِ آسپہیں کیونکر
 دیکھو اوٹھا کو تو نقابِ احدیے میم کا رخ
 محبتِ رستی ہی ہر لحظہ و ہر آن مجھے
 حلیۂ عاشق و معشوق عیان ہو تجھ پر
 وصلِ مین و یار کے گم ہی جو مر اس کشف
 سامعہ کہتے گم با ننگِ جبرس نشینگر
 عاجزہ نظر آتا ہی ہمارا سر خود
 شغلِ احد ہی سدا بر سرِ جدوتِ حاصل
 یار کی صورتِ سلامت کا ناظر بن جا
 اگے تجانہ دنیا میں بنا ہی جو صمن

غور کر پھر خدا اپنی حقیقت کیا ہے
 جب تک کہ سچ نہ لیں جدت و کثرت کیا
 تجکو آنگی نظر شانِ سالت کیا ہے
 بخود ہی کی نہیں کہہ سکتا ہوں کیا ہے
 دیکھ لے حیثیتِ رحمت و رحمت کیا
 ساتھ معشوق کے پھر محکومِ حلاوت کیا ہے
 نسبتِ صدقین مار کا رعبا کیا ہے
 جا نہیں کہے کو جو یہاں سے جہنم جا گیا
 ہکو گوشتِ نشینی کی ضرورت کیا ہے
 زاہد التجو عبثِ شوقِ قراءت کیا ہے
 پہلے یہ دیکھ تو لے خود تری صورت کیا ہے

سجھ کرتا ہے کیسے جہم سے یہ کھانزا
 سیرچوں نظر آتا ہے کہاں انکھوں کو
 مین جوتنبیہ میں کہتا ہوں اپنے کو
 شکل اللہ میں موجود ہی آ بھی آدم
 ہمیری بارہ دیمین طوطیہم طسوق
 روبرویا گردن جو ہلکی رہتی ہے

اپنے پوجا سوا اور عبادت کیا
 بوالہوس سلجکوبٹ وید کی حیرت کیا
 رمزین میری ذرا سمجھو نراکت کیا
 حق کی انسان میں دکھلا شریکت کیا
 خود میں اس رمزین گم ہون حیرت کیا
 اسطرح سر پر مر بار امانت کیا

۲۰۱

عاشق خواجہ جمیر سے دنیا چھوڑو
 ہمد مواب کو اس راہ میں غفلت کیا

۱۳

کون تھا کیا تھا کرو غور خدا کے آگے
 کس طرح کا تھا عدم اور تھا کیا سوجھو
 بخود کی کوئی ہشیار ہو کون بھڑپا

کچھ نہ تھی تم کھان ان رض سما کے آگے
 ہتی بقا اس مٹ اس دار فنا کے آگے
 ذات بیچون تھی کہاں چون چرا کے آگے

خط وحدت جو نمودار ہوا قسط سیہ
 بانگ زبور و جبرسن کو سن کر پوچھو
 کرسی لوح قلم غیب کھان تھی سیار
 پیسے بیٹھے تھے کدھر طالب کھو
 شکل انسان ہو مٹی او سکے تعین کیلئے
 سوچ کر دیکھئے خود شان محمد کی ذرا
 خلد کہتے ہیں کیسے بھو حقیقت او کی
 نور سے احمدیے میم کی ہر س کا جلو
 غیب مکنون کی حقیقت میں نہ دیکھو

صفتیں گم تھیں کھان جہنم ہو ایک ایگے
 یا سمیع تھا کھان ہو کی صدا کی ایگے
 رب عالم تھا کدھر عرش علی کی ایگے
 اونچے حالات تھے کیا عشق دویا ایگے
 چار ضریر من ہوا کون ہوا کی ایگے
 ذات احمد کی تھی کیا نشو و نما کی ایگے
 تھے کھان آدم و حوا بھی خط کے ایگے
 کون پیدا ہوا اوس شمس ضحیٰ کی ایگے
 ناطقہ بند ہی بھان سہرا نا کی ایگے

عاشق خواجہ چشتی جو بنا ہون دل
 فخر مائل ہر مجھے شاہ و گدا کے اگے

حرم سے دیر میں اگر جو اوست کو خدا سمجھے
 مسلمان سے نکلے ہم اوست کی الفت میں
 بیٹے میں ملو زندقہ اپنے حق میں ابھی
 قسم نہ تو کو مولیٰ کی نہ پوچھو ہم یہ ہرگز
 بیان متیے کریں کیا ہم ہم نہ ہم بند
 جو کچھ دیکھو تھے تھکویں اپنے سے اچھی
 ہر ذات اپنی ہی جلو غامض سے تکت
 بنا کر خود کو آئینہ جو دکھایا اپنا منہ میں
 یہی بھی ہر کلمہ کی سچائی شرک بیدین
 کہیں تھے ہم ہم آدم کہیں تھے درختے میں
 خدا ہی سے کلکاب ہوتے ہیں جو ہر

برت کر کچھ کہہ دے شیخ ہم یہ کیا برا سمجھے
 پرستش کو ضم کی بدگشتی کبریا سمجھے
 پہلا سمجھے برا سمجھے جو کچھ سمجھے بجا سمجھے
 ہو جو غرق حاصل حقیقت اپنی کیا سمجھے
 ہر طرف اک ہستی ہو ہوم کی نشوونما سمجھے
 یہ بات اپنی ہی وحدت کی پہلا کرب دوسرا سمجھے
 کی کو شک ہو کر اس میں تو بڑھ کر اپنا سمجھے
 تو شخص و عکس کو ہرگز نہ اپنے سے خدا سمجھے
 خدا خود کو جو جانہ خود کی اپنی لا سمجھے
 قلع اور منزل بنا ہم اک شعبہ سمجھے
 تو مطلق ذات کو ہم اپنی جہن و چرا سمجھے

حباب مہج کو دیکھو ذرا خود عین دیر میں
 یکایک تھکے تشبیہ کے تشریح میں آئے
 جو دیکھا صورت اللہ میں رہی خدا کی کو
 تھے کیسے لہن مار میں لحاظ و غور خود
 نکل کر نزل آدم سے جو پہچانا قرابت کو
 اب جد اپنے آجی میں سر اسر یہ پیدا
 مقام وصل میں بکھو جس کی جو بعد الٹی
 نہتا کچھ خواب عالم یہ اکہنہن نہتہا
 مرثیے عشق کے دلو جو ہر ضمیر الٹی

تماشا قلم دست کا کب غیر استیجا
 فنا ہو کر نظر کی جب اپنے کو بقا
 افسی شش دین کو ہم سر عرش علی سمجھے
 نشست گنج غنمی کا جو کچھ تھا مدعا سمجھے
 سا کر خاندان سارا ہم اپنا سلسلہ
 دوسے اگے وحدت میں غلط واسطہ سمجھے
 تصور کر کے غفلت میں ایشیا و یار کا سمجھے
 کہ ہم ظلمت کے ہی پردہ میں سرد کر با سمجھے
 فضا کا نسخہ ماتہ آیا تو صحت کی دوا سمجھے

حبیب اللہ کی صورت جو دیکھے خود لوگم کر کے

۲۵

معین الدین کو اسی عاشق نہ کہو نہ کر مصطفیٰ سمجھے

۲۰۳

تمہی شکل بے عیان خبر اللہ سے
 بنا ہو صف سے جو خط وحدت
 ہوئی ہر اس طرح وحدت کے کثرت
 سما یا ہو نقطہ میں سمندر
 شجر جس تخم سے پھولا پھلنا تھا
 جو میاں ہی وہی ہے باپ اپنا
 اولٹ کا شعبہ ہی جو پٹ میں
 ہوا ہی مہر سے ماہتا ریشم
 احد احمد کی صورتیں چھپا
 جو عقدہ تھا صنم کے خط میں ان کا
 سد اسکن ہمارا لامکان ہے

سر کھبے میں آیا تھا کہ ہر
 وہی اک جلوہ گری پھر دگر سے
 اد سے دو آنکھ سے دیکھ اک نظر سے
 عیان دریا ہی خود آب گہر سے
 وہی ہی شکل خود پیدا اثر سے
 جدا کب ہی پسرا اپنے پدر سے
 کہلا سب بہیدا کا عشوہ گر سے
 یہ ہم پر ہو گیا روشن قمر سے
 جدا کب تھا خدا پنا میر سے
 کہلا طلب تھا کی کمر سے
 نہیں ہو غرض دیوار و در سے

جو ہم ہمایہ اللہ میں حسین
 تلاش اور جستجو کی تھی ہم کو
 جو سمجھے ہو جدا حق سے ہی بندہ
 خود اپنا طالب دیدار ہونین
 کہلاتا شدید سے خود عقدہ جزم
 ہیں ذات بحت میں خود محو ہو کو
 نذل خود آپ ہوں ناوی بھی خود ہوں
 نظر کر کے مرے اسما کی عظمت
 مسلمان سنگ اسود ہیں طالب
 پڑے الفت پراند نو کی تھر
 جو ہر دم تار دم کو چہیر تے ہیں

ہے بلقی عرش کر سی اپنے گھر سے
 ہوا خود جلوہ گرد اپنے بر سے
 مسنا ہی یہ سخن کن خیر سے
 ہی روشن دل مرا طور جگر سے
 ہی مطلق مدد ازیر و زبر سے
 نہیں ہی کام فرو دین سقر سے
 مجھے کب ہی حیدائی خیر و شر سے
 اٹھا دو غیرت خوف و خطر سے
 برہمن کو محبت ہی حجر سے
 نہیں ہی عشق او کو اپنے ہر سے
 صد سنتے ہیں ہم طنبور سر سے

یہ مصرع ہر کھاتہ مستبر سے

یہ صل ہو گا جسے مائیکہ ور سے

وہ ہڈ ورا شہرین لڑ کا نعلین

ہر اک اس رمز کو سمجھاے کیونکر

معین الدین کا جو عاشق ہے تارک

۱۱

حسب کب اسے ہر سیم و زر سے

۲۰۴

ہو کی موت میں بکڑ دیکھو قسم خدا کی عین

کیسے محمدا کو ن بندہ دوست جلد کمان

کہوین کر سکا کہ ہے سچہ بوسا ارجان

مشرقی غنی دنیا یہ ہے گم ہوا کھان

جو لائقین میں پاجا ہے کہ نام و نشان خدا

ہر قلب میں پیدا ہو ہو نہ وہ خدا نیہا

کلام حق پڑھے کہ ہے ابد کہا تر اینے جان

بر ب کتبہ کہتے ہم سے کہ انکسین

اب جو آیا ہے نیک احمد مطلق اسکا ہی نام

جو وہی ہزار عالم ہی عذرا ت و صفات

مقام وصل اسکا پاک ہے مٹا شعلی

فتا ہویت ہو کہ دیکھا تو وہاں جو چن چکوں

کہوین اک کو مطلق پکارو کہ زبان یا

لسان کے جو ہم میں قابل حقیقی ایمان

بجا کر قولِ فعلِ راہ تو کیجئے اوسکی ہر کہو تفہیم ہی اپنا رخسار پر ملا وجودات و صفات مطلق فنا ہو جو بقا میں ملے رہی ہر اک سر ذاتِ اونی	ہو کہ بہ طرح خانہ حق صحیح اگر لامکانِ جدا ہر شکلِ اندازِ ہی ہم ہمار کہ در میانِ خدا سمجھ لے الحق یہ بندہ حق کہ ادنا کہ ہم قرآنِ خدا	
۲۰۵	جباب خواجہ معین دین کا سدا کھاتا ہی جو کہ بندہ یقین جانو سخن مرادِ وہ عاشقِ حشمتیانِ خدا	۲۰۷
ہو کے گھر سے جدا وحدۃ کا جلوہ دیکھئے صورتِ احمد میں پیدا ہو گیا ہے خود عقدہ اسرارِ حقیقت کا ہوا وحدتِ وا ایک ہر گردِ آبِ کف اور قطرہ موجِ جباب تخم و بیج و نخل و شاخ و برگِ خار و گل ہر ایک غیر میں مطلق نہیں ہیں اپنی دو دوزین	بندہ بنا ہی خدا اوس کا تماشا دیکھئے میر کی گہوٹ اٹھا کر حق کا چہرہ دیکھئے جلوہ گر نقطہ سے ہی قامتِ الفا دیکھئے لوٹ پوٹ اب آبِ خود آپ زیاد دیکھئے کہ جب آ رنگِ بوسے اپنے غنچہ دیکھئے ہو گئیں انگبینِ ہماری عینِ بنا دیکھئے	

تنو تھی جو روحی کی صبریں سب کر خود ہی
 آپ انصاف کو صفت کی ذات کیجئے نہ
 ہو محمد اور احمد اپنے خدیو سے عیان
 ہی مرقع میں ہمارے برزخ کبریٰ القش
 گر حقیقت کو عدم کی سوچنا منظور
 ہم دکھا دیئے فنا کو آپ کے کر کے بقا
 طالب و مطلوب کی حب سے ہی عالم کا
 ساتھ آدم کے جوہاں ہوئی ہے جلوہ گر
 عاشق و معشوق دم بہر ہونہیں سکے جدا
 تفریق اور سخن اترے مشبہ ذات
 کیوں نہ جو عین وجود مطلق الحق سبحان

ہو گئی ہی بنیر بان کی طرح گویا دیکھئے
 اسم کی صورتیں پیدا ہی ہستی دیکھئے
 غور کر کے آپ ہی اپنا سراپا دیکھئے
 سر رسل اللہ کا ہر خیر اپنا دیکھئے
 زندگی میں اپنی اچھی سبک مر دیکھئے
 مان سچائی ہماری ہو کے زندہ دیکھئے
 کنت کنترا پر ہی یہاں مطلب ہمارا دیکھئے
 عشق کا ہی خلق میں سامان مہیا دیکھئے
 صاف ہم آغوش محبت کے ہی لیلیٰ دیکھئے
 کب صفت تشریح سے یہاں مبرا دیکھئے
 انہماکی رزم سے پیدا ہی دنیا دیکھئے

<p>ہم کرب اپنا اسے رکھتا ہر پیر دم آفتاب کلمہ طیب ہے اللہ و محمد ہے عیان سنگ اسود کا جو بولے پیچاج سب یہ سخن بازی ہماری کرد فن کی ہر غلط لا تعذرات اپنی جو او س کے وصف میں میں نبی مذہب نے خدا ہوں صرف عالم تمام پردہ حیرت میں ہر میرا جو غیب رستہ بچوئی سے ہکو یوں ندا آتی ہر نسا کہتے ہیں طبع ہر میں گرچہ پڑھیا اور سکا ہے</p>	<p>کب بعد از شید سے ہوتا ہر ذرہ دیکھئے قول میں اپنا کج کب سے تنہا دیکھئے صاف بتخانہ بنا ہر حق کا کعبہ دیکھئے حال اولٹا اپنا سب ہوتا ہر ٹیڈ دیکھئے ہی خود اَلان کما کان ہویدا دیکھئے ہستی ہوہوم کا اپنی دہو کا دیکھئے آپ کس عنوان میں رفیات منرہ دیکھئے صحت کو ہونا کی سنکر شکوہ دیا دیکھئے سو چھکڑا دل ہے ہمارا راز اخفا دیکھئے</p>
--	---

نسبت خواجہ معین الدین جوہر محمود مدین

عاشق اپنے پیر کا رتبہ ہر اعلیٰ دیکھئے

بیچو بیچو چرخِ وحدت کے دریاں ہیں
 میثمِ شبابِ خجہ و مابینِ ہر اسکے
 نکلا ہر تھم سے جو نخل اور برگ و غنچہ
 غلو تیر ذات جو تعویذِ بھجاب ہو کر
 خو چارِ عنصر کے انسا ہی بن گئے ہیں
 مکتب سے عشق کی جو نکلا ہو در لیکر
 بیے زیر و بم بجائے آواز سن لے سکی
 ہر موجِ راہی نقارہ اپنے دل کا
 اللہ کا الف ہی شکل و بیہ سے خود
 شہر کے پاس حق ہر اسکو یقین بخانہ
 اکھوتو بند کر کر اک گہونٹ کام پی

اللہ شیک بندہ کثرت کے دریاں ہیں
 مربو غیاں سب کی شرکت کے دریاں ہیں
 وہ نکلے آپ ہی گل ٹہرت کے دریاں ہیں
 اپنی صفات ہی جلو سے کے دریاں ہیں
 ہاں صورت سنی خلقت کے دریاں ہیں
 پڑھ کر و کنت کنز اللہ کے دریاں ہیں
 اسرار صوت کیا کیا نوبت کے دریاں ہیں
 شہنائی خلق کی کلمہ گیت کے دریاں ہیں
 کتب ب بھلا ہمار قریب کے دریاں ہیں
 سخن کی رمز مطلق حجت کے دریاں ہیں
 چشمہ حیات کا بطلست کے دریاں ہیں

<p> اکا لید کو اپنے گم کر لیا آپ مین بارادری ہے اپنا دارالانوار تن پھنچا ہویہ زمین خود کو کھیت جو اگر امراض شوقین کربا مائیگی طبابت خواب مین رہی سستی کی غمیش کراشتیاق ہر کچھ مرنے کے آگے مر جا ہر دم انا ہی لب پردہ کی جو بندگی مین اک یاد وصل اپنی بڑھتی ہوا لاکھ رکعت عالم کو مین دکھا دوں دم مین اولٹ ملے کہ </p>	<p> وہ جان تر سی سہی رست کے دیران بنیا و مطلق و سکی حیرت کے دیران اپنے خدا کی صورت مروت کے دیران تشخیص درد الفت حکمت کے دیران ہشیاری میں اپنی غفلت کے دیران خود زندگی فنا کی حالت کے دیران اپنی غار و طلی طاعت کے دیران رحمت کی کربا و تاجرت کے دیران دنیا مریہ و فقیرت کے دیران </p>
---	---

حلقہ مین چشتیوں کے عاشق جو ہر وہ ماو
 خواجہ معین دین کی ملک کے درمیان ہر

کیونکر ہوا ظہور تہاں اکو سوچئے
 اس کا عبودیت کو فنا کر کے آپ میں
 تشریف لگئی یہی جو شبیہ نمود خود
 ہر اک نفس حج آتی ہر صورت و مذاغیب
 نزدیک اپنے کیئے تحقیق عرف
 باہر کے لاجا کے خود ای صاحب علا
 ہوتا ہر کون نفی میں اثبات نفس
 منازل دہن میں ہو یہ کہتے ہیں حیرت
 عقدہ میں ہم کہے ہر کھلے و کھلی طرح
 ہر شخص و عکس میں جو ہر اک دم سائنہ

پہنچے ہیں ہم کہاں تہاں اکو سوچئے
 ہی ہم میں کون جلو کہاں اکو سوچئے
 یہ کون ہر تہاں عیان اکو سوچئے
 ہر سب میں کس کا شور و فغان اکو سوچئے
 ہر کون اپنے خیم میں جان اکو سوچئے
 ہر لاکھان میں کس کا مکان اکو سوچئے
 گم کر کے آپ پناستان اکو سوچئے
 پوشیدہ کیوں اپنی زبان اکو سوچئے
 بند آپ کر کے اپنا دامن اکو سوچئے
 کیا دل بنا ہر ائینہ سان اکو سوچئے

حاجہ معین دین کا جو عاشق ہی اہل جنت

وہ معرفت اپنی کبھی کامل نہیں کرتے
 کیوں اپنے مریدوں کو وہ فاضل نہیں کرتے
 پیر آپ کے کین اہل واصل نہیں کرتے
 اس سبب ہم آپ کو فاضل نہیں کرتے
 وہ دوسرے پر دل کبھی مائل نہیں کرتے
 پھر دوسرے طرف کر کے شاغل نہیں کرتے
 وہ یاد کبھی حق دانہ مائل نہیں کرتے
 اس کو حق و خلد میں داخل نہیں کرتے
 ہم وصفِ فعل میں مثال نہیں کرتے
 ہم سے سخن ایسے کبھی عاقل نہیں کرتے

جو من عرف نفسه حاصل نہیں کرتے
 لا رب ولا عبد کی سمجھے میں تفسیر
 فی السرائر اور اناسرہ کہہ کر
 جو اول و آخر وہ ہی ظاہر باطن
 جو لوگ کہہ رہے ہیں ہمارے اپنے شیدا
 نظارہ میں اپنے جیسے ہم کرتے ہیں بخود
 جو لوگ کہہ گم کرتے ہیں درپردہ اول و غین
 جو شخص کے ہوتا ہی فسادِ خستہ امین
 واصل جو رسمی کلی ہوا شمسِ شخص کو چہرہ ہم
 انسان کو تم خاک سے دیتے ہو جو نسبت

<p> کیونکہ بیان آپ فضائل نہیں کرتے کیونکہ وہ تم قلع منازل نہیں کرتے کیونکہ اپنے خیالات کو باطل نہیں کرتے ہو فرض میں تم یاد نوافل نہیں کرتے خطرات کو ہم قلب پر نازل نہیں کرتے رخ اپنے طرف عالم و جاہل نہیں کرتے ہم اوسر کا بیان برسر محفل نہیں کرتے رد ہم تری خواہش کبھی سائل نہیں کرتے </p>	<p> اللہ کی ہین شکل میں خود حضرت آدم سنتے ہو جو تر کہوئی وہ ہین تین مقامات اک دیک کے وہو یک پہ جو ہر جہاں ہے کلائے میں دو کا جو ادا ہوتے ہیں ہوتی ہو جنوری جو تہدیں و جدلیں وقت افسوس عارف کا بیان کس سے کریں ہم تحقیق چلن علم باورست کا ہی را خلوت میں ذرا سب سے کہیے مل </p>
--	---

۱۷

مہمل بہ نزل عاشق خواجہ کی سنا کر
 کیونکہ سربو عشاق کو گھائل نہیں کرتے

۲۰۹

بیچونی ہی تیری بھلا جو کچھ تر سوتو ہی

اللہ جو ہے تری خلوت جو کچھ تر سوتو ہی

و بعضی حقیقی نیست ابانم کی مریدان
 شخص و عکس هر تری هستی و صف علی بن و
 تخم و کبر و غل و شاخ و غنچ بکشتن
 موج و جالب و ریاضات تیری برین
 عالم دنیا و قصد و قصد یعنی کلام باطن کی
 تویی دلیل اور هر و الفجر آج میان برض و
 ساجد تو جو بھی تویی قید و کعبه بنا آب
 کیونکر سجد کوئی بگو تویی هر عالم سجد
 شیخ و برهمن گرو و رسا اور سلمان قسم هو
 طاهر باطن ال آخر و میان ذات و صفات
 خیر تر سید سید تیر سید توحید بنا آب

این تر اسما و تری صورت جو کچھ تویی
 ہو تو جان و قلب باست جو کچھ تویی
 گل کی ہو تو اور رنگ و گنہت جو کچھ تویی
 آب است قلزم و وحدت جو کچھ تویی
 ہو تو سماعت اور بصارت جو کچھ تویی
 شمس و قمر کا نور او طلعت جو کچھ تویی
 دیر و رحم او طاق عبادت جو کچھ تویی
 تیری تیری من هر خلقت جو کچھ تویی
 ہو تو ابراک منظر فطرت جو کچھ تویی
 جدوت و خلوت و شد و کثرت جو کچھ تویی
 رحمت و رحمت مدون و جنت جو کچھ تویی

<p>واصل انسا آپ کہین براو کہین ہر تو مجھ احمد بکر تو جو کلام ترا تھا چلا اُحد مرنا کیا ہی جیسا کیا ہی سچے سچے سکون ہو تو نہ کر اور نہ ت تو ہی تھا اور تو ہی ت</p>	<p>اچھی صلیت آچھی وقت جو کچھ تو ہی ہو سمجھ تری ہم اصل حقیقت جو کچھ تو ہی ہو جان نہایت اور قالب صلت جو کچھ تو ہی ہو خوبی مرد دس شور جو کچھ تو ہی ہو</p>
--	---

۲۱۰	<p>خواجہ معین دین مین تیرا دلے بنا ہوں عاشق پاس مراے شاہ لایت جو کچھ تو ہی ہے</p>	۲۱
-----	--	----

<p>مر جاں نہایت ہو اور سر اقل بحدت جو ہو سے بگیا لاہوہ اللہ ہو ہو جو تھی و محی فانی ہے محبت او کا شہر سچا کہ لکھ دیکھو مین کب ہم آدم انسان اُحد جو وہ ہر احمد محمد ہی ہو خود محمود</p>	<p>جو لکھو جاسبت وہ جسم واحد ہے انہیں در جو نہیں شخص کا وائے کی نسبت انہیں اسکا کیستی مین عیاں صریح کی حقیقت ہماری مین شور ہی خدا کی اصل صورت ہے نظر کر بندہ در ب کی سر اس کی حقیقت ہے</p>
--	--

خدا کی بارگہ پر جو منزل اپنی اعلیٰ
 صفات و فعل و اسما غیب میں کم ہو جو پہنچے
 حقیقت سے جو پہنچے ہر کلا رت و لا عبد
 خود الا انسان ہی ہے انا کار از ہر طاہر
 جو اول تھا و جو آخر جو باطن تھا و جو ظاہر
 سچا کہنت نہ اکا کہلا ہم پر تو کہتے ہیں
 ہو فارغ جو ہم قرب الین سے تو روز و شب
 بنا دیتے ہیں بندہ کو خدا کی شکل و صورت
 شمعِ حاج کی لٹا دکھائی دیتے ہیں ہم کو
 ہمارے سر کے طنبور سے آتی ہے صدا و سکی
 سر کا یہ صفت اپنا سا دو ذاتِ مطلقین

نہ وہاں خلوت نہ جلوت نہ وحد نہ کثرت
 الوہیت نہیں ہے صرف یہاں غیب ہے
 کہیں کیا مفر مطلق میں کیا جو محکوم ہے
 کہ فرقت اس کی نام ہی ہر ذات کی صفت ہے
 نہ پہنچا تو اگر اس کو تھاری صاف غفلت ہے
 ہماری خاصیت میں تو نشی اور محبت ہے
 ہیں اب تو بظاہر میں ہماری یہ عبادت ہے
 بہلا اس سے زیادہ کہئے تو کس میں کس ہے
 زمین پر کھینچو تو ہم عرش کے کچھ دلچسپ ہے
 ہو مٹ رہے ہیں ہمیں ہمیشہ یہ کھولت ہے
 ہوں جب آپ ہی باقی تو پھر درخ و حبت ہے

پڑھو توحید کی نقد ایسے سیر کی سیر
نظام الدین محمد بالہ کی تحریر
نثر یہ بیان کچھ بڑا اکبر کی گرفت
زمین کے نیچے روشن اندھن سالک

معلم کے مطلب سے سمجھو یہ اپنے
جو ہر گنج شکر جو اپنے کا سرین
جہاں نیشہ تپون ہی کی ٹبر چرخ گرم بازار
نکرا تو برقی طلیت کا خوف ای واصل کو

معین الدین چشتی تو بنی سلطان جم عاشق کا
فقیران دکن اور ہند پر تیری حکومت ہے

۱۱

۲۱۱

کیا اپنے تھکی شکل جلات نہات کی
یاد آگئی ہر شیخ کو بات اپنی ذات کی
آواز اپنے دم میں بانگ صلا کی
موسیٰ سے کوہ طور پر پھر کرنے کی
رہتی ہو صرف فکر ہمیں دنکرات کی

دیرو حرم میں جو پرستش صفا لگی
کعبہ کو جو چلا ہی حجر کے طواف کو
معبد میں لگے ہو جو رہتی ہے عورت
الشیخ آپ کا تو ہے اندھیر زمان
سعران کی کھلی ہے حقیقت جو ہم پر اب

<p>ایسیج چونک خواب سے اگیہ سوخت راہ زندہ کی کیفیت تو تجھ کو نہیں خبر جیسے تیرے مرنے کو اگر دیکھ لے تو صفا ایسیج کرتے مازہ و ہبشت کا زندان آخرت سے چھڑایا جو پیرنے</p>	<p>عفت میں رہ بھول نہ نسل سنجی انگی کہ خیال میں حالت محبت کی سمجھیں گانہ من کو موت حیات کی بنیاد کا عدم ہی ہے تیری کائنات کی چٹھی ہمارے ماتھے لگی ہو رات کی</p>
---	---

۱۸	<p>عاشق حسین دین کی صفت کرنے کو تم درکار روشناسی ہے صد ادوات کی</p>	۳۱۲
----	--	-----

<p>جسم و جان و قلب و ہر دین تو ہی چھپکر بیٹھا ہے خوبی و خست اور حسن و سیرت تو ہی چھپکر بیٹھا ہے دیر حرم و ہر اک گھر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے الفبت بکلی راہ گز میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے</p>	<p>اپنی چشم و زائرین تو ہی چھپکر بیٹھا ہے یہ رخ عالم و شہر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے لات و منا اور شجر میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے بھول کہ رستہ عشق گز میں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے</p>
--	--

بیخ اور تخم و برگ و ثمر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 رنگ لال و نیل و فریں تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 ارض و سما و شمس و قمر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 مرغ و مک کے بال اور پر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 خط و خال سین و بدن تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 روز و شب و اشام و سحر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 شاہ و کب و فتح و ظفر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 خود و زہ اور تیغ و سپر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 بو و دھول کے سوز و شر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 گوشہ کوہ و طور کے سر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 درویشوں کے کسب و ہنر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

غنچہ گل اور شاخ و ثمر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 غنبر و شک و اگر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 قطرہ بحر و لعل و گہر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 آب و ہوا و بحر و بر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 مصحف کے زیر و زبر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 صبح و کے آٹھ پھر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 تاج اور نگار و چہر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 توپان و تیر و تبر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 مس کے گداز اور سم و زمر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 کبک و بیاض و نیم زمین تو ہی چھپکر بیٹھا ہے
 کوہ و چٹ کے باز و گیر تو ہی چھپکر بیٹھا ہے

۲۱۳	عاشقِ خشتی نے دیکھی ہے درگاہِ جمہیری کو خواجہ کی قبر اور گنبد و درین تو ہی جھپک رہی ہے	۶۵
سراپا عکسِ بچوں کا نظر کر لو ہمیں میں ہے مناشا جانِ عالم کا نظر کر لو ہمیں میں ہے خدا کی ذات کا جلوہ کر لو ہمیں میں ہے ظہورِ بزمِ کبریٰ کا نظر کر لو ہمیں میں ہے رسول اللہ کا چہرہ نظر کر لو ہمیں میں ہے زلیخا یوسف و عیسیٰ کا نظر کر لو ہمیں میں ہے وجودِ آدم و حوا کا نظر کر لو ہمیں میں ہے	مثالِ شخصِ آئینہ نظر کر لو ہمیں میں ہے طلسمِ انجمنِ آرا کا نظر کر لو ہمیں میں ہے مکانِ عرش کا پایہ نظر کر لو ہمیں میں ہے ریخِ سین اور طہِ نظر کر لو ہمیں میں ہے خلیل و احمد موسیٰ کا نظر کر لو ہمیں میں ہے فریج و یونس کی نظر کر لو ہمیں میں ہے جنینِ مضنونہ و نطفہ نظر کر لو ہمیں میں ہے	

فرشتوں کا ہجوم کی نظر کر لو ہمیں ہیں
 نشان بندہ و مولیٰ نظر کر لو ہمیں ہیں
 منقش فقر اساطیر کر لو ہمیں ہیں
 عشق سرسبز اساطیر کر لو ہمیں ہیں
 شہوات کا نقطہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 ہوا اور نار کا شعاع نظر کر لو ہمیں ہیں
 حباب صبح اور قطر نظر کر لو ہمیں ہیں
 دراز دریاں کا پنجہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 زمین کوہ اور صحرا نظر کر لو ہمیں ہیں
 روان تم بھرہ اور شتا نظر کر لو ہمیں ہیں
 پہر کو کتب ہرہ نظر کر لو ہمیں ہیں

ملک ان فی ہر اک علی نظر کر لو ہمیں ہیں
 سراغ زندہ و مروتہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 مصفا و فعل کا حلیہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 برابر و استویٰ عذر نظر کر لو ہمیں ہیں
 الف اور یا و ما و یا نظر کر لو ہمیں ہیں
 گل اور پانی کا مجموعہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 کف گرداب و دریا نظر کر لو ہمیں ہیں
 زمرہ اور فیروزہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 گیاه و نخل اور چشمہ نظر کر لو ہمیں ہیں
 مصفا ہنسا اور گنگا نظر کر لو ہمیں ہیں
 مرفوشید اور ذرہ نظر کر لو ہمیں ہیں

جڑ اور تخم و گل و غنچہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 شمار عالم و دنیا نظر کر لو ہمیں میں ہے
 دیار شیریں و بطحی نظر کر لو ہمیں میں ہے
 سنجف اور کر بلا بصرہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 مساتلات اور عجزی نظر کر لو ہمیں میں ہے
 عراق اجمیر بنگالہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 شباب و رن ساو نظر کر لو ہمیں میں ہے
 فہیم و زیرک و انا نظر کر لو ہمیں میں ہے
 غریب خوشی و بچانہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 غم و شاد مکی و طریف نظر کر لو ہمیں میں ہے
 دلف سازنگ اور طریف نظر کر لو ہمیں میں ہے

خصال شاخ اور پتہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 محاسب و عقوبتی نظر کر لو ہمیں میں ہے
 مدینہ مکہ و جیدہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 حجاز و شام و کوئٹہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 صفا و عرصہ مروہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 کہ نہفت قلعیم کا کر نظر کر لو ہمیں میں ہے
 روہ سال و منہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 قلندر و دیوانہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 محلہ دار و ہمایہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 بکا و گریہ خندہ نظر کر لو ہمیں میں ہے
 ستار اور ہل و طہورہ نظر کر لو ہمیں میں ہے

صنم کا اپنے الغور نظم کر لو ہمیں میں ہے

غزال اور ٹھومری نظم کر لو ہمیں میں ہے

منار و مسجد و زینہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

وطیفہ و ز اور سجدہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

کلیسا و لیول اور گرجا نظم کر لو ہمیں میں ہے

کرشن اور لچھری تلخ نظر کر لو ہمیں میں ہے

خیم ساقی و بیخانہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

فقیر و شاہ و سجادہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

وزیر اور صغی سکھ نظم کر لو ہمیں میں ہے

طلالہ و نقوہ اور میا نظم کر لو ہمیں میں ہے

سیاں محمود کا نقشہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

نور و نغمہ ہو یا نظم کر لو ہمیں میں ہے

رباعی قطعہ اور نظم کر لو ہمیں میں ہے

کماز و زہد اور تقویٰ نظم کر لو ہمیں میں ہے

ریا و کماز و دیو کا نظم کر لو ہمیں میں ہے

ہمیشہ رام کا پرچم نظم کر لو ہمیں میں ہے

مجنوں و گمراہوں کا نظم کر لو ہمیں میں ہے

شراب جام اور شہیہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

وزیر و مقید و دارا نظم کر لو ہمیں میں ہے

ریال اور شرفی عجمہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

ادھیلی قریں و خرم نظم کر لو ہمیں میں ہے

جسمان کا قبضہ و کعبہ نظم کر لو ہمیں میں ہے

کلام حق کا شیرازہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 مہنگی کار از غیب نظم کر لو ہمیں ہیں
 صنم کی چشم اور دیدہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 شریف سید و مرزا نظم کر لو ہمیں ہیں
 تمام انشا و کل ملا نظم کر لو ہمیں ہیں
 ہنس اور کسب و فن چلہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 سکان و لان اور حجرہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 نجات اور قبر کا ضحکہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 خطے نفسانہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 نفس کا تار اور چرخ نظم کر لو ہمیں ہیں
 جولا تا نا اور بان نظم کر لو ہمیں ہیں

برالباس کا سورہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 شب معراج پر نظم کر لو ہمیں ہیں
 ہمارا دیکھنے والا نظم کر لو ہمیں ہیں
 پھٹاں شیخ اور انجی نظم کر لو ہمیں ہیں
 انشا نظم اور معنی نظم کر لو ہمیں ہیں
 تمامی حق کا پتہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 چھت اور دیوار و دروازہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 سقا و خبث المادہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 عطا و حرم کا جھگڑا نظم کر لو ہمیں ہیں
 کہ نہ اذی ال دینہ نظم کر لو ہمیں ہیں
 پہاں اسوت کا جامہ نظم کر لو ہمیں ہیں

کتواری لہن آورد والا نظر کر لوہین میں ہے
 عرب کا خاص کرہ نظر کر لوہین میں ہے
 صلاح جنگ بنگامہ نظر کر لوہین میں ہے
 سوار اور ماتی اور گھوڑا نظر کر لوہین میں ہے
 سپہ سالار اور بہالا نظر کر لوہین میں ہے
 اکٹار اور خراج اور بیخہ نظر کر لوہین میں ہے
 بھجی متری ملا نظر کر لوہین میں ہے
 پری جنات کا سایہ نظر کر لوہین میں ہے
 ہنر تخیل کا تازہ نظر کر لوہین میں ہے
 عمل حس کا ہموارہ نظر کر لوہین میں ہے
 تپش اور حمل اور دھڑکاں نظر کر لوہین میں ہے

عروا و قلع اور سہرہ نظر کر لوہین میں ہے
 سپاہ و صاحب عہدہ نظر کر لوہین میں ہے
 شکست فتح کا ڈنکا نظر کر لوہین میں ہے
 نقیب فوج و سرکارہ نظر کر لوہین میں ہے
 آفتاب دہل اور گولہ نظر کر لوہین میں ہے
 کان و تیرا و بیخہ نظر کر لوہین میں ہے
 اکہ شکل ریل اور ترعہ نظر کر لوہین میں ہے
 بلیستہ آتش اور گندہ نظر کر لوہین میں ہے
 سیکل اب کمرستہ نظر کر لوہین میں ہے
 مجرب جادو اور ٹونہ نظر کر لوہین میں ہے
 بنجارت شوق کا لڑہ نظر کر لوہین میں ہے

<p>حکیم حادق و نسخہ نظر کر لو ہمین مین ہر سیاہ و سرخ اور پیلا نظر کر لو ہمین مین ہر</p>	<p>شفاد و درود کا چارہ نظر کر لو ہمین مین ہر کہ رنگ سبز اور نیلا نظر کر لو ہمین مین ہر</p>
۲۱۴	<p>معین الدین چشتی ہے جہاں سے کہاں عشق دکن اور ہند کا خواجہ نظر کر لو ہمین مین ہے</p>
<p>ایسے دل تو با مقطرب تا کو از سوز جگر عذاب تا کو طفلی رفت و جوانی آمد عمر سے تو تمام شد بغفلت خواہیم جمال روئے روشن من محرم و راز دار ہستم شد منہ شوی اگر بجرم</p>	<p>در الفت جان خراب تا کو وز آتش دل کباب تا کو ای شیخ مرا شباب تا کو بیدار بشو کہ خواب تا کو ای مرد برخت نقاب تا کو از پردہ برآ حجاب تا کو رحمت بنما تا کو</p>

من مست ز باد و مصالم
ماند هر وقت نعمت یار
جانم که زول سوال دارد
در نقطه تمام علم یار است
سج ویم و قلم مانند
از هجد و هزار یک برآید
سر سبزی این جهان شود خوشگ

ساقی کیف شراب تا کنی
آهنگ من در باب تا کنی
آتش بزبان جواب تا کنی
آغوش تو و کتاب تا کنی
در ہستی خود جواب تا کنی
تو در طلب حساب تا کنی
عشق ارض و حساب تا کنی

در ذات سعید دین فنا شو

۲۱۵

عاشق لقب و خطاب تا کنی

۱۷

شیرب میں کب ملیگا نشان محمدی
اللہ کی قسم نہیں سمجھا کوئی دے

اگے ہر لاسکان کے کان محمدی
بیچون کا رہتہ رکھتی ہے شائین بی

سبھو کلام رب کو عرب کا کلام خاص
 اسجان اپنی جان سے ہو کر یہ جان لے
 اوس منظر اتم کی حقیقت نہ پوچھئے
 مخلوق اکہی ہر وہ خدائی کے دریا
 ذات و صفات کے جو کواکب میں مل کر
 آدم سے اب تلک اسی دم کا دم ہے کیا
 دیکھ اپنے جسم کو جو انا عبد کہتے تھے
 احمد کے روئے پاک سے ظاہر ہے خود
 آواز کی بھی شب معراج میں بدلا
 ہفت آسمان ہی کیا کہ درمی لوری تلک
 کب احمد واحد میں سلام و پام تھا

اللہ کی سیہ ہے وحی زبان محمدی
 ہوی جانِ جان کی جان ہی جانِ محمدی
 کس منہ سے مان رقم ہو بیان محمدی
 گہوٹ میں مہم کی ہے جہانِ محمدی
 وحدت کے بچہ دین سے قرآنِ محمدی
 بڑھتا چلا ہے خاص زمانِ محمدی
 باریک تھا قیاس و گمانِ محمدی
 پنهان نہیں ہی راز عیانِ محمدی
 کیونکر عیان ہو ستر نہانِ محمدی
 پھنچا ہی دیکھ زور و توانِ محمدی
 یہ جانے تے ہیں مرتبہ دانِ محمدی

جبریلؑ کو کہتے ہیں وہ بامہدینؑ	پردہ کے درمیان جوان محمدی
ہو نور سے بہرِ فلک ماہ و مہر کے	پہرہا ہی سر پہ لیک و نان محمدی
بندہ علی کا بن کے تو لاکو اپنے پا	او خاص اک وہ فیض رساں محمدی

۲۱۶	نوابہ معین دین سے ملی تہذیب معرفت عاشق سنہ ہر انگائی و دوکان محمدی	۲۳
-----	---	----

رب ہی میرا خستہ عربی	کب ہی بندہ محتہ عربی
ستریچوں کا خاص منظر ہی	اپنا مولیٰ محتہ عربی
روشنی پہرہ و حدت کا	نوریت لہا محتہ عربی
گنج فغنی ہی سے خدا بنکر	آپ نکلا محتہ عربی
احدیت میں ہو کا وجود	اوس کا پردہ محتہ عربی
شکل کی ہر رزق کبریا	ابس کا چہرہ محتہ عربی

جب کہ سنتے تھے احمد بیہیم
 مٹا ہر وہ باطن ازل آخر
 کلمہ لا الہ الا کہ کا کھلا
 وحدہ لا شریک ہی آچھی
 اسم صبر کا احد ہی خود اوں کا
 نخل وحدت جو ہی پہلا پہلا
 جس کا یسین نام نامی ہی
 کہو لکرو دیکھیہ لو کلام اللہ
 بیجا جبریل کو تھا جبریل جان
 شب معراج صوت جان سکر
 لامتناہی کے پرے تھا گل گز

نظر آیا محمد عربی
 الحق اپنا محمد عربی
 صاف معنی محمد عربی
 تن تھا محمد عربی
 ہیستی محمد عربی
 ادس کا ثمرہ محمد عربی
 ہی وہ طہ محمد عربی
 خود ہی گویا محمد عربی
 آپ ہی تھا محمد عربی
 خود کو سمجھا محمد عربی
 آپ بھیجا محمد عربی

اپنی قدر کو دیکھنے آجی

ہی علی کی ہی عین مدد کا
ساری خلقت میں ہو اگلے

برق میم میں جو ہر عالم

اسم سے اپنے جسم انسان کا

جو حیات النبی ہی کہلاتا

آئندہ مان ہی باپ عبد اللہ

تھا جو باطن کا ظاہر ہی مان

سر وحدتین الدین سے خود

ہر کیسی سمجھ میں کہتا ہے

محمد تو حیدرِ بخت کا نگار

ہے ہویدا محمد علی

خاص دید محمد علی

سب میں بکثرت محمد علی

اوس کا جلوہ محمد علی

بت کر آیا محمد علی

ہو وہ زندہ محمد علی

اور نکا بیٹا محمد علی

اوس کا منشا محمد علی

ہو سب احمد محمد علی

ہو ہر ما محمد علی

خود خلاصہ محمد علی

مقصد عشق سے مطلق کا
 حرم دل کا بن گیا اپنے
 سجدہ خاواں کو کہنے کہہ
 عجب ہے آدم صفی اللہ
 ہم بنے ہیں جناب نظر موج
 ہیں اولو العزم انبیاء جتنے
 روئے محمود کا بنا ہے آپ
 ایک شہر ہی میں نہیں ہو جو
 لیلۃ القدر کے اندھیر کا
 پر شمع بنیا جو ہی تو دیکھ اوسے
 خاموشات و وجود بچوں کا

ہے نتیجہ محمد عربی
 آپ اکبر محمد عربی
 اپنا قبیلہ محمد عربی
 صاحب دکن محمد عربی
 عین دریا محمد عربی
 اوکا آقا محمد عربی
 مساف نقشب محمد عربی
 ہی ہر اک جا محمد عربی
 ہی اوجالا محمد عربی
 کب ہی اخفا شہ محمد عربی
 خود ہی محمد عربی

ہنیں نیتا ہی عکس سا ہے	سیتہ منترہ محمد عربی
ہی جو پانی پر آسمان زمین	اوس کا پایہ محمد عربی
کوی سبھا پھینکے آواہنک	کہ ہے خود کیا محمد عربی
۲۱۷	عاشق خواجہ معین کا ہی
	پیر والا محمد عربی
۱۳	
خدا ہی ہر یہ سب مولیٰ علی کی	ہی شان عبد ورب مولیٰ علی کی
حقیقت اوکئی ہوگی کشف سب	کملے گی رمز سب مولیٰ علی کی
تراطلہ سب حاصل ہوگا تجکو	تو کر دل سے طلب مولیٰ علی کی
خوگر طالب المولیٰ تو اسکو	شما سائی ہو کب مولیٰ علی کی
محمد مرتضیٰ سے کب جدا ہی	ہی خود شکل عرب مولیٰ علی کی
نظر کر مطلب ستر خفی پر	حقیقت ہی عجب مولیٰ علی کی

یہ ہر شان نسب مولیٰ علی کی	نہی برحق ذات اوست کی بختن میں
تو رکھ فکر ادب مولیٰ علی کی	ہر علم من عرف کا گر تجھے عشق
ثنا میں بہن یہ لب مولیٰ علی کی	عبادت ہی ہماری ذکر اوس کا
یہ ہر راہ طرب مولیٰ علی کی	غصہ مولیٰ میں اپنے کو فنا کر
رہے دہن روز و شب مولیٰ علی کی	ولایت کیون نہ حاصل ہو کہ جس کو
رقم ہم سے ہو کب مولیٰ علی کی	وہ شاہ لاف تیج ہے مان شجاعت

۲۵	معین الدین کا عاشق ہوں کہ ساتھ	۲۱۸
	لگی ہے نسبت اب مولیٰ علی کی	

خدا ہی کا تختار مولیٰ علی ہے	خداوند مطلق ہمارا علی ہے
بنی کی حقیقت کا جلوہ علی ہے	وہ سر عجائب کا ہی خاص ظہر
بعینہ بصیرت کا دیدہ علی ہے	جو ہے پردہ عین میں نقطہ روشن

نظیر عدیل اوس کا گوئی نہین اب
 اہلین میں آیتے ہی اسم اپنا رکھا
 صدا آرہی تھی جو معراج کی شب
 فنا ذات مطلق میں ہو کر تو دیکھو
 جہاں آیتے ہیں طلاق ابرو میں اوکے
 خدا سے جدا او کو بھیجے جو کوئی
 ولادت سے او کی ہر عظمت حرم کو
 ہی پیش نظر جب کو تصویر زید
 جو تشریح آئی ہے تشبیہ بکر
 تھے سب نکشف رمز مطلق و ہی
 شرف کچھ نہین ہی نجف ہی کو اوس

دھج گنج و نہت کا پایہ علی ہی
 بلاشبہہ مثل منی علی ہی
 اوس آواز عجبی کا دانا علی ہی
 سدا ملکب تی میں زندہ علی ہی
 ہماری بادت کا قبلہ علی ہی
 وہ کافر ہی خود اوس کا بیٹا علی ہی
 خدا کی قسم فخر کعبہ علی ہی
 کہ اسم حمد کا نقشہ علی ہی
 اوسی رمز کا نان نمونہ علی ہی
 کہ سر حقیقت کا گویا علی ہی
 میں کیوں جہان ظاہر و سر جہاں علی ہی

کر درون آہ نورانی زن غرق اوین
 ہوں میری سے کب تنو کہ نور و زلف
 زبان صاف کر در و نا و علی سے
 کلمہ اکثین تیش تیش گیارہ
 میرے کو میرے سمجھ غور سے تو
 ہو آپ ہی ذات میں اپنی قائم
 جو کہو سمجھتا ہے غائب جہان سے
 ولایت کرامت شجاعت میں یکتا
 ہر شان علی ہی میں مہجنت مکہ
 نذا سیر بیچون سے آتی ہر روم

عجب نور عرفان کا دریا علی ہے
 تن شہمان کا سیما علی ہے
 عجب ذکر نامور و طیفہ علی ہے
 ان اعداد سالم کا جملہ علی ہے
 محمد کے کلمہ کا معنی علی ہے
 سدا اپنی قدرت میں یکتا علی ہے
 وہ مرد و درگاہ مولیٰ علی ہے
 دو عالم میں موجود و پیدا علی ہے
 کہ ہر اک کا مولیٰ و آقا علی ہے
 نہ مولیٰ علی ہے نہ بندہ علی ہے

مراد بہ ابی عاصم خواجہ چشت

شہنشاہ دو عالم پیر رہبر غوث اعظم
 بزرگی اور پیری ہر ایک کے لایزال
 ایک کو دلت الفخر و فخری ہو گئی حاصل
 سرور آپ کے تاج ہر ستر ہوا لہ کا
 صفات ذات میں اپنی ہوا ہم آہ نام
 میدان شان و عظمت کو کب کی ہر لونی
 تکیوں ہو یونانی کہ ہی محبوب جانے
 عجب کیا فریضے اور کس بنے ہر اک قضا
 بیان اور کس بہا کس نہ ہوین خرق
 جسے بغداد کہتے ہیں باغ فادہ کی سجا

مینی کا نور شہم اور جان حیدر غوث اعظم
 شیخ عصر میں خود شیخ اکبر غوث اعظم
 فقیری کی ریاست میں تو انکے غوث اعظم
 مقرر عالم سرمد کا سرور غوث اعظم
 حقیقت میں ہم دہد کا گھر غوث اعظم
 کہ سر مطلق بچوں کا منظر غوث اعظم
 سپہر حسن کا تابندہ اختر غوث اعظم
 کہ قلعے درو صاحب ل غوث اعظم
 نیستان کراست کا غصہ غوث اعظم
 عدالت گاہ درویشی کا دفتر غوث اعظم

۷	<p>سراسر عشق و دوسے تو کھامی عاشقِ صفا معین الدین چشتی کا برا در غوثِ عظم ہر</p>	۲۲۰
<p>امدہ ہی کی شان ہے محبوبِ پاک کی خود وحی ہی بان ہے محبوبِ پاک کی خالق کی خاص جان ہے محبوبِ پاک کی طاعت میں بے جہان ہے محبوبِ پاک کی بیعت بھی دریا ہے محبوبِ پاک کی یہاں لب پہ آستان ہے محبوبِ پاک کی</p>	<p>توصیف کیا بیان ہو محبوبِ پاک کی بولا جو کچھ یہ پیر ہوا اوس کا سب ظہور مخلوق بنے جسمِ خدا میں ہے جلوہ گر خود غوثیت کا اوسکو ہوا مرتبہ نصیب رکتے ہیں ہم بھی حضرتِ قادر سے سلسلہ اولادِ مرتضیٰ سے مجھے عشق ہی سدا</p>	
۱۱	<p>خواجہ معین دین حسن کہتے ہیں مجھے عاشقِ مری دکان ہے محبوبِ پاک کی</p>	۲۲۱
مرشد خلق سچا شیخ شہاب الدین		مظہراتِ خدا شیخ شہاب الدین ہر

سہروردی کا ہی خورشید سبکی روشن
فیضیاب ہر جہان فیض مہم اوس کے
زلف ناز اوس کے چوتے ہیں بقول میر
تاج مطلق ہر سزا دار سہروردی پر
آئینہ عشق کا بکربو لیا عکس نسیم
ہو چکا ہے جو وجود اپنا فی شمع اب
مجمع خلق ہوئی ذات مقدس اوس کی
ذات میں جھکی فنا ہو کے اوٹھا عالم
ذات اوس کی نظر آتی ہے جو مطلق ہو

اعتماد میں ہما شیخ شہاب الدین
مادی و مادیات کا شیخ شہاب الدین
روبرو صبح و شام شیخ شہاب الدین
سماں و زمین کا شیخ شہاب الدین
سورج و قمر و صفا شیخ شہاب الدین
ہنر و علم کا شیخ شہاب الدین
سرور شاہ و گداز شیخ شہاب الدین
ہیکمان و حکمت کا شیخ شہاب الدین
قید و ہستی کا شیخ شہاب الدین

عشق ہے خواجہ شہتی سے جو بگڑے عاشق

۱۳

بتلا آپ ترا شیخ شہاب الدین ہر

۲۲۲

مرشد و پیر زمان خواجہ بہاء الدین ہر
 یار غار احمد بیہیم سے ہر اوسکو فیض
 نقشبند اللہ کا ہر حسب ادائی میں بھی
 شان بچوں کا بنا ہی آئینہ اوس کا جو
 اول آخر وہی ہے ظاہر باطن وہی
 باغ میں اسرار کے رکھتا ہی اپنا آشیانہ
 ذات سے اپنی ہوا ہی آپ ہی موجود
 کہیں کج تار نظر سے خط و تعدا میں دیکھ
 اوڑکے مرغ جان قفس سے تکیے بطل گئی
 کربم ہو رہے وجاہ و جلال اور شاہ کا
 حضرت بو بکر کے سار خلیفوں بھی

رہنا سے انس و جان خواجہ بہاء الدین
 خلق میں عظمت نشان خواجہ بہاء الدین
 مہر سا جلوہ گستان خواجہ بہاء الدین
 صورت رب عجمان خواجہ بہاء الدین
 شاہ ملک جاودان خواجہ بہاء الدین
 بلبل خوش غنم خوان خواجہ بہاء الدین
 دیکھ میر شمس سے عیان خواجہ بہاء الدین
 نقطہ سحر خان خواجہ بہاء الدین
 شاہ بازار لاسکان خواجہ بہاء الدین
 ہمنشین خواجگان خواجہ بہاء الدین
 آفتاب سندان خواجہ بہاء الدین

اور ستم گزین خواجہ عبداللہ

نور عین حضرت صاحبی اکبر بن بڑا

حضرت خواجہ معین الدین کا عاشق و معشوق

۱۱

۲۲۳

دل سے تجھ پر حیران خواجہ عبداللہ

تو مٹا ہر نشات ہوا ہند کے دلی
تم نہ کاناٹ ہوا ہند کے دلی
خود مقرر پکات ہوا ہند کے دلی
تم وصل ہی کی رات ہوا ہند کے دلی
تم بطن انجھات ہوا ہند کے دلی
تم صاحب حیات ہوا ہند کے دلی
عینی تم مات ہوا ہند کے دلی
تم جان کلیات ہوا ہند کے دلی

یہ چون کی پاک ذات ہوا ہند کے دلی
ہو کر کواں زبان جو توصیف کر کے
خواجہ معین دین ہو جو شہو رطلق دین
واللیل کی قسم جی جی خواجہ زلف
آدم سے آج تک بھی ہلا ہیں آپ
دیکھی ہے اپنی زلیست دین شہنشاہ کی
سب مرد زندہ ہونے دین شوکت
ہجرت نزار فلاح کے زندہ ہیں ستم

<p>ہر اک نفس حج ہم سے ہوا پیم کلام تم ہم منزل عذاب کو پہنچو ہو سے ہون</p>	<p>خوبیہ زبان کی بات ہوا ہند کے اپنی رہ نجات ہوا ہند کے لی</p>
<p>۲۲۴</p>	<p>عاشق مرینا کو آپس میں نیتاں تم عشق کی صلوات ہوا ہند کے لی</p> <p>۲۷</p>
<p>نام اب جس کو خواجہ ہے حکمی وہ پرچہن جو ہم بندے حکم ہم ہیں کب اسم جسم بندے کا نور ذات بیچن کا دیکھ مٹا کر ندیے کو بندیے کیے گدائیں</p>	<p>مرشد میرا خواجہ ہے ہمدی اپنا خواجہ ہے اپنا مولیٰ خواجہ ہے آپ مسمیٰ خواجہ ہے پاک سراپا خواجہ ہے حق کا چہرہ خواجہ ہے ہم مین پیدا خواجہ ہے</p>

ہیں جو غائب اس کے صفات
 اس لئے کیونکہ ذاتِ نظیر
 عرفان پڑھ کر سمجھا ہوں
 کہتی ہیں جو حسینِ جہد کی
 دیکھتے تجلیِ وحدت کی
 فتنہ زنِ عربِ بلی شق
 بابۂ عشق اور وحدت کا
 پشت کی درو کا گرم سیر
 صاقِ نالہِ حق اپنے ساتھ
 کیونکہ لائینِ گم ہو کر
 اس کی ہی بیان کو غلام

ذاتِ مینِ زندہ خواجہ ہے
 اس کا پردہ خواجہ ہے
 لفظ و معنی خواجہ ہے
 قطرہ و دریا خواجہ ہے
 مہر اور ذرہ خواجہ ہے
 گھل اور غنچہ خواجہ ہے
 جام و شیشہ خواجہ ہے
 اوس کا سودا خواجہ ہے
 کہنے والا خواجہ ہے
 صرف آلہ خواجہ ہے
 عالم سارا خواجہ ہے

<p>سجدہ اوں کو کرتے ہیں بندہ کا ہو کب یہ کلام کہتے ہیں حشمتی سب پیر بوساے ہین شہور دیکھ لو سارے پیر مین ہندو دکن پراؤں کا حکم دیکھ لو اگر خلوت مین ذکر و شغل اور میرا ورد</p>	<p>اپنا گعبہ خواجہ ہے اس کا گویا خواجہ ہے پیر ہمارا خواجہ ہے سب اعلیٰ خواجہ ہے عالی رتبہ خواجہ ہے شاہ زمانہ خواجہ ہے حق کا متا شا خواجہ ہے خواجہ خواجہ خواجہ ہے</p>	<p>۱۱</p>	<p>عاشق اوں کا مین جو ہوں میرا پیرا خواجہ ہے</p>	<p>۲۲۵</p>
<p>خداؤ المین اپنا معین الدین حشمتی ہی</p>	<p>و جو کائنات بچوں کا معین الدین حشمتی ہی</p>			

نہ آیا عالم ہستی میں ہر شکل محمد میں	مرا حسین اور طہ معین الدین چشتی
علی کا فاطمہ کا حضرت شبیر و شبیر کا	دل جان بگر گشتہ معین الدین چشتی
شہنشاہ جہان تاج ہو اللہ ایکے ہر سر پر	کہ مطلق آگاہ طہ معین الدین چشتی
نظر آتی ہر ہیکل او صبر و صبرت سرخفی کی	کہ ذات حق آئینہ معین الدین چشتی
ازل میں لکھ دیا او کی جبین پر قدرت	حبیب لق بکما معین الدین چشتی
گلستا حقیقت کا ولایت کا کرامت کا	سر اس گل تارہ معین الدین چشتی
خود ہی اپنی فنا کی محو ہو کزات مطلق میں	فقیر طالب المولیٰ معین الدین چشتی
فرید و قطب و محبوب الہی اور نصیر الدین	مرید او ہر آفت معین الدین چشتی
او کی ذات سے پیدا ہوئی شان و عظمت	جہان میں صاحب تہ معین الدین چشتی

اوسیکے ہر جہت جان و دل سے عاشق رہا

۹

ہمارا مرشد و الٰہ معین الدین چشتی ہے

۲۲۶

سرخش بر کعبے مُعین الدین چشتی ہو	شبائے کی رو معین الدین چشتی ہو
سر اللیل گیسوے مُعین الدین چشتی ہو	حم قوسین ابرو معین الدین چشتی ہو
چمڑ دست و بازو مُعین الدین چشتی ہو	سر اسر اسم احمدی عیان خود و سکی چشتی ہو
الف اللہ کامو مُعین الدین چشتی ہو	سناہ وصل کی شب کر میں نے ہر بن ہو
کہ اللہ کی سیر جو مُعین الدین چشتی ہو	کھان بندہ کی خصلت نظر کر اپنے ہو
عجب سحر و جادو مُعین الدین چشتی ہو	تعلیق اوس کا ہم کر کے فنا فیات بیچین
بقا کو اپنی دارو مُعین الدین چشتی ہو	حیا جادو دانی کا میچا ہو کب پارہ
چمن میں ہندو مُعین الدین چشتی ہو	دکن کا باغ ہی سر سبز اوسکی ذات اقدس

نظر آتا ہنن کوئی سوا خواجہ کے عاشق کو	۲۲۷
کہ چشم اسکی ہر سوے معین الدین چشتی ہو	۱۱
ہو مطلق ذات پاک معین الدین چشتی کی	اداہنچ ہم سے کب مُعین الدین چشتی کی

ولی ساری خدائی چہا کر اپنی گردن کو
 رسانی کرنے لکھو تو ذرا دیر میں ایک
 اگر ہمیرین جا کر گے شوق ل سے تم
 تہیں گے خوش نصیبی سے ہو وکی معرفت
 بزرگوں میں جو فرود منتخب ہو مویہ سے
 ذرا حال اس کا پوچھو تم شہنشاہ دینہ
 ہوا طالب کو جو ارشاد کھچتی رسول اللہ
 تمار وصال ہی حاصل حضور قلب سے مجھ کو
 جہان کی نوکر بھی بڑی قواس سرکار سے مجھ کو

اطاعت میں پہن سب الدین حشر کی
 ہو کیشی مطلق سب الدین حشر کی
 ملیگی مگو نعمت سب الدین حشر کی
 کرے گی روح تمام غلب الدین حشر کی
 شامین ہیں اپنے سب الدین حشر کی
 بڑی جاگیر ہے سب الدین حشر کی
 عجب ہی رمز پر مطلب الدین حشر کی
 جو ہی خود فکر و زور سب الدین حشر کی
 ملی خدمت منصب الدین حشر کی

سیان محمود کی تگ و خلافت ہی جو ای سعادت

محبت بگتو ہی انس معین الدین حشر کی

ہی مطلق روضہ جانی معین الدین جمیری
 صفا و ذات بچونی بنی ہوا سکی جو صورت
 ہا سکی ہستی نوری تجلی محمد ہے
 جمال اوس کا دکھاتا ہے جو شکل حضرت یوسف
 ہوے زیر و زبر پیدا ہوا اس کے نصیب
 جناب پیر ہرون کا نہ چمکے خاندان کی کبر
 ولی و قیصر ہند و دکن اوس کے فرین مبین
 نہیں بغاوت کو قدرت کہ لاتے ڈوب کر اوسکو
 ہوت کا کہلا عقدہ جو ہم پر سر کبیر
 نظر اوس کا وجود الحق الوہیت مد آتی ہو
 حبیب اللہ نام پاک جو شہ ہو عالم ہر

ہا الحق سریزدانی معین الدین جمیری
 ہی جسم و جانانی معین الدین جمیری
 شان ذات رحمانی معین الدین جمیری
 ہو پیر چاہ کتانی معین الدین جمیری
 ہی مطلق روضہ جانی معین الدین جمیری
 ہی شمع نرعم عثمانی معین الدین جمیری
 ہو تاج فرق سلطانی معین الدین جمیری
 ہو در سحر عرفانی معین الدین جمیری
 ہو کشف راز نیچانی معین الدین جمیری
 ظہور نور ایسا فی معین الدین جمیری
 محبوب خاص ربانی معین الدین جمیری

شہستان ہند کاروشن اوی فیض ہے	سہ نور سلمان بن معین ابن جمیری
جنا غنچ غنچ ہم یہ جدا کیش کل او غنچ	شیخ ابیہ جلیل بن معین ابن جمیری
۲۲۹	تصدق دلو کر تا ہوں جو بکر عاشق صادق
	مرا ہر دوست جانی معین ابن جمیری
۱۴	
اک شہنشاہ ولایت خواجہ احمدیہ	مالک کشف کرامت خواجہ احمدیہ
خاص نعمت ہے عطا اسکے سوا اللہ سے	ہاں وہ ہمارا نبوت خواجہ احمدیہ
اوس کے پیشانی نورانی پر تھانہ چوب	سر بر شان رسالت خواجہ احمدیہ
فیض سے لپٹے نیا ما اوس نے محبوب الہ	کیا خداوند فضیلت خواجہ احمدیہ
کیونچ ادا دعا عانت اوس سے چاہیں لیا	خود معین بن مکت خواجہ احمدیہ
اوس کے فیضان قدم سے ذوق ہر سیکو	شاہ خلعت بخش حالت خواجہ احمدیہ
فرش سے عرش میں تک ہر پہنچ سکے	سفر تہ تحقیق خواجہ احمدیہ

<p> ہو سعیدین حشمتی ایزد جان بخش خود اس ہی مفرغی کو پوچھ بید خواجہ تو دیرین اگر حرم سے یکہ اسے زائد تو خود آگ لگی نیکی سر سے پاؤں تک اگر اوس سے جس کو خوت ہی انا کی سر جہ کا ہی وہ کب جس کو عشق اوس کا ہوا اعلیٰ اوس منزل گئی </p>	<p> معنوی خالق کی صورت خواجہ ہے دیکھ لے خود و صورت خواجہ ہے بن گیا خود شکلی صورت خواجہ ہے مہر گردون جلالت خواجہ ہے مان غنی خوش نصابت خواجہ ہے حضراہ پاک نسبت خواجہ ہے </p>	
۲۳۰	<p> عاشق صادق ہوں اوس کا مان بھی ہی مجھ کو غمخیز بس مرا پیر طریقت خواجہ ہے میر </p>	۴۱
<p> تعین ذات بیچون کا کیا محمود پتی کہ احبیب بن گیا احمد سا کر انقلاط میں ہوا لاول ہوا الآخر ہوا ظاہر ہوا باطن </p>	<p> رسول اللہ کا چہرہ میان محمود پتی اوس کی سرب علیہ میان محمود پتی اوس کی کا مظہر اسما میان محمود پتی </p>	

تعج اور ترنل کی اڑھکار دیکھ لو تفسیر
 جو کچھ احمد حامد کے پڑھ کر مصیبت کے
 کھاتا ہوا رسول اللہ کا جو جسم نل
 اویسی نورانی ہے میان ہی نل سجا
 کر ویدار موسیٰ کو سادو صا یہ طلب
 جو شوق ریت سے نکل کر لے محمد کو
 یہ ہم سے خانہ تشبیہ کے معیار کہتے ہیں
 اوتھا کر عین گرد دیکھو بکی شکل میں چھپ کر
 خیال احمد بے ہم آیا ہوں تو کہا ہوں
 بنی آدمی کی آجی ہے آجی ہندہ مولیٰ
 سا کردہ جی کھتا ہوں نہین یہ باجو کی

کلام حق کا شیر زمینان محمود دہشتی
 کھنڈے میں ایلان میان محمود دہشتی
 سراسر برزخ کبریا میان محمود دہشتی
 وجود حق کا آئینہ میان محمود دہشتی
 کہ نور طور کا شعلہ میان محمود دہشتی
 خدا سے لم یزل تیرا میں محمود دہشتی
 در تشریح کا پایہ میان محمود دہشتی
 یہی در پردہ رب پنا میں محمود دہشتی
 محمد ہی کا خود نقش میان محمود دہشتی
 کہ سب کو ان کا جلو میان محمود دہشتی
 کلام اللہ کا گویا میان محمود دہشتی

مدور قلب ہے اوس کے جو صورتِ زیبائے
 ہر نگاہِ گنجِ غیبی سے تماشا دیکھنے اپنا
 اگر ہی انگھڑ تو دیکھو ساری کائناتِ زمین
 بیان کرتا ہی مجھے عشق کا دنیا طس بی کر
 الف اللہ کا بیکار اوگا ہی باغ و چین
 پھلا پھولا اللہ کا گلزارِ اوس کے
 ہوئے ہیں زندہ لکھنؤ میں اوس کی ایک
 ہمارے چشم کی تلی بنا ہے ہم کا نقطہ
 سدا کرتے ہیں ہم سجدہ اوس کے طاقِ زمین
 مقام احمدی کا ہی نشان اپنی یہ پیشانی
 نہ کیوں خوب ^{۱۹۹} الم ہم کہیں اوس پر پیرانہ

فی اسرار کا نغمہ میان محمودِ پستی کر
 جہان میں صانع پر وہیں محمودِ پستی کر
 نظر سے اپنے کپ خفا میں محمودِ پستی کر
 خدا کی روح کا جامہ میان محمودِ پستی کر
 درختِ در و طوبی میں محمودِ پستی کر
 محال عشق کا ثمرہ میں محمودِ پستی کر
 ہمارا حضرت عیسیٰ میں محمودِ پستی کر
 خود اپنا ناظر و بیا میں محمودِ پستی کر
 ہمارا قبلہ و کعبہ میان محمودِ پستی کر
 ہمارے عشق کا تغایب محمودِ پستی کر
 کہ جب اوس نام سے پیدا میں محمودِ پستی کر

محاسب قیامت کا کہنا کیا کرتے
 سبھیہ لو عاشقو پڑھ کر حدیث کثرتاً
 گلستان شہادتین نظر کرو ذرا اگر
 جو اس کے سیدنے سوان میں اچلتا ہو
 عیان ہیں موتین کو جو نوح طاق اربو
 جبین ہلتی ہر دنیا بھی اسکے آستانہ
 شرابِ دل سے غمور اکھبیں سکی رہیں
 بے خلقت ہر اٹھارہ ہزار اسکے قریب
 سطر خلقِ احمد سے جو ہر گلزارِ عالم
 نہیں ہر احمد آباد اور جرات کی خلوت
 میان شیخ حُسام الدین محمد شاہ فرخ

کہ سب عالم کا جاننا نہ میان محمودی
 کتابِ شوق و اشتیاق میان محمودی
 کہ مرغِ دل کا کاشا نہ میان محمودی
 چراغِ جان کا پروانہ میان محمودی
 صدم کا اپنے تجانہ میان محمودی
 فقیرِ طالبِ المولیٰ میان محمودی
 سدا سرشارِ بستان میان محمودی
 کہ سب خلوق کا دیار میان محمودی
 او کی کل گل تازہ میان محمودی
 جہانِ ہم رہیں اوس میان محمودی
 خلقِ نیرِ بیانیہ میان محمودی

<p>شید الدین دومیان لاکا کایہ ارشد نصیر الدین ٹٹیکلی ہاوس کے بانی قاتم جہاں اوس کے سلطان ملک عرفا قانی الشیخ کا درجہ جو حال ہو چکا ہو</p>	<p>جہانمیں نامور پوتا میان محمود پتی کمال الدین کا سرایہ میان محمود پتی امیر اور اپنا شہزادہ میان محمود پتی سمجھ لو ہو ہو مجھ سے میان محمود پتی</p>	
<p>۲۶۷۱</p>	<p>سبعین الدین چشتی کے مرید و مین ہوئے عارف اوس کی مرثیہ والا میان محمود پتی ہے</p>	<p>۲۶</p>
<p>محمد بادشاہ و سدا عالم کا سرور رئیس اویا چشتی خواجہ حسن بھری ہو خواجہ ابو الفضل فضل بن عباس خوشی اور غم سے فارغ ہو گیا خواجہ امام العارفین حق کھا خواجہ ممشاد</p>	<p>امیر المومنین اوس کا وزیر خاص حیدر کہ عبد الواحد اوس کا یار اشخ اکبر شہ ابراہیم اوہم تارک الدنیا مقرر و غوث ساکین خواجہ عبد اللہ بن برک مہ کل صوفیان خواجہ ابو الحق رہبر</p>	

ابی ابی ال^{۱۱} مقدود^{۱۲} دین نبی الحق
 خواجہ ناصر الدین ابی اسحاق^{۱۳} غوث
 عہد کاغذ^{۱۴} حاجی شریف زین الدین شتی
 جناب خواجہ عثمان پیر بدینی شتی
 شاہ خواجہ عین الدین حسن شتی^{۱۵} پیر
 لقب کالی کارکتا ہو قیل الفت جبار
 فرید الدین سودی حریق الفت مولی^{۱۶}
 بھی اک یوسف ثانی ہو محبوب الہی کا
 بزرگ عصری خواجہ نصیر الدین محمود اک^{۱۷}
 کمال الدین علامہ ہوا شہور عالمین
 ہی علم الحق والدین الی ملک تجر و خور^{۱۸}

جہان کا قطب احمد ناصر الدین سیمبر^{۱۹}
 جو قطب الدین ہرود دییم و خدا گور^{۲۰}
 جہان پر وقودہ اصحاب عارف لکھنؤ
 کر است اور کشف باطنی کا مہر انور
 حبیب اللہ کا ہوا سکوازیات تخت فخر
 وہ قطب الدین دنیا کی کادوس کا بخت یاور
 تمامی اولیا کا وہ بڑا سردار و فرستے
 نظام الدین کے پرتو سے منور باد اختر^{۲۱}
 کہ روشن شہر ملی میں چراغ او کا ہی
 سراج الدین قطب عالم خلاق داور^{۲۲}
 جو محمود راجن شیخ وہ ان کا ہر سر^{۲۳}

جمال الدین بہن اور سیاح شمس شہیدی^{۲۶}
 سیاح شمس خیر خمد اور حضرت شمس شہیدی^{۲۷} کو
 جناب شمس کریم الدین احمد اور جمال الدین^{۲۸}
 سیاح شمس حسام الدین محمد فرخ صدیقی^{۲۹}
 رشید الدین مودودی حین الامم کھانا
 سیاح شمس حسام الدین محمد فرخ کا
 ہمارا پیرو مرثیہ قطب قطب ان الحق
 کریم اللہ شاہ تارک الدنیا جو ہر شق
 ہوا نیا خاتمہ بالغیر ہوا انکی حرمت سے

بھی قطب نام نہ ہو رک سے ایک بہتر
 ہو ہی خود قطبیت مائل مدنیہ میں یہ
 وہی خود قطبیت کا جہن ثانی عصفری
 وہ رکن الدین ثانی احمد کل داد بھر
 جو سار قطب متوقین حق کا ناز پر ہے
 گل خوبی سے اوس کے گلشن عالم معطر
 سیاح محمود گجراتی کہ ذات حق کا مظہر ہے
 ترے وصل حقیقی کی او نعمت میر
 خدائی رب ہی ہی تو جہاں کا دم گستر

یہ شہرہ خاندان حقیقت خاصان شہیدی کا
 تجھے ای عاشق چشتی ہمیشہ جھنڈا زبیر

باتنیا جسعت الفاظ مساوی الاعداد و تملک با سرارت اتم صفا

ہاشق تو پوچھ اب کہ کھان شد	ہرگز نہ ندانی — نہان ہوا شد
نہو یکہ نظر کر کہ یہو الظاہر کو	ان صاف جزو مکمل سے ایسا ہوا شد

رباع

بیان مجسمہ سخن جو یہو لہو	وحش کے کلام سے ہو خالق آقا
جزوات انداکب یہی خالق امی	تہ خانات خور ظہور اللہ

رباع

عاشق ہمارے دیر اب غیر کھان	سبھو ہی کی سہی سے کون کھان جان
نہن کر تو یکہ لو پنہان نہن فرید	آباد می جہان سے ہو اللہ ہی عیان

رباع

یوم جدت الوجود کی یہ دھر سر بسر	مخلوق جو بنا ہو وہ ہو خالق بشر
---------------------------------	--------------------------------

<p>عاشق بجان بندہ ور ہے جدا جدا نود صورت عبید مین سولی ہی جلوہ گر ۸۶ ۸۶</p>		
	رباع	
<p>جو نیرش را یک ہوا پیغیب وہ احمد بیہ نیم ہر سب کا سرود ای عاشق پستی تو یقین کی دل آیا ہی خدا بنک دی ہی بہم بشر</p>		
	رباع	
<p>ای عاشق پستی وہ تہا را ستم انسان بنا ہے ہر خدا سے عالم کچھ کھنہ نہیں کھنہ بشر کو امت خود حق سے نمایاں ہی بنا ہے آدم</p>		
	رباع	
<p>ثابت ہر اک وجود ہمار کلام سے احمد کی ذات کب ہی خدا کا صریح نام لو لاک خود دلیل ہے عاشق تیغ صاف ہر جلوہ گر ایام محمد کے نام سے</p>		
	رباع	

ہر شکل احمدی سے عیاں کبریا

ہر واجب الوجود نبیؐ میں چھپا ہوا

اگر سے پہلے برزخ کبریٰ جو بگیا

عاشق ہو جاتے تھے اور مظلوم

رباعی

ہر انفقین و حد کے ہر توحید کی سعی

زب میں نظر آتا ہر توحید بھی علیؑ

عاشق نہیں لکھ سکتا ہر کھچر و بکی

کجا آمد و حیدر کو خدا کب ہی خدا

رباعی

ہر شکل سے تیر کی ہی دراصلت جان

موجود ہی سجدہ میں سر آسید ہی زوال

ہر تراکون ہر عاشق ناوان

سراپا چمکا تا ہر تواب و روبرو کے

رباعی

ویر و حرم میں ایک ہمارا ہر جان جان

سبزو مطلق اپنے کفار میں بھی مان

سلام و کفر کے نہیں کچھ فرق درمیان

تغیر کرنے عاشق ہستی کی سبکی تو

رباعی

ایسے برہمن ہرام کا اہم گنہ گز	تیرے گلے میں شیشہ دین ہی یہ لہر
عاشق سے پہچانو گیا معلوم ہی نہ	نیا ریسے رحیم ہمارا ہی جلوہ گر

رباعی

شیخ عبدالقادر معشوق رب جہان	یوسف ثانی بنا ہی یہ شہنشاہ زمان
دیکھ غوث پاک کے اعدا کو عاشق ذرا	روئے ذات ماکہ المکات آج ہی اوس عیان

رباعی

حُسنِ صیقل کا ہو گیا جسمِ فروز	اول اور آخر ہو یہ دو شاہدِ الود
شاہِ جیلان و نظام الدین کو عاشقِ مکر	لفظِ معشوقین سے حُسنِ نبوت ہی نمود

رباعی

قدرتِ حق کا جو کھائے شیر	ہو گا عاشق وہ کی کسی سے زیر
--------------------------	-----------------------------

بستی لایزال قیام

بنکے آیا ہی خوانہ حمیر

رباعی

قیصر تبریز کی عظمت کا کائنات کی مثال

اے اوسے روبرو ہر ایک کی کتب محال

نام سے خواجہ محمد بن علی شوق کیچہ

ہو گیا ہی آٹھ ذوالجلال لایزال

رباعی

چہرہ سرسبز الفت ای عاشق لعل

اپنے مرشد ہی کے چہرے ہی پیدائش

عترت آبا ہر ہوگی شریعت کس طرح

حیات محمدی میں ہی خود خدا مطلق اب

رباعی

محبوب سے نماز نمایان ہی کبر

عاشق تو اپنے پیر کو سجدہ میں بیا کر

زادہ سا سر جہا کے نکر محمد غیبر کی

ہی دیکھ سہی گاہ میں محبوب جلوہ گر

رباعی

بیان کرتو جو سرار بطون ہے	کہ علم معرفت تجہ میں فروں ہے
نہ بندہ جان عاشق پیر کو تو	سیان محمود - حق بیچگون ہے
	۱۹۹

رباعی

خود تجلی خدا کا آئینہ محمود ہے	صاف ظاہر ہے کہ ظل کبریا محمود ہے
دیکھ عاشق کب ہر مطلق شخص اپنے	سایہ ایزد سے جلو نما محمود ہے
	۹۸

رباعی

سخن ہے عاشق چشتی کا حسن	سمجھ بیدار دوس کا تو ایسا سبب
ربو بیت سے خود ظاہر خود ہی	اما کہنے میں کب اپنا ہے مبین
	۶۲۰

رباعی

سچہ جانو مات عاشق چشتی کی مان	آواز پر چرس کی کھوپے کان کو
جبریل لیکے آتے ہیں ہر ہر نفس جو	اسرار دل سے صو نکلتی ہے سب کو
	۲۹۶

رباعی

صہیا نون کو پی تو غم ہو تراب میں	خوش فی القہ ہے اپنے جگر کے کیا میں
یہ شہد محرم ہے عاشق کشتی پی	مان شوک ہے شرک جہجہ آئین

رباعی

عاشق تہارے دل کا لبا لبا جام	مٹی بخودی کی نوش کرین آپ بیدم
زادہ کر رہو غنہ کرامات ابھی	زورم اوکھٹنگ مان جام مجھ میں

رباعی

رغزین عاشق کامل کی تو ابر حلیس	نفس امارہ انسان میں نہان بہتلیس
یہ کچھ حضرت انسان کے جدا ہر شیطا	نفس آدم سے عیا و کچھ ہی قلبت پس

رباعی

ای عاشق حقیقی ایسے تحقیق مجھ تو	بانی شروخیہ ہے خود آدم خوش تو
---------------------------------	-------------------------------

ابدی اور انسان میں جدائی نہیں ہرگز	شیطان ہی بن جائے تو نہیں مگر
رباعی	
عاشق سجا کے سُن کے ذرا اپنے سن کی	تجہ میں سوا راگ کے اور کچھ نہیں
رباعی	
سازندہ و قوال کو ہر وقت بلا کر	ای عاشق چستی تو سدا راگ سن کر
رباعی	
رہ حقہ کشی میں تو نہ کہ حق و بقی	ہر دم ترا مضمون پر عاشق مطلق
سُن کی زبان میں اگر گوش سے رشت	قلبان سے ہر لفظ نکلتا ہی انا الحق

سال ختم کلام بابت نهم

ختم اپنا جو ہو گیا دیوان

نہم کاسن غنیمت عرفان

قلم تاج طبع یوں اخیل عرفان

شاعری کا کچھ نہیں میر سیرت میں التزام

نزل مقصد پر آجہ ای عالم مقام

کر دیا بدنام تو نے ایدل اب کیوں میر نام

سنا عجز ہی تیر میری عقل اور فکر خام

میں ہوں یو ا نہ نہیں کچھ بامقین میری قیام

بنگیا ہندو بھی ہر اک آج میرا دل رام

اس طرح کا خلق میں جاری طریقہ ہی مدام

مفضل خواجہ معین دین سے اب

لکھو عاشق قلم سے وعدہ کے

قلم تاج طبع یوں اخیل عرفان

نہم کاسن غنیمت عرفان

شاعری کا کچھ نہیں میر سیرت میں التزام

نزل مقصد پر آجہ ای عالم مقام

کر دیا بدنام تو نے ایدل اب کیوں میر نام

سنا عجز ہی تیر میری عقل اور فکر خام

میں ہوں یو ا نہ نہیں کچھ بامقین میری قیام

بنگیا ہندو بھی ہر اک آج میرا دل رام

فہم را پتی ہی نازان ہو کیا نصا،
 شیخ اور زاہد کی مجھ سے ہو سکے خدمت کھا
 قدردان کیر بھی اس شہر دکن میں ہیں
 آج ہیں اس عصر میں معروف جو پیر بزرگ
 میں جو لوگوں کا مدح خوان دروہ مرہین خوا
 یں نہیں ہرگز منافق طاپر باطن مرا
 ہیں خرابات دکن میں صاف سچا ہے
 شوق پیٹتے رہو توحید کی لیکر شراب
 اس ہر شعر و سخن کو حفظ دل کے سدا
 مطیع محبوبا ہی جو اک بیشل آج
 چھپ گیا دیوان میر خوشنوا اور صبح کے سدا

حق وہ ہی جو ہو پسند صنویاں جان عالم
 عارف صوفی کا ہو سخن کفنش در عالم
 افتخار اور فخر سے لیتے ہیں جو میرا
 مقصد میاں دکان ہونین وہ ہیں میرا
 مطلب لہ ہو گیا ہی سب جان ختام
 پاک ہی دلوں میں یہ مطلب نہیں غیب کا
 بکتے ہیں ہر اک گلی میں بادہ حدیث کا
 آنکھ کا غم نہ خالی ہو کبھی ہر صبح شام
 ساقیا پڑھتے رہینگے ہر گھر میں سکن کام
 ہی نظام المملکت کے الطاف خوب انتظام
 صاحبین کا میرے سر پہ ہی حسا و کام

شہ کریم اللہ عاشق کا چھپا ہند کلام
۱۳۰۴

لکھنؤ عاشق نے سال طبع اس پر لکھا

ایضاً تاریخ عاشق در سالہ

ہو مرد و ناریں بے توحید کی گفتار پات

ہو مگر سخن کا گوہر شہوار پاک

خوب ہی نادریہ مخفی جھکا ہوا سراپا

مخبر ساق محمد کا ہونہیں نیندار پاک

قول او کا ہے یہ جوہن حیدر کر پاک

صفتہ عالم پر او کا ہے لکھا اظہار پاک

ہو مگر عرفان کی فیلزم زخار پاک

ہو مری ہر اک غزل کا مطلع انوار پاک

عاشق مجنون کے اچھے چھپے اشعار پاک
۱۳۰۴

عرض ہے خدمت عالی میں ہر اک شخص کی

دیکھ لے چشم بصیرت مری دیوانگو

علم ظاہر سے جدا، معرفت کی گفتگو

ہر شب کفیر کو میری نہ جائز جان لے

چاہئے ہر اک سلمان کو کہ سمجھے عرف

میں بھی او کا خوشہ چین ہوں گے جو پیلے

عارف کامل سے مل ہو گی مری ہر ایک نے

یادگار اپنا بنایا میرے اس دیوان کو

طبع کی تاریخ لکھی شہ کریم اللہ نے

ایضاً تاریخ عاشق و شہزادہ بھری

<p> باغ وحدت میں بہتا ہوا پانی تیرے حضرت خواجہ عین الدین کا دکاندار ہوں ہی بھی کھاتے میں میرے کل حساب معرفت گرم بازاری جہان میں ہر مے عرفیا کفش بردار و خین ہو عین اصل عصر مہربانی سماعت کیجئے میری غزل دوست ہر شاہ گدا پھیلانے لگانے تمام چھپ گیا دیوانہ الطاف کے احباب کے </p>	<p> گلشن توحید کا اچھا بنا ہوا عین لیب میں ہوں ہوا اوکا اور ہوں میرے مطلق دیکھو درقونکو اولٹ کر ہے نصیب و لغز جمع ہوں کیم خریدار آج ہوں میں خیم نصیب عاشق صادق ہوں کمال سے اور مرز جانے ہرگز نہ مجھ کو دور تم سے ہوں قریب ہوجھاں سب خیر خواہ اپنا ہندیاں بھی قریب مطہر محبوب شہزادہ کی اوجھیب </p>
---	---

ایضاً کی تاریخ لکھی شہزادہ کریم اللہ نے

یہ چھپا ہے عاشق خواجہ کا دیوان عجیب

ایضاً تاریخ عاشق و دلہنہ الہی

چھپ گیا دیوان عمدہ شہ کریم اللہ کا موت تو نکلی اڑھے اس دیوانی ہر اک سطر جدا کی سنگینی ہر صاف خط استوا اس طرح کے ہر دینار گول حرف نون کے کب کسی سے ہو بیا اوصاف اس دیوانے شاعری ملتی ہو کر عاشقی کی گفتگو سناجھنے کا کھاشاکریم اللہ نے	کہتے ہیں دیکر میروں مجھ سے یوں حیات صنوا سکرے ہر اک توحید کا دیباچہ نقطے شعری نہ ہر ایسے حدیثی زنجیر قرص نام و محرم کو نسبت بجا ہو اس کے کب بند پیش سرین سب کی سخن کی کسب لب دیکھ لو اشعار پڑھ کر مجھ سے یوں کاہل عاشق خواجہ کا دیوان ہوا طبع اب
---	--

ایضاً تاریخ عاشق و دلہنہ الہی

یہ دیوان چھپ گیا مانند خورشید دہر سے اپنے جو نکلی بہرین باتیں	ہر روشن اس سے عرفان نئیہ دار یہ سب ہی معرفت کی صاف گفتار
--	---

وجود رب میں خود موجود ہو نہیں

نشان وحدت کا ہر اک کو ملے کب

ازل سے عشق میرا ہے جو مجھ کو

کب آتی ہے دومی میرے سخن میں

یہ وحدت کا سخن موزون ہوا ہے

اوٹھا پردہ جو سہ باطنی کا

لبالب ہی یہ میرا بحر عرفان

چنگل معرفت کے اس چمن سے

تمام اشعار شعری سے ہیں روشن

عجب ہیں میرے دیوان میں مطالب

شراب عشق سے یہ خم بھرا ہے

انا کا بید ہے مجھ سے نمودار

شمار یک میں ہیں مفقود و وچار

ہمیشہ اپنا آپھی ہوں طلب گار

رہ توحید پر میری ہے رفتار

موسم ہوں مرے ہیں پاک اشعار

لکھی ہیں نے عیان سب مرد و لار

ہزاروں ہی ہیں اس میں در شہوار

شگفتہ ہے طریقت کا یہ گلزار

یہ کل دیوان کے مطلع ہیں برافرا

ادق مضمون میں اس کے اور شوا

فتح پی پی کے تو ہوں خوب سرشار

کلام عاشق خواجہ ہے صادق
ہے عاشق یہ موشیچ مغل

اسے پڑھو سچ احمد و نیدار
یہ ہے مفتاح قفل گنج اسرار

ایضاً تاریخ عاشق در سال ۱۳۰۴ ہجری

نیم توحید سے نکلے ہیں موتی
پرکتے ہو جو عرفان کے گہر تم
کریم اللہ شاہ بے نوا کا
معین الدین کی رنگ معرفت کی
کھا عاشق نے سال طبع دیوان

یہ سب گوہر ہیں نادر لوستے جلد
در مضمون خاطر لوستے جلد
خزانہ ہے یہ حاضر لوستے جلد
یہ سب نعمت ہی طائر لوستے جلد
تصوف کے جواہر لوستے جلد

ایضاً تاریخ عاشق در سال ۱۳۰۴ ہجری

فضل سے خواجہ معین الدین کی ب
شہ کریم اللہ نے لکھا یہ سال

طبع مطبع مین یہ دیوان ہو گیا
عاشق چشتی کا دیوان بھی چھپا

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۲۰۲ ہجری

گھلے ہیں حقیقت کے ابوابِ ست

چھپا جبکہ عاشق یہ دیوان تمہارا

کشاوہ تصوف کے لچپ ہیں در
۱۳۰۴

کریم اللہ اس طرح سال اس کا لکھو

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۲ ہجری

اویکی رمز کے یہ سب ہیں شعار

ہو نظامِ خدا نے جو کھا ہے

خدا کا یہ کہلا ہی عین اسرار
۱۳۰۴

چھپا دیوان تو عاشق نے لکھا ل

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۲ ہجری

ہے شخص و عکس کی ایک ہی شانی

رخ اپنا دیکھئے اس آئینہ میں

یہ ہے مرآۃ اسرار معانی
۱۳۰۴

لکھا عاشق نے سال طبع دیوان

ایضاً تاریخ عاشق در سنہ ۱۳۰۲ ہجری

مضامین اسکے ہیں سب بفریب

یہ دیوان ہی مصباحِ بزمِ سخن

یہ شمع طرقت لگی ہے عجیب
۱۳۰۴

کھا طبع دیوان کا عاشق نے سا

ایضاً تاریخ عاشق در سن ۱۳۰۴ ہجری

سب سے پیکر ہوا ہے یا علیس

عشق کی مٹ سے بہرا ہی یہ سخن

بادہ ہر فان کا یہ نعم ہے نفیس
۱۳۰۴

طبع دیوان کا لکھا عاشق نے سا

ایضاً تاریخ عاشق در سن ۱۳۰۴ ہجری

تجرب ذات و صفت کا بحر ہی یہ

طلب ہم جو دریا سے سخن کو

رموز معرفت کا بحر ہی یہ
۱۳۰۴

لکھا عاشق نے سال طبع دیوان

ایضاً تاریخ عاشق در سن ۱۳۰۴ ہجری

جسپا ہے یہ نا در طرقت کا فتویٰ

پڑ ہو یہ کامل سے اس کے سائل

یہ ہے اصطلاح حقیقت کا فتویٰ
۱۳۰۴

لکھی کلک عاشق نے تاریخ اسکی

ایضاً تاریخ عاشق در سن ۱۳۰۴ ہجری

چھپا ہی عاشق خواجہ کا دیوان		سیان محمود کے فضل و کرم سے
بھی ہے نسخہ توحید سبحان ۱۳۰۴		کریم اللہ نے سن اس کا لکھا
ایضاً تاریخ عاشق در ۳۲۱۱ ہجری صفت صلی و موسوی		
دی مری طبع نے یہ مجبو نوید		چھپ گیا جس گھڑی مراد دیوان
تیرہ سو سال پر بہن چار فرید ۱۳۰۴		لکھ دوسن صوری معنوی عاشق
ایضاً تاریخ عاشق و الادب ۳۲۱۱ ہجری صفت حروف بے نقط		
در ہر سطور کلمات کردگار ورج		ہر گہ کہ مہر وار کلام طلوع کرد
اردو کلام طبع ہمارے وار و روح ۱۳۰۴		مصرع سال در دل و الادب آمدہ
ایضاً پنج مصرع و تاریخ عاشق و ہجری صلی و موسوی		
بہار اسکی ہے رنگ افروز و رست ۱۲۹۶	عاشق و شاعر	یہ ہے اصل نور حقیقت کا گلزار ۱۳۰۴
کھلا ہے یہ میندہ باغ طریقت ۱۸۸۶		لکھی اسکی عاشق نے پاکیزہ تاریخ ۱۹۲۳

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی

یہ دیوان ہے تفسیر فرقان مطلق

حقیقت کے موزون ہیں شمار میں

چھپا ہے طریقت کا قرآن مطلق
۱۲۹۶

لکھا کلک عاشق نے سال کا فضلی

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی

کھنے لگا مجھ سے ہر اک اہل فن

جبکہ یہ دیوان مرا چھپ گیا

عاشق جان باز کا ہی یہ سخن
۱۲۹۶

سن کہو فضلی کا کریم اللہ اب

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی

بہری ہے تصوف کی مٹی اس میں

لگا لیجئے لب سے جام سخن کو

یہ ہی اصل بھٹی حقیقت کی مٹی
۱۲۹۶

کہا طبع سال عاشق نے فضلی

ایضاً تاریخ عاشق در ۱۲۹۶ فصلی ہجری تصنیف فوق النقط

کہ رقم کرد کلیت و نظم

کن نظم بخیر تصوف را

سیر منظوم و سلک نظم
۱۲۹۶ ۱۳۰۴

گفت عاشق دو سال مصرع

ایضاً تاریخ عاشق در سلاز و جبردی

بولی اس طرح مری طبع رسا

یزد جبردی کا جو سن تہادر کار

سخن عاشق جان باز چھپا
۱۲۵۶

سال یون لکھو کریم اللہ شاہ

ایضاً تاریخ عاشق در سلاز و جبردی

ہے خوش خواجہ عین الدین آج

یہی مژدہ ہے سارے چشتیوں کو

یہ ہی مقبول طبع مرد وزن آج

چھپا ہی عاشق صادق کا دیوان

مجھے اے عندلیبان چمن آج

غزل توحید کی گار سنناؤ

ہیں امین صفا ذات پختن آج

نہ میں نے صرف حمد و ثناء لکھی

ہو انطور رب ذوالمنن آج

یہ چھپ کر نسخہ وحدت کا تحفہ

کہلا عاشق ترا دیوانہ پن آج

سی تیری غزل تو صاف ہم پر

پڑھیں کیونکہ نہ اسکو اہل فن آج
 سینگے دل سے شیخ و برہمن آج
 مبارک مطیع ملک دکن آج
 ہے دارالطبع معروف زیر آج
 حقایق کا چھپا ہے خوش آج

نصوف سے بہرے ہیں شعر سار
 جو گائیں شہر بہ دیر و حرم مین
 ہر شہر اک جویا میوہ شایہ
 دیوان اچھا چھپا دیوان اپن
 کہا عاشق نے اچھا عیسیٰ سال

ایضاً تاریخ عاشق و معشوق

ہے پو! پیدا اک طرقت کا باغ
 ہے وحدت میں صفا و کلی کثر کا باغ
 بحر انجمن سے ہی خلوت کا باغ
 ہو معشوق و عاشق کے صلت کا باغ
 لگا ہے پناہ تھ حبیب کا باغ

چلو بیلو عشق ہے تلگوگر
 سنو نغمہ قمری خوش بیان
 ہے تو جگر رنگ سب اس عجب
 ملو بار سے اپنے جاکر دیوان
 سنو مطرون سے یہ غزلین تمام

کھلائی مسیح حقیقت کا باغ

کہو عاشق اب عیسوی اور سال

ایضاً تاریخ عاشق و مشتہ کہ بصنعت فوق النقط

نہ کس طرح عاشق ہونے کا لخواہ

خوش سال فوق النقط کا ہوا

گلستانِ حدیث شگفتہ ہوا

سنو عارفو مادہ سکے کا نادر

ایضاً تاریخ عاشق و مشتہ ۹۲۳ء

زمانہ مین پہلی ہی خواب کی گہمت

یہ گلدستہ تہیپ کر جو نکلا بہا مین

شگفتہ ہے گلزارِ رمز حقیقت

لکھاں سمت کا عاشق نے اچھا

قطعہ تاریخ طبع لوان گنجینہ عرفان از نیاج طبع نگین شاعر منظر و روشن ضمیر

جناب محترم الذی صبا المتخلص منہ خلف حضرت علامہ الذی صبا جمہ و انفق و خلیفہ

حضرت قید علم عالمیاقطبان ماجد و بیاض قبایہ ظلمہ العالیہ احمد گجراتی شاہ پور

خوب توصیف مین دیوان لکھا

حضرت عاشق صاحب نے

درج ہی اوس ہیں وہ مضمون بلند

ہے کلام انکا نہایت شیرین

مساف معنی ہیں عیان لفظوں سے

کیسے معنی کہ وہ ہیں آئینہ

نقطہ ہر اک اثر تازہ ہے

پہول و حد تک اسے کہتے ہیں

اور ہی تھی روش فکر نیا

فخر یہ وہ تھے یہ ہیں محمودی

طبع کا ماں جو کہنے کے لئے

مجہد سے بیجا تھ رہا ان سب پر

کسی شاعر کو نہ سوچا ہو گا

جس سے ملتا ہی ہر اک دلوں کو

ہیں ہر اک لفظ میں معنی صفا

شکل و حدت نظر آئے جدا

ذائقہ اہل بصیرت کو ملا

رنگ و خوشبو میں یہ کل ہو گیتا

طرز ہے انکی طبیعت کی جدا

رنگ اوج سے ہنیں ملتا انکا

طبع رنگین نے ارادہ باندھا

شجر گلشن عرفان کھا

قطع تاریخ طبع یوں عاشق و خواجہ ان کا گھر بار نہ ہو گیا سورج و ہوا

جناب میرزا علی صبا المتخاصین نور ملازم سرکار تعین دفتر خزانه عامہ مریدین
حضرت قبیلہ عالم علیا حضرت مولانا محمودینا صاحب شتی احمد آبادی گجراتی

کردتینف کریم اللہ شاہ	نسخہ نادر و نایاب زمن
گنج اسرار ہوا شد از شر	ہچو خورشید دل اور روشن
ہچنان صوفی صاحب باطن	راست گویم کہ نباشد بکن
ہمہ دیوان تصوف آمیز	چون نباشد بہ جہان سخن
سال طبعش ز دم امر زور رقم	کاشف راز تصوف حسن ۱۳۰۴

ایضا تاریخ جناب زور صاحب

دیوان نکو چو طبع فرمود	روشن شدہ نام خواجہ عاشق
تاریخ بروز گرفت ثائف	مطبوع کلام خواجہ عاشق ۱۳۰۴

قطعہ تاریخ طبع دیوان عین حسنہ فان فکر اسعد بندہ پر سیر گار جناب بای

حضرت علام محمد صاحب نایب تعلقہ دار سرشتہ آبکاری خالف اصدق جتہا
مقبیل بارگاہ حضرت حسن محمد صاحب مرحوم و مغفور ساکن محلہ ترپ بازار

شہ کریم اللہ عاشق مرشد والامشا
نام ادہم کاسناہا اسکو دیکھا انکھ سے
سب کمالات جہان ہین جامع کئی ہین
ہو بڑا ثابت قدم یہ مرد میدان جہان
اگیا بس کام پر پورا کیا اوس کام کو
حاضر و عام آیتے ہین کے پاس لیکر اپنے کا
مخصوص اوقات کی ہے ریاضت پیر
ہی خلیق الیام را پرست آگاہ دل
حضرت محمود کا ہے خلیفہ منتخب

شاہ ابراہیم سایہ تارک الدنیاء ہوا
یہ بڑی ہمت کا کام اس عصر میں کیا
ہو عجب زیرک اور اسکی طبیعت سے رسا
فقر کے ماتھوں سے اچھی کو بقت لگیا
ہو برابر اسکی ہر اک ابتدا اور انتہا
ہو زمانہ میں یہ رخی خلق کا حجت روا
کچھ کیسے ماتھ سے لیتا ہین ہے یہ گدا
چاہتا ہوا اسکو ہر اک صاحب صدق و صفا
سب مرید و عنین بھی شہو ہر اک بنوا

فیض سے خواجہ حسین الدین تپ کسما
 کیا کروں توصیف اک ہیں بیستہ ہو جھان
 لکھ یاد یوان اس نے معرفت کا اس طرح
 ایک فیضان سخن سے ہو گا حاصل سکویا
 خوش عقیدت لکھی ہیں تاریخ سنجی
 بندگان جن میں ہو میں اک محمد کا غلام
 ابکاری کا تعلق اس سے اسد ہے
 تھا حسن بھی اور محمد نام جس کا خلیفہ
 اس شان سے دوسرا قدر اچان مجھے
 سال سکی طبع کا پُرس لو مجھے فی البیہ

علم اس نے مرشد کامل کا حاصل کیا
 جانتا ہی اس کو عالم میں ہر اک چہ بڑا
 دیکھ لوعرفان کی دریا اس نے نوریہ میں
 ہی کلام اس کا ہر اک سرار ذات کبریا
 تار ہے ہمراہ دیوان یادگار اپنا
 ہو نیاز اب مجھ کو دریشوں سے ہر صبح و
 صد نائب ہو میں اس کا یہ نہ خدمت کا
 اوس کا بیٹا ہو میں چھو عارفون کا
 گھر تپ بازار میں ہو عالم ہی مرا

چھپ گیا پاکیزہ دیوان شہر بمیل کا
 ۱۳۱۳

قطعات تاریخ طبع دیوان مخزن عرفان از نتیجہ فکر سخنور فرہیم صاحب طبع مستقیم حکیم و شاعر

و حقایق معارف آگاہ حضرت حکیم محمد علی قادری شاہ صاحب خلیفہ ارشد جناب
 رب المعین مولانا موجودہ صاحب شہسپتی نظامی قادری نقشبندی امیری

ارشد پاک شہ کریم اللہ
 ہے عجب اس کی ذات برکات
 ہے یہ صوفی و عارفی مثل
 اس طرح کا فقیر صاف بیان
 محکوم حاصل ہے جو کہ مرشد سے
 قدردان کون ہی زمانہ میں
 آنکھ کھول کر اس کو دیکھے آج
 ہیں نے کی اسکے نام پر بیعت
 اس کے تحقیق ہیں یہ سب ارشاد

ہے جو شہر عاشق والا
 و مناسر کے صفات کا ہو کیا
 سارا سچا ہے حال حال اس کا
 میں نے ہرگز کہیں نہیں دیکھا
 اس کی باتوں سے سب بیدار
 فرد یہ منتخب ہو خود اس کا
 مہر ہے اس کے روبرو ذرا
 اختر اس کے نصیب کا چمکا
 بڑھ کے دیوان خوب میں سمجھا

چشم الصاف سے ذرا دیکھو	ہر سخن میں ہے اس کے انگلیتا
مجہد میں نفسانیت نہیں لکھل	اس لئے راست ہے سخن میرا
ہی عروج و نزول ذات و صفات	اس کے اشعار کا بیان سارا
عالم ظاہر اس کو کب سمجھے	معنی ہر لفظ کی ہے درپردہ
منتہی اپنے علم میں جو یہ ہے	ہی یہ خواجہ معین دین کی عطا
ہے قلندر یہ صوفیہ شرب	یہ نہیں ہے مشائخ و ملا
شاہ محمود کے مریدوں میں	ہی یہ نامی فقیر بے ہمتا
اس کا دیوان کیوں نہ مشہور	ہے یہ مقبول حضرت خواجا
لکھی تاریخ طبع قادر نے	سخن صدق ستر حق کا چھپا

قطعہ تاریخ طبع دیوان قلم عرفان از صاحب جبر کا مستین خوش گشتا
و فرستہ شعرا کہیں و مہرین و سخن و فہم و مہرین حضرت محمد غیاث الدین صاحب تحصیلہ

فرزند جناب فلاح طون جهان حکیم الحکام محمد مولانا صاحب حکیم محکمات سرکار کا

مطیع میں چھپا حضرت عاشق کا یہ دیوان	خریدہ سا کرنے لگا ہر شخص نظر
تایخ لکھو طبع کی اس طرح غیاث اب	عرفان کو چمکا سے دل انگیز شاہ

قطعیہ تایخ طبع دیوان بھر عرفان از افکار گہر بار نکتہ سیج و نکتہ دان خفی و جلی و صاحب سخن دان و سخنور حضرت محمد کاظم علی صاحب تصدیق دار المتخلص بہ ہنر فرزند جناب اسرار طون زمان حکیم الحکام محمد مولانا صاحب حکیم محکمات سرکار کا

پہلے سے معرفت کا جو دیوان آج	ہر عاشق کی اس سے بیان تین
ہنر نے لکھا طبع دیوان کا سال	چمکتا ہے یہ مہر عرفان قدس

ایضاً قطعہ تایخ ہنر صاحب صوف

لامع ہر مثل برق عاشق کا کلام	دیوان ہر گرم خوش صفت کا یہ مہر
تایخ طبع یوں ہنر نے لکھی	نکلا افلاک معرفت کا یہ مہر

قطعہ تاریخ طبع دیوان فقیر قرآن از تالیف طبع ستقیم و مودہنیم میان محمد بن عبد الرحیم
صاحب صاحبزادہ حضرت حقیقت پناہ و معرفت و سنگاہ جناب
فیض مآب شاہ کریم اللہ صاحب چشتی نظامی محمودی مظاہر العالی

پیر میرے جوہن کریم اللہ	اون کے مرشد ہین خواجہ مشاود
شاہ اجمیر سے نصیر تلک	ہین بھی ہمیشہ سال پہنچ افراد
فیض سے ان کے ہو گئے روشن	وکن اور ہند کے تمام بلاد
خواجہ چشت کے جو عاشق ہین	میرے والد ہین یہ بزرگ تہاد
طبع اون کے جو ہو گئے اشعاع	ہین یہ سارے وظایف اوراد
ماظرو ہی یہ مصحف عرفان	رات دن اسکول سے کیجھے یاد
عرض عبد الرحیم کیجھے سال	ہی یہ دیوان محمد بن محمد بن ارشاد

ایضاً تاریخ میان محمد عبد الرحیم صاحب مصروف

یہ پاکیزہ خوب ادکا دیوان چھپا

عجب یہ خزانہ ہر ارشاد کا
۱۳۰۴

جو عاشق این صادق مر قید گاہ

کرد عرض سال اس کا عبد الرحیم

ایضاً تاریخ میان محمد عبد الرحیم صاحب موصوف

سخن ان کا شنیدنی ہی یہ

ذات اسکی پسیدنی ہی یہ

دل تصوف کا چیدنی ہی یہ

آج دیوان خسرویدنی ہی یہ

تحفہ حبیب دیدنی ہی یہ
۱۳۰۴

چھپ گیا ہے کلام عاشق کا

کیا ہی شیرین سخن ہے ہر حرف کا

معرفت کا چمن شگفتہ ہے

مژدہ اسے عارفان پاک شہ

سال عبد الرحیم نے لکھا

ایضاً تاریخ میان محمد عبد الرحیم صاحب موصوف

یہ منزلیں ہیں سب قبل خواجگان

یہ دیوان ہی نقب جان جان
۱۳۰۴

کرد خطہ دل اسکو اسے ملتا ہو

کھا مجھ سے زہرہ سن طین کا

قطعه تاریخ طبع دیوان فیض عنوان حضرت شاه کریم الله عاشق چشتی در دیوان
عروض اول در بحر سیرج معلومی موقوف یا مکسوف یعنی منفعلین مفعول فاعلین
دوم در بحر رمل مسدود یا مخدوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلین نیز ماوّه
تاریخ و صنعت فوق النقط تصنیف جناب میر غلام علی خان صاحب
المتخلص به شعله خلف الصدوق حضرت استاد اکمل و محدثان بے بدل
فرید یعنی جناب میر محمد علی خان صاحب همدیو طبعی شاه

جلوه گر آمد دل او به چومه
گشت از او قبل خلق و آله
او شه عرفان صفی نیک ره
آنده در حلقه و جدیه شه

نسخه اسرار بهو الله همه
۱۳۰۴

عاشق چشتی کریم الله شه
گفت چو دیوان لب بر معرفت
نخسته عرفان حق او ز در قسم
نغمه هو گشت از او آشکار
شعله خوش این موضع تاریخ گفت

یہ غزل حضرت عاشق صاحب ام اسرار ہم کی بے طبع دیوان
ہذا کے حامل ہوئی اس لئے آخرین درج کتاب کی گئی

کنت کمتر انخیا سے یہ بیان پیدا	بسم میں محمد کے بنو جان جان پیدا
شان میں آیا جو کے صالواک کا	وہ شہنشاہ زمین آسمان پیدا ہوا
نقطہ سر وجود و علم اور نور و شہود	عشق نیکو دائرہ کے دریا پیدا ہوا
کھلمی مجھ پر حقیقت محمد کی یہ رمز	ذات سے محمد کی سارا جہان پیدا ہوا
شش صحبت کے امینوں میں جگہ جس شخص کا	خود مکین کی شکل میں لامکان پیدا ہوا
تخم ہستی سے جو نکلے سکے ہم اولے شجر	گلشن اعیان کا اپنے باغبان پیدا ہوا
دیکھ لو محمد کی ہی خود محمد کی شبیہ	آج پھر احمد سو ہندوستان پیدا ہوا
بنگیا واجب ممکن عشق میں جس کا وجود	وہ وجود نشان خج و بانسان پیدا ہوا
صوت بہاؤ بانکی بنکے تفصیل آگئی	معا جو باطن میں ہی ظاہر میں بیا پیدا ہوا

گنج مخفی میں صد ایستو جسکی سنت
اپنی اولیٰ تلیوں سے دیکھ لو اس کا مقام
ہر نفس آتی ہے کا نونین جو آواز جبرس
اگیا چون ہر اس میں گنج مخفی سے جو بھیا
سر باطن کی حقیقت پوچھے اس پر
شہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے نور سے
کیون روشن ہوستان کا ال الدین کہ آج

خود زبان بگروہ پاک زبان پیدا
اب تصور کا سہارہ دید بان پیدا ہوا
آج گجراتی امیر کاروان پیدا ہوا
سرفات بیگم کا مردان پیدا ہوا
یہ بیان محمود اچھا غیبیان پیدا ہوا
چشتیو اپنا چراغ دودمان پیدا ہوا
اون کے گھر میں آفتاب خاندان پیدا ہوا

عاشق خواجہ معین الدین مبارک ہو تجھ

پیر تیرا نوشیم خواجگان پیدا ہوا

۱ ۳ ۲

خاتمة الطبع

بغون الله حضرت چچون یا کہ افضل جناب احمد بے بیم صاحب

لواک طفیل خواجہ کوثر بکال اعنی خواجہ محمد الیمین شہتی اجیری ہندالو علی عطا رسول

شہنشاہ قلمند و مساکین دیوان گنجیہ خان یار شہزادہ شہر علی اول ۱۲۸۶ ہجری نبوی

صلی اللہ علیہ وآلہ اہل بیت و اہل بیت علیہم السلام ۱۲۹۶ ہجری نبوی فیضانِ کربلا ۱۲۸۶ ہجری نبوی

کو طبع نامی گرامی حضرت محبوب ہی میں تمام محمد حبیب الرحمن بن خلیل الرحمن بن بلال ہی

حاجہ نقاش فقیر محمد یزد شجاع صاحب حب الکار طبع سیر طبع آراستہ سیرتہ ہون

منظور نظر حضرت غفری تہ سبحان ان صلا بارکات ان الی ان

نہجرا کوہ شہر سبز و شاداب تو حیدر امین باب العبادین محمد خلیل الرحمن

تمام شد